www.KitaboSunnat.com

ادارہ

مصاحفِ عثمانیہ......اختلافِ قراءات اور رسم کی نوعیت

مستشرقین کے غلط نظریات کے پیش نظر عام طور پر کہا جاتا ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حکومتی سطح پر متفق علیہ مصحف لکھوا کر متنوع قراءات کے 'معجزۂ قرآنی' کو ختم کردیا تھا۔ رُشد قراءات نمبر۲ میں قاری نجم الصّبیح تھانوی کا مضمون 'متنوع قراءات کا ثبوت مصاحفِ عثمانیہ کی روشنی میں' اس کے ردّ میں شائع ہوا تھا، جبکہ شمارہ ہذا میں حافظ محمد زُبیر کا مضمون شاملِ اشاعت ہے جس میں قراءاتِ عشرہ پر مشتمل متعدد مصاحفِ عثمانیہ کا تاریخی جائزہ لیا گیا ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لکھوائے گئے ان مصاحف میں متعدد مقامات میں موجود فروق اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ جمع عثمانی متنوع قراءات پر مشتمل تھی۔ محفوظ صورت میں ہم تک پہنچنے والے کئی تاریخی مصاحف، جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہیں، آج بھی معروف کتب خانوں کی زینت ہیں، جن میں توپ کاپی میوزم کا مصحف، مصر کے مرکزی مکتبہ مخطوطات اسلامیہ کا مصحف اور مصحف تاشقند قابلِ ذکر ہیں، چند ماہ قبل مصحف توپ کاپی میوزم کو ترکی حکومت نے علمی ورثہ کے طور اصل حالت میں شائع کردیا ہے۔ اس مصحف کے شروع میں بطور فائدہ مصحف کوفی (روایت حفص) سے تقابل کرتے ہوئے جن جن مقامات پر کوئی رسم کا اختلاف تھا ان کی ایک فہرست بھی شائع کر دی گئی ہے۔ قارئین رُشد کی دلچسپی اور علمی فائدے کیلئے اس فہرست اور مذکورہ مصاحف کے چند صفحات کے عکس پیش خدمت ہیں۔

مصحف تاشقند کی جلد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

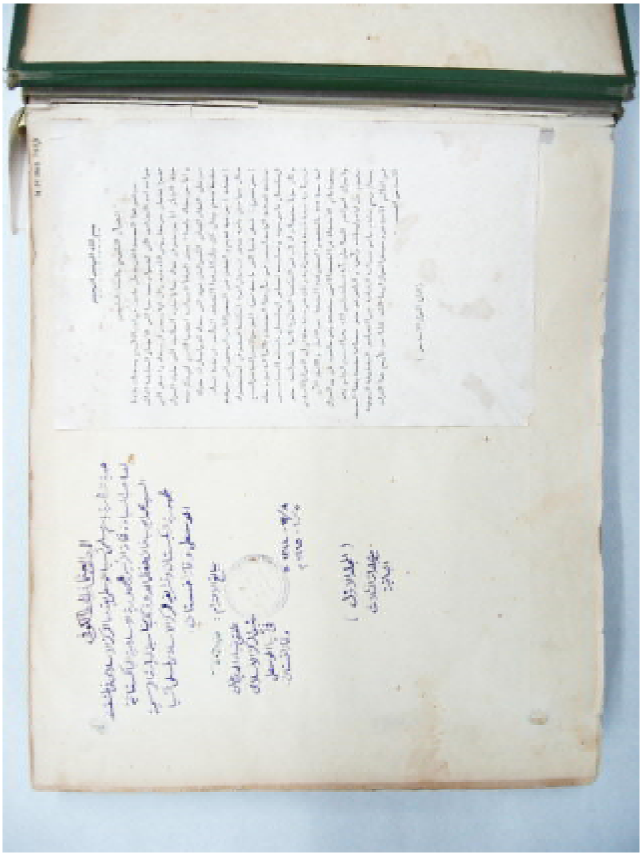

’مرکز اسلامی‘، تاشقند کی طرف سے صدرِ محمد ایوب خان کو تحفے میں دیئے گئے مصحفِ تاشقند کے حوالے کا عکس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

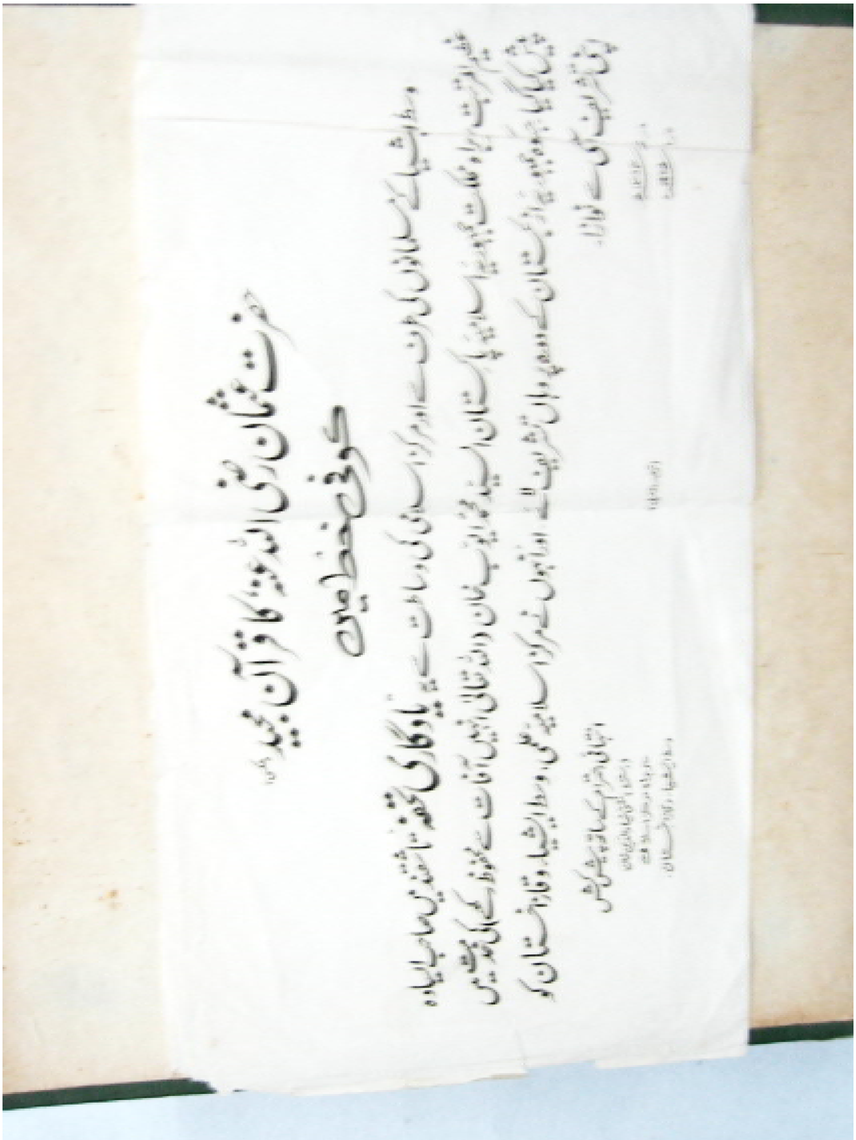
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قرآن مجید
کوفی خط میں

’مرکز اسلامی‘، تاشقند کی طرف سے صدرِ محمد ایوب خان کو تحفے میں دیئے گئے ’مصحفِ تاشقند‘ کے حوالے کے عکس کا اُردو ترجمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصحف تاشقند سے ایک ورق کا عکس (سورۃ البقرۃ: ۸۷تا۸۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

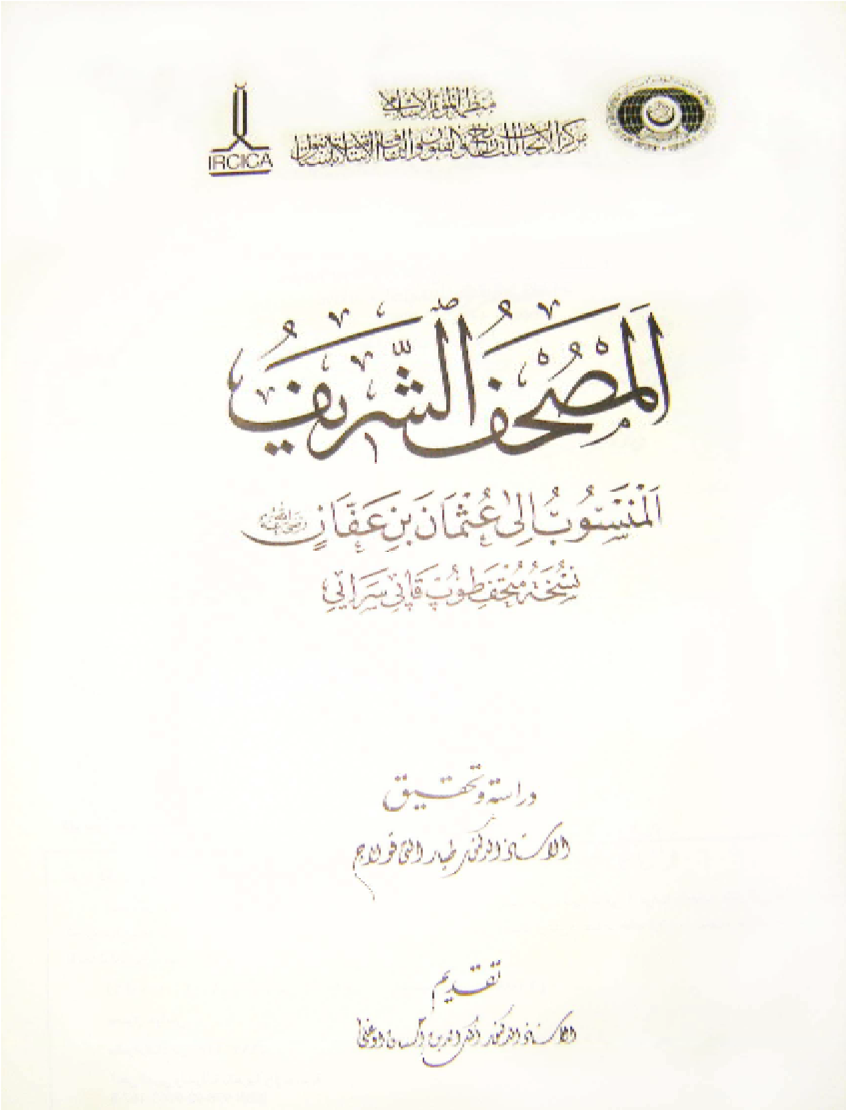
منظمة المؤتمر الإسلامي
مركز الأبحاث للتاريخ والفنون والثقافة الإسلامية باستانبول
IRCICA

المصحف الشريف

المنسوب إلى عثمان بن عفان رضي الله عنه

نسخة متحف طوب قابي سرايي

دراسة وتحقيق

الأستاذ الدكتور طيار آلتي قولاج

تقديم

الأستاذ الدكتور أكمل الدين إحسان أوغلي

مصحف توپ کاپی میوزم کے سرورق کا عکس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

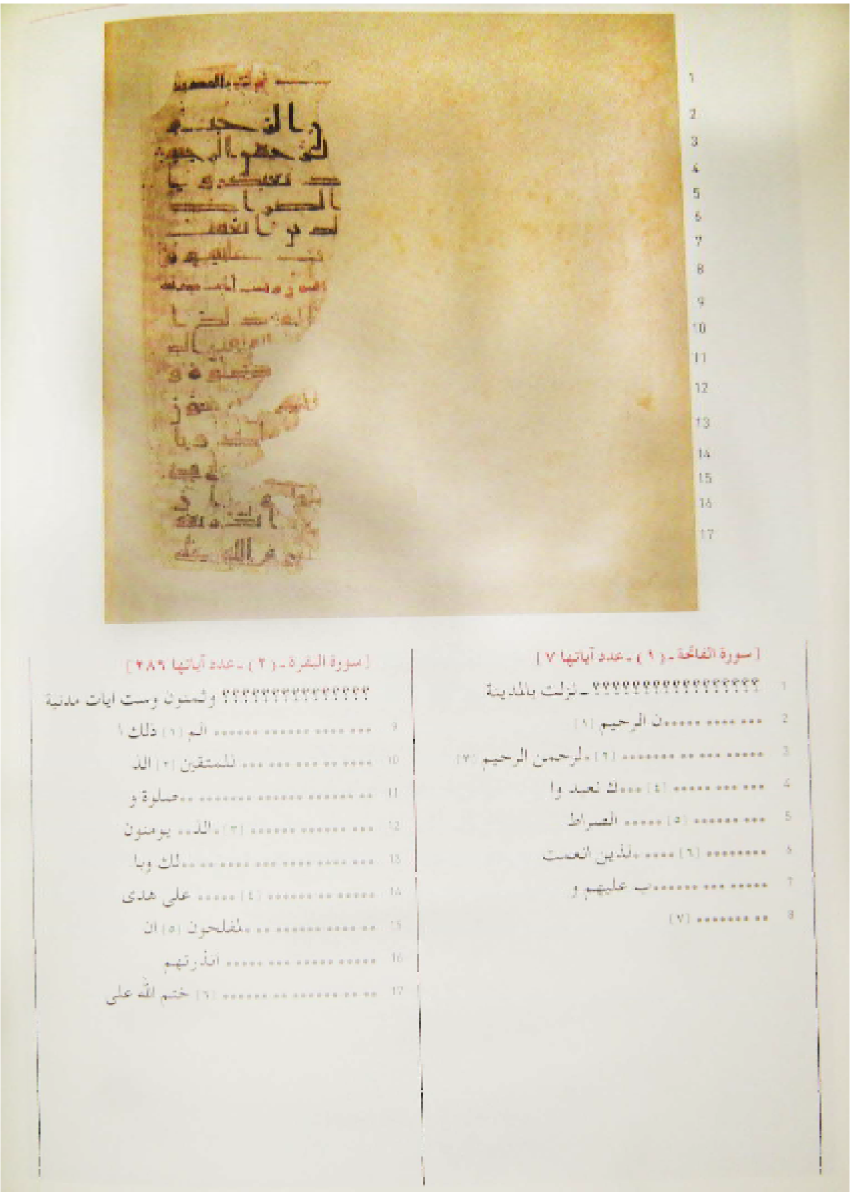

مصحف توپ کاپی میوزم کی سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی پہلی چھ آیات کا عکس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

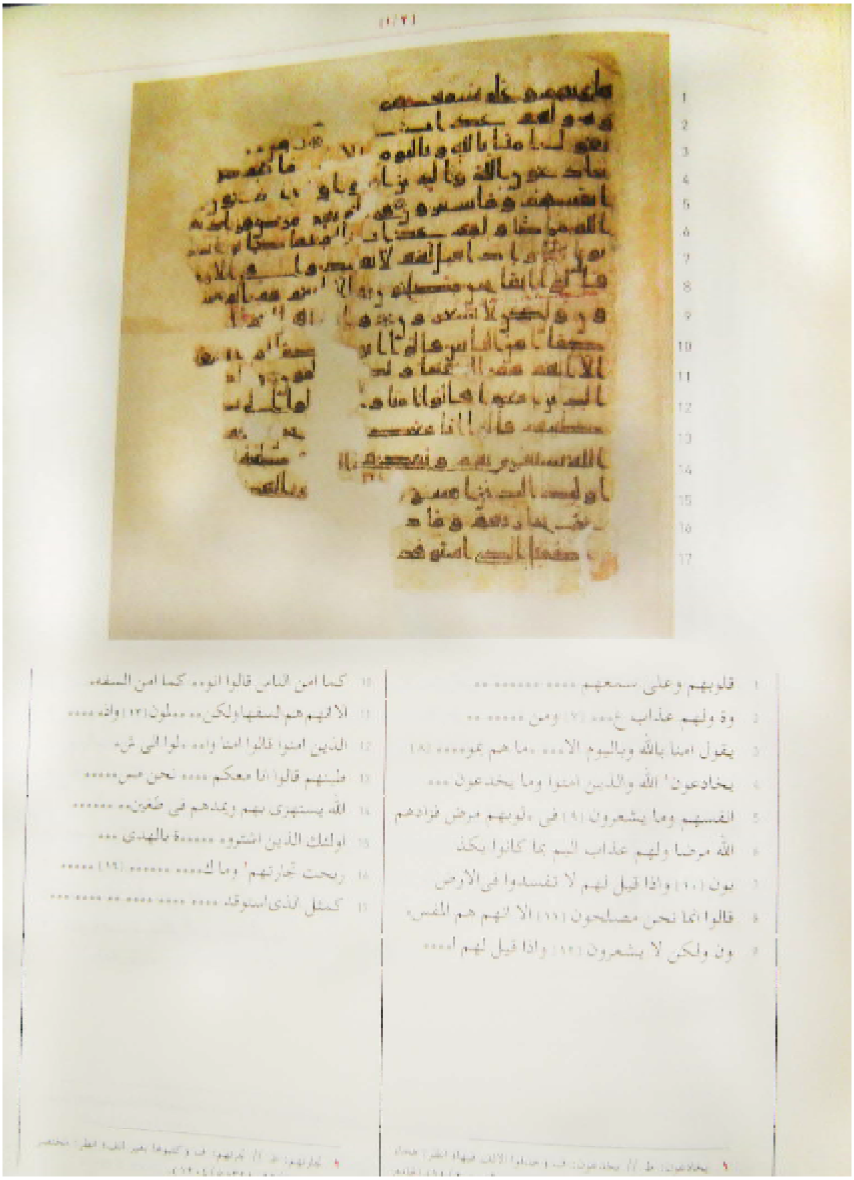

مصحف توپ کاپی میوزم کی سورہ بقرہ (آیت نمبر ۷ تا ۱۷) کا عکس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفروق بين المصاحف العثمانية وبين مصحفي طوبقابي وطشقند

أسماء السور		مصحف المدينة	مصحف مكة	مصحف الكوفة	مصحف البصرة	مصحف الشام	مصحف طوبقابي	مصحف طشقند
البقرة	2/116	وقالوا اتخذ	وقالوا اتخذ	وقالوا اتخذ	وقالوا اتخذ	قالوا اتخذ	وقالوا اتخذ	وقالوا اتخذ
البقرة	2/132	واوصى	ووصى	ووصى	ووصى	واوصى	واوصى	ووصى
آل عمران	3/133	سارعوا	وسارعوا	وسارعوا	وسارعوا	سارعوا	وسارعوا	وسارعوا
آل عمران	3/184	والزبر والكتاب	والزبر والكتاب	والزبر والكتاب	والزبر والكتاب	وبالزبر وبالكتاب	والزبر والكتاب	والزبر والكتاب
النساء	4/66	الا قليل	الا قليل	الا قليل	الا قليل	الا قليلا	الا قليل	———
المائدة	5/53	يقول الذين	يقول الذين	ويقول الذين	ويقول الذين	يقول الذين	ويقول الذين	———
المائدة	5/54	من يرتدد	من يرتد	من يرتد	من يرتد	من يرتدد	من يرتدد	———
الأنعام	6/32	وللدار	وللدار	وللدار	وللدار	ولدار	وللدار	وللدار
الأنعام	6/63	لئن انجيتنا	لئن انجيتنا	لئن انجينا	لئن انجيتنا	لئن انجيتنا	لئن انجيتنا	لئن انجينا
الأنعام	6/137	شركاوهم	شركاوهم	شركاوهم	شركاوهم	شركائهم	شركاهم	شركاوهم
الأعراف	7/3	تذكرون	تذكرون	تذكرون	تذكرون	يتذكرون	تذكرون	يتذكرون
الأعراف	7/43	وما كنا لنهتدى	وما كنا لنهتدى	وما كنا لنهتدى	وما كنا لنهتدى	ما كنا لنهتدى	وما كنا لنهتدى	وما كنا لنهتدى
الأعراف	7/75	قال الملا	قال الملا	قال الملا	قال الملا	وقال الملا	قال الملا	قال الملا
الأعراف	7/141	واذ انجيكم	واذ انجيكم	واذ انجيكم	واذ انجيكم	واذ انجاكم	واذ انجيكم	———
التوبة	9/100	تجرى تحتها	تجرى من تحتها	تجرى تحتها	تجرى تحتها	تجرى تحتها	تجرى تحتها	———

مصاحفِ عثمانیہ، مصحف توپ کاپی میوزیم اور مصحف تاشقند کے مابین رسم اور قراءات کے اختلافات کی فہرست

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

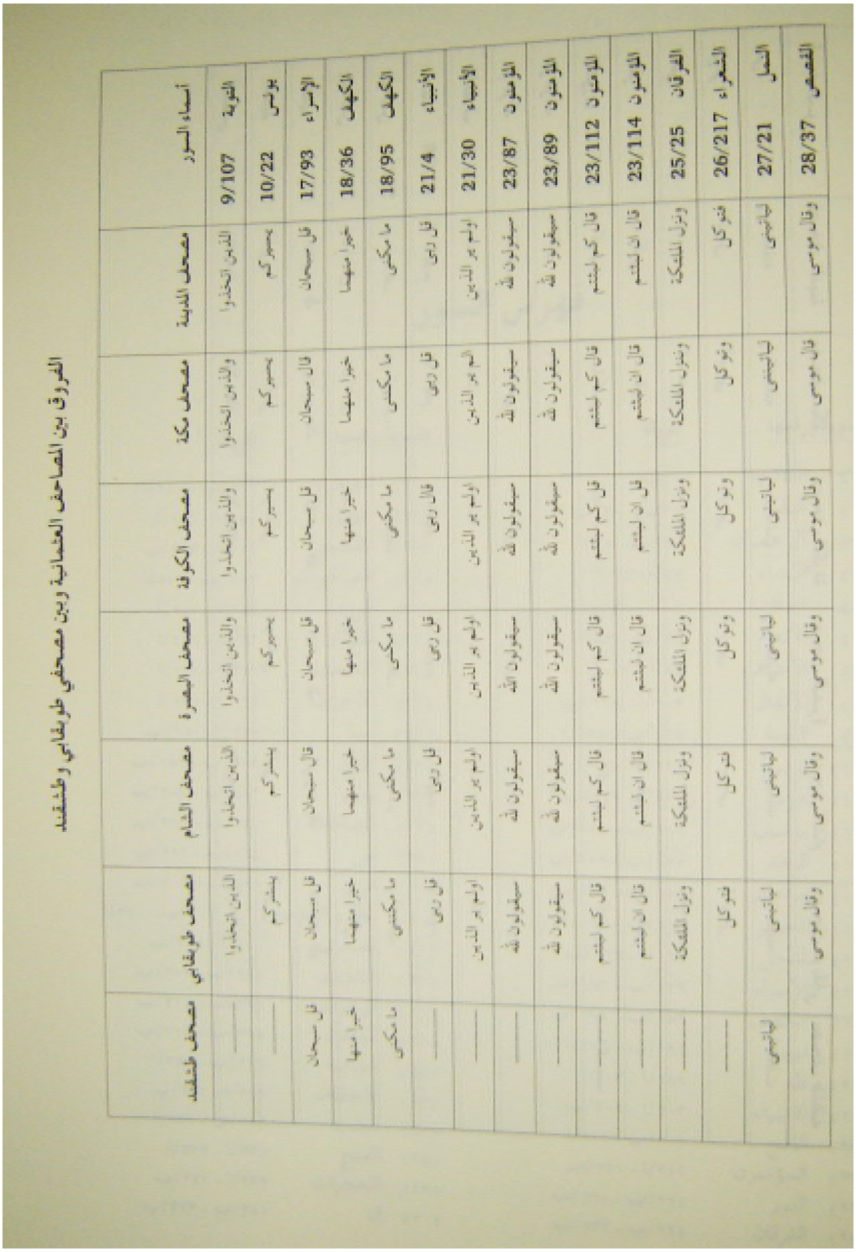

الفروق بين المصاحف العثمانية وبين مصحفي طوبقابي وطشقند

أسماء السور	مصحف المدينة	مصحف مكة	مصحف الكوفة	مصحف البصرة	مصحف الشام	مصحف طوبقابي	مصحف طشقند
التوبة 9/107	الذين اتخذوا	والذين اتخذوا	والذين اتخذوا	والذين اتخذوا	الذين اتخذوا	الذين اتخذوا	——
يونس 10/22	يسيركم	يسيركم	يسيركم	يسيركم	ينشركم	ينشركم	——
الإسراء 17/93	قل سبحان	قال سبحان	قل سبحان	قل سبحان	قال سبحان	قل سبحان	قل سبحان
الكهف 18/36	خيرا منها	خيرا منهما	خيرا منها	خيرا منها	خيرا منهما	خيرا منهما	خيرا منها
الكهف 18/95	ما مكني	ما مكنني	ما مكني	ما مكني	ما مكني	ما مكني	ما مكني
الأنبياء 21/4	قل ربي	قل ربي	قال ربي	قل ربي	قل ربي	قل ربي	——
الأنبياء 21/30	أولم ير الذين	ألم ير الذين	أولم ير الذين	أولم ير الذين	أولم ير الذين	أولم ير الذين	——
المؤمنون 23/87	سيقولون لله	سيقولون لله	سيقولون لله	سيقولون الله	سيقولون لله	سيقولون لله	——
المؤمنون 23/89	سيقولون لله	سيقولون لله	سيقولون لله	سيقولون الله	سيقولون لله	سيقولون لله	——
المؤمنون 23/112	قال كم لبثتم	قال كم لبثتم	قل كم لبثتم	قال كم لبثتم	قال كم لبثتم	قال كم لبثتم	——
المؤمنون 23/114	قال إن لبثتم	قال إن لبثتم	قل إن لبثتم	قال إن لبثتم	قال إن لبثتم	قال إن لبثتم	——
الفرقان 25/25	ونزل الملائكة	ونزل الملائكة	ونزل الملائكة	ونزل الملائكة	ونزل الملائكة	ونزل الملائكة	——
الشعراء 26/217	فتوكل	وتوكل	وتوكل	وتوكل	فتوكل	فتوكل	——
النمل 27/21	ليأتيني	ليأتينني	ليأتيني	ليأتيني	ليأتيني	ليأتيني	ليأتيني
القصص 28/37	وقال موسى	قال موسى	وقال موسى	وقال موسى	وقال موسى	وقال موسى	——

مصاحفِ عثمانیہ، مصحف توپ کاپی میوزیم اور مصحف تاشقند کے مابین رسم اور قراءات کے اختلافات کی فہرست

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفروق بين المصاحف العثمانية وبين مصحفي طوبقابي وطشقند

أسماء السور		مصحف المدينة	مصحف مكة	مصحف الكوفة	مصحف البصرة	مصحف الشام	مصحف طوبقابي	مصحف طشقند
يس	36/35	وما عملته	وما عملته	وما عملت	وما عملته	وما عملته	وما عملته	وما عملت
الزمر	39/64	تامروني	تامروني	تامروني	تامروني	تامرونني	تامروني	ـــــ
غافر	40/21	اشد منهم	اشد منهم	اشد منهم	اشد منهم	اشد منكم	اشد منهم	ـــــ
غافر	40/26	وان يظهر	وان يظهر	او ان يظهر	وان يظهر	وان يظهر	وان يظهر	ـــــ
الشورى	42/30	بما كسبت	فبما كسبت	فبما كسبت	فبما كسبت	بما كسبت	بما كسبت	فبما كسبت
الزخرف	43/68	يعبادى	يعباد	يعباد	يعباد	يعبادى	يعبادى	ـــــ
الزخرف	43/71	ما تشتهيه	ما تشتهي	ما تشتهي	ما تشتهي	ما تشتهيه	ما تشتهيه	ـــــ
الأحقاف	46/15	حسنا	حسنا	احسنا	احسنا	حسنا	حسنا	ـــــ
محمد	47/18	ان تاتيهم	ان تاتيهم	ان تاتيهم	ان تاتيهم	ان تاتيهم	ان تاتيهم	ـــــ
الرحمن	55/12	ذو العصف	ذو العصف	ذو العصف	ذو العصف	ذا العصف	ذو العصف	ـــــ
الرحمن	55/78	ذى الجلل	ذى الجلل	ذى الجلل	ذى الجلل	ذو الجلل	ذى الجلل	ـــــ
الحديد	57/10	وكلا وعد الله	وكلا وعد الله	وكلا وعد الله	وكلا وعد الله	وكل وعد الله	وكلا وعد الله	ـــــ
الحديد	57/24	الغنى	هو الغنى	هو الغنى	هو الغنى	الغنى	الغنى	ـــــ
الشمس	91/15	فلا يخاف	ولا يخاف	ولا يخاف	ولا يخاف	فلا يخاف	ولا يخاف	ـــــ

مصاحفِ عثمانیہ، مصحف توپ کاپی میوزیم اور مصحف تاشقند کے مابین رسم اور قراءات کے اختلافات کی فہرست

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

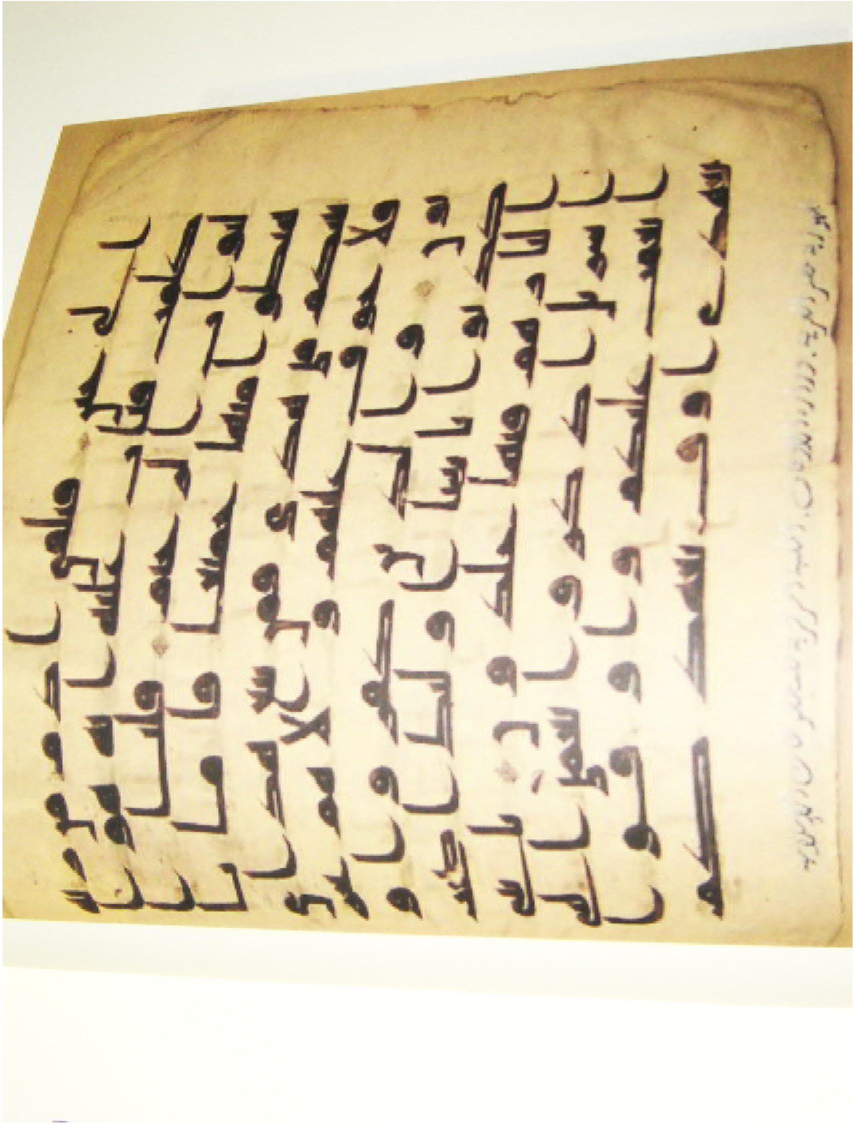

مصحف مکتبہ مرکزیہ، مصر کے ایک ورق کا عکس (سورۃ البقرہ: ۳۶ تا ۴۰)

إلى حين ❊ فتلقى آدم من ربه كلمت فتاب عليه إنه هو التواب الرحيم ❊ قلنا اهبطو منها جميعا فإما يأتينكم مني هدى فمن تبع هداي فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون ❊ والذين كفروا وكذبوا بآيتنا أولئك أصحب النار هم فيها خلدون يا بنى إسرائيل اذكروا نعمتي التي أنعمت عليكم وأوفوا بعهدي أوف بعهدكم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصحف سمر قندِ کے ٹائٹل کا عکس جسے متحدہ عرب امارات کے رئیس
الشیخ زاید بن سلطان آل نہیان
نے بڑے اہتمام اور خوبصورتی کے ساتھ شائع کروایا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

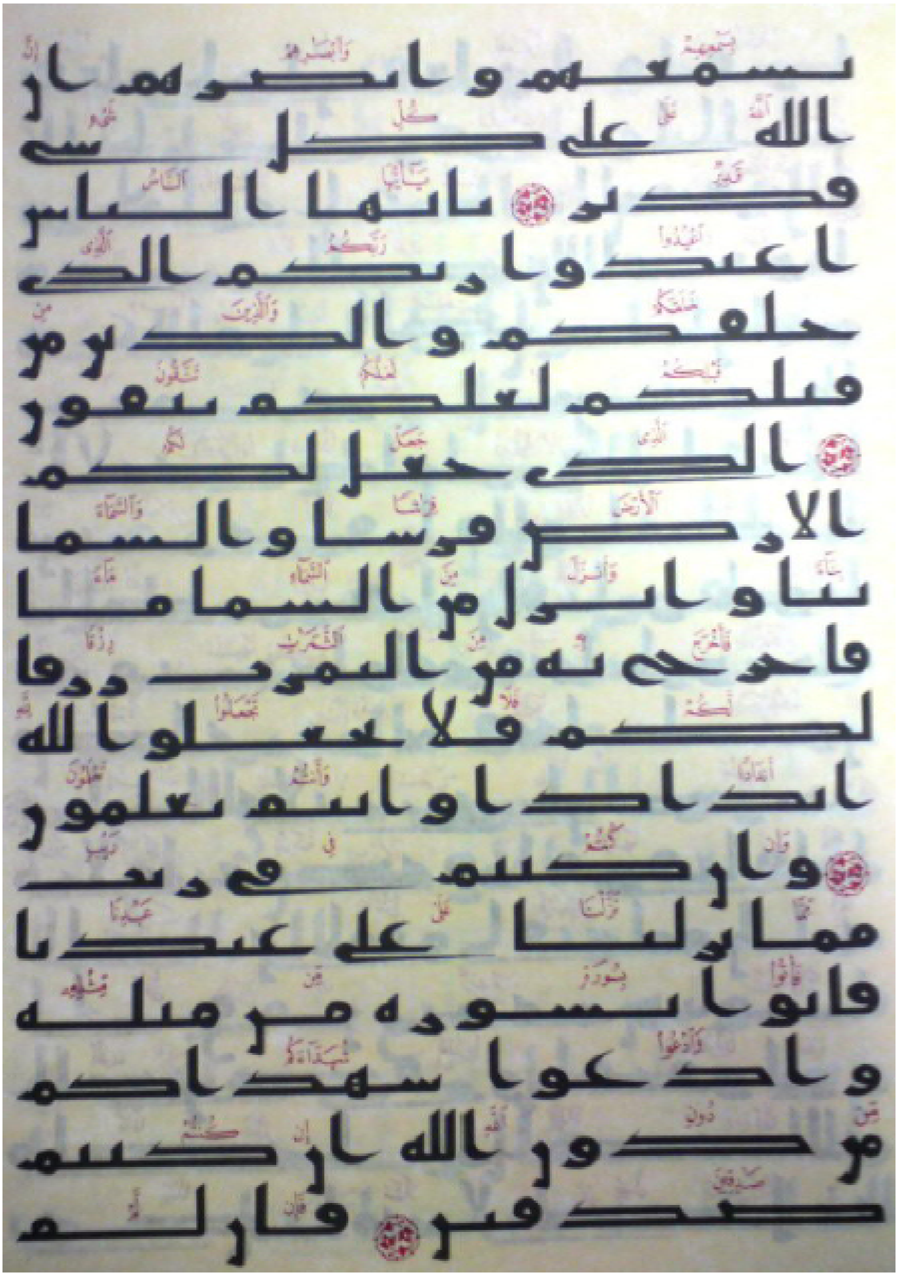
بسمعهم وابصرهم ان
الله على كل شي
قدير ● يايها الناس
اعبدوا ربكم الذي
خلقكم والذين من
قبلكم لعلكم تتقون
● الذي جعل لكم
الارض فرشا والسما
بنا وانزل من السما ما
فاخرج به من الثمرت رزقا
لكم فلا تجعلوا لله
اندادا وانتم تعلمون
● وان كنتم في ريب
مما نزلنا على عبدنا
فاتوا بسورة من مثله
وادعوا شهداكم
من دون الله ان كنتم
صدقين ● فان لم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو البیان محمد سعید احمد مجددی رحمہ اللہ

حروفِ سبعہ پر قرآن کا نزول اور تدریجی نزول کی حکمتیں

لفظ نزول کا معنی ہے: "نقل الشيء من الأعلی إلی الأسفل" یعنی کسی چیز کا اُوپر سے نیچے اُترنا۔ یہ نزول اگر دفعةً واحدةً (یکبارگی) ہو تو إنزال کہلاتا ہے۔ اگر تدریجا (آہستہ آہستہ) ہو تو تنزیل کہلاتا ہے۔

قرآن حکیم کا نزول یکبارگی بھی ہوا ہے اور تدریجا بھی۔ قرآن، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اَزل سے لوح محفوظ میں موجود ہے۔ پھر وہاں سے باقتضائے حکمت ایز دی مختلف مراتب نزول سے گزرتا ہوا قلب محمد ﷺ پر جلوہ گر ہوا۔

تنزلاتِ قرآن

پہلا تنزل: اولاً دائرہ اَصل اور مرتبہ وجوب سے لوح محفوظ میں نازل ہوا جیسا کہ فرمایا:

﴿بَلْ هُوَ قُرْءَانٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ﴾ [البروج:۲۱،۲۲] ''بلکہ یہ قرآن مجید لوح محفوظ میں'' پھر وہاں سے الفاظ ومعانی کی صورت میں اس کا نزول ہوا۔

دوسرا تنزل: لوح محفوظ سے آسمان دنیا (بیت العزت) میں نازل ہوا۔

① ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ [القدر:۱]

② ﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ﴾ [الدخان:۳] میں اس کی صراحت موجود ہے۔

بیت العزت، کعبہ شریف کے محاذات میں آسمان پر ملائکہ کی عبادت گاہ ہے۔ یہ نزول (یکبارگی) لیلۃ القدر میں ہوا۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"أنزل القرآن جملة إلی السمآء الدنیا في لیلة القدر." [سنن الکبریٰ للنسائي:۱۱۳۰۸]

تیسرا نزول: بیت العزت سے بواسطہ جبرائیل اَمین علیہ السلام حضور سرور عالم ﷺ کے قلب اَقدس پر نازل ہوا جس کی دلیل یہ اِرشادِ ربانی ہے: ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ ... الخ﴾ [الشعراء: ۱۹۳،۱۹۴]

تدریجی نزول کی حکمتیں

قرآن مجید سرور کائنات ﷺ پر ایک ہی مرتبہ پورے کا پورا نازل نہیں ہوا بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے تقریباً تیئس سال کے عرصہ میں اُتارا گیا۔

بعض اَوقات ایک چھوٹی سی آیت یا اس کا کوئی ایک جزو نازل ہوتا اور بعض اَوقات کئی کئی آیتیں بیک وقت نازل ہو جاتیں۔ مثلاً قرآن کا سب سے مختصر حصہ جو مستقل طور پر نازل ہوا وہ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ [النساء:۹۵] ہے جو ایک لمبی آیت کا جزو ہے اور دوسری طرف پوری سورۃ الانعام ایک ہی بار نازل ہوئی ہے۔

☆ مؤسس مجلّہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ ...... شارح 'مکتوبات امام ربانی'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورے قرآن کو ایک ہی نازل کرنے کی بجائے تھوڑا تھوڑا کر کے کیوں نازل کیا گیا؟ اس کی مندرجہ ذیل حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔

پہلی حکمت

یک دم پورا قرآن نازل ہونے کی صورت میں تمام اَحکام قرآنیہ کی تعمیل و پابندی ہر مسلمان پر فوراً لازم ہو جاتی اور یہ شریعت محمدیہ ﷺ کی ان حکیمانہ مصلحتوں کے خلاف ہو جاتا جو اس میں ملحوظ رکھی گئی ہیں۔

دوسری حکمت

قریش مکہ کی طرف سے سرورِ عالم ﷺ کو روزانہ نئی اَذیتیں برداشت کرنا پڑتی تھیں اس لیے بار بار آیاتِ قرآنیہ کا نازل ہونا آپ ﷺ کے دل مبارک کی تقویت کا سبب بنتا تھا۔ جس سے ان اَذیتوں کا مقابلہ آسان ہو جاتا تھا۔

تیسری حکمت

قرآن کا اَکثر حصہ لوگوں کے مختلف سوالات اور ان کے جوابات اور مختلف واقعات پر مشتمل ہے لہٰذا ان آیات کا نزول اِنہی اَوقات میں زیادہ مناسب تھا جن میں وہ سوالات کیے گئے تھے یا جب کہ وہ واقعات وحالات رونما ہوئے تھے۔ اس طریقہ سے اہل اِسلام کے جذبۂ اِستقامت اور بصیرت وہدایت میں اِضافہ ہوتا رہتا تھا اور قرآن کی حقانیت پر اور زیادہ یقین ہو جاتا تھا۔

چوتھی حکمت

اُمت کے اُمی (ناخواندہ) ہونے کی بنا پر یہی مناسب تھا کہ قرآن تدریجی مراحل میں نازل کیا جاتا تا کہ حفظ قرآن اور فہم قرآن، اُمت پر آسان ہو جائے نیز عاداتِ جاہلیہ ایک ایک کر کے دور ہو جائیں اور عبادات کی عادات، فطری طریقہ سے ان کے قلب ونظر میں جگہ پکڑ لیں۔ والله أعلم بالصّواب.

مشرکین مکہ کے اس اعتراض (قرآن تدریجاً کیوں اترا؟) کا جواب قرآن حکیم نے ان الفاظ میں دیا۔

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْءَانُ جُمْلَةً وٰحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴾

[الفرقان:۳۲]

حروفِ سبعہ پر قرآن کا نزول

صحیح بخاری، کتاب فضائل قرآن کی ایک حدیث میں سرورِ عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

«إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ» [صحیح بخاری:۴۹۹۲]

''تحقیق یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے پس پڑھو اس میں سے اس طریقے پر جو تمہارے لیے آسان ہو۔''

اس حدیث میں سات حروف پر قرآن کے نازل ہونے سے کیا مراد ہے؟

علماء مفسرین ومحققین کا اس میں شدید اِختلاف ہے اور یہ مسئلہ علوم قرآنیہ میں مشکل ترین مسئلہ شمار کیا جاتا ہے۔

علامہ ابن عربی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں پینتیس اَقوال نقل کیے ہیں۔ [الزركشي البرهان في علوم القرآن:۲۱۲/۱]

مذکورہ بالا حدیث، علماء کے نزدیک معنی کے اعتبار سے متواتر ہے جیسا کہ مشہور محدث امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اورمعروف امام علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ نے اس کے تواتر کی تصریح فرمائی ہے اور یہ واقعہ بھی متعدد محدثین نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر نبوی علی صاحبھا الصلوٰت پر اِعلان فرمایا کہ وہ تمام حضرات کھڑے ہو جائیں جنھوں نے بزبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ (مذکورہ) حدیث سنی ہے چنانچہ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتنی بڑی جماعت کھڑی ہوگئی جس کو شمار نہ کیا جاسکا۔[النشر في القراءات العشر لابن الجزري]

سات حروف پر قرآن پڑھنے کی اِجازت کا فلسفہ

سات حروف پر قرآن پڑھنے کی اِجازت کا اصل فلسفہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تلاوت میں آسانی پیدا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس اُمت کو یہ سہولت عطا فرمائی ہے تاکہ جو شخص ایک طریقہ سے کوئی لفظ نہیں پڑھ سکتا تو دوسرے طریقے سے پڑھ لینے پر قادر ہو جائے۔ چنانچہ اس اَمر کی وضاحت صحیح مسلم شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے جس کے راوی حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بنوغفار کے تالاب کے پاس تھے آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ کی اُمت قرآن کو ایک حرف پر پڑھے آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش مانگتا ہوں میری اُمت یہ طاقت نہیں رکھتی پھر جبریل علیہ السلام دوبارہ حاضر ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دے رہا ہے کہ آپ کی اُمت قرآن کو دو حرفوں پر پڑھے۔ آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش مانگتا ہوں میری اُمت میں اس قدر طاقت نہیں ہے پھر وہ تیسری مرتبہ آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمت کو تین حروف پر قرآن پڑھنے کا حکم دیا ہے آپ نے معافی اور مغفرت طلب کی کہ میری اُمت اس کی طاقت نہیں حتی کہ

ثم جاءه الرابعة فقال: «إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَؤُوْا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوْا». [صحيح مسلم:١٩٠٦]

پھر وہ چوتھی بار آئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ کی اُمت قرآن حکیم کو سات حرفوں پر پڑھے پس وہ جس حرف پر بھی پڑھیں گے ان کی قراءت درست ہوگی۔''

قولِ راجح

ہمارے علماء محققین کے نزدیک 'قرآن کے سات حروف' کی سب سے بہتر تشریح یہ ہے کہ حدیث پاک میں حروف کے اختلاف سے مراد قراءتوں کا اختلاف ہے یعنی قرآن پاک کی جو قراءتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں ان میں جو باہمی اختلافات پائے جاتے ہیں وہ سات قسموں پر مشتمل ہیں اور یہ قول سب سے پہلے حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔

سات اَقسام کی تشریح

① اَسماء کا اختلاف

جس میں مفرد، تثنیہ، جمع اور مذکر ومؤنث کا اختلاف داخل ہے جیسا کہ ﴿تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ﴾ جس کو ایک قراءت میں ﴿تَمَّتْ كَلِمٰتُ رَبِّكَ﴾ بھی پڑھا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② اَفعال کا اِختلاف

جیسا کہ کسی قراءت میں صیغہ ماضی ہو، کسی میں مضارع اور کسی میں اَمر مثلاً ایک قراءت میں ﴿ رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا ﴾ ہے۔ اور دوسری میں ﴿ رَبُّنَا بَعَّدَ بَيْنَ اَسْفَارِنَا ﴾ ہے۔

③ وجوہِ اعراب کا اِختلاف

جس میں اعراب یعنی زبر زیر پیش کا فرق ہو۔ مثلا ﴿ لَا يُضَارَّ كَاتِبٌ ﴾ کی جگہ ﴿ لَا يُضَارُّ كَاتِبٌ ﴾ اور ﴿ ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ﴾ کی جگہ ﴿ ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدِ ﴾

④ اَلفاظ کی کمی وبیشی کا اِختلاف

کہ ایک قراءت میں کوئی لفظ کم اور دوسری میں زیادہ ہو۔

مثلاً ایک قراءت میں ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى﴾ ہے اور دوسری میں 'وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى' ہے اور 'وَمَا خَلَقَ' نہیں ہے۔

⑤ تقدیم وتاخیر کا اِختلاف

کہ ایک قراءت میں ایک لفظ مقدم اور دوسری میں مؤخر ہے مثلاً ﴿ يُقٰتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ﴾ اور ﴿ يُقٰتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُوْنَ وَيَقْتُلُوْنَ ﴾

⑥ بدلیت کا اِختلاف

کہ ایک قراءت میں ایک لفظ ہے اور دوسری قراءت میں اس کی جگہ دوسرا لفظ ہے مثلاً ﴿ نُنْشِزُهَا ﴾ اور ﴿ نُنْشِرُهَا ﴾ اسی طرح ﴿فَتَبَيَّنُوْا﴾ اور ﴿ فَتَثَبَّتُوْا ﴾

⑦ لہجوں کا اِختلاف

جس میں اِظہار، اِدغام، تفخیم، ترقیق، اِمالہ، قصر، مد، ہمزہ وغیرہا کے اختلاف شامل ہیں مثلاً موسیٰ ایک قراءت میں اِمالہ کے ساتھ ہے اور اسے موسٰی کی طرح پڑھا جاتا ہے اور دوسری قراءت میں بغیر اِمالہ کے پڑھا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا تحقیق حضرت امام ابوالفضل رازی ؒ کے اِستقراء کے عین مطابق ہے کیونکہ ان کے اِستقراء میں تمام اختلافات وضاحت کے ساتھ جمع ہو گئے ہیں۔ محقق ابن الجزری ؒ نے بھی تیس برس سے زائد غور وفکر کرنے کے بعد سات حرفوں کو سات وجوہ اختلاف پر محمول کیا ہے اور امام ابوالفضل رازی ؒ کا قول نقل کر کے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ [النّشر فی القراء ات العشر]

(بشکریہ ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام گوجرانوالہ، نومبر ۲۰۰۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ جات

حافظ محمد مصطفی راسخ ☆

ثبوتِ قراءات اور اَکابرین اُمت

متنوع قراءات کا ثبوت ایسا مسئلہ ہے کہ گذشتہ چودہ صدیوں میں اس کی حجیت کے سلسلہ میں کبھی بھی اختلاف نہیں ہوا۔ امت کے سابقہ تاریخی ادوار میں متعدد اہل علم نے حجیتِ قراءات کے اس دعوائے اجماع کو صراحتاً بیان کیا ہے اور یہ مسئلہ چونکہ ضروریات دین میں سے ہے اور امور دین میں بالکل بدیہی ہے اسی لئے کئی نامور شخصیات نے انکارِ قراءات پر فتوائے کفر صادر کیا ہے۔

گذشتہ شمارہ میں ہم نے پاکستان کے جمیع مکاتب فکر کا حجیت قراءات کے مسئلہ میں متفقہ مؤقف رشد کے صفحات میں شائع کیا تھا۔ زیر نظر مضمون میں فاضل مؤلف نے انتہائی محنت کے ساتھ اسلاف امت میں سے تقریباً ۱۵۰ نمائندہ علماء کی تحریروں کے 'انتخابات' پر مشتمل یہ قیمتی مضمون ہدیۂ قارئین کیا ہے، جس میں انہوں نے علیحدہ سے ان علماء کی وضاحت بھی کر دی ہے جو ثبوت قراءات کے مسئلہ کو اجماعی قرار دیتے ہیں اور اسی طرح ان اہل علم کو بھی علیحدہ بیان کر دیا ہے جو انکارِ قراءات کو صریح کفر شمار کرتے ہیں۔ [ادارہ]

اللہ رب العزت نے اُمت کی آسانی کے لئے اپنی عظیم الشان کتاب قرآن مجید کو 'سبعہ اَحرف' پر نازل فرمایا ہے۔ اور پوری اُمت کا اِس اَمر پر اجماع ہے کہ موجودہ 'قراءات عشرۃ' انہی سبعہ اَحرف میں سے ہیں اور انہیں اُمت کی طرف سے تلقی بالقبول حاصل ہے، جو نبی کریم ﷺ سے ہم تک تواتر کے ساتھ پہنچی ہیں، جسے بعد والوں نے پہلوں سے اَخذ کیا ہے، جو اپنی نمازوں میں ان کی تلاوت کرتے رہے۔ ان قراءاتِ متواترہ میں سے کسی ایک کا اِنکار پورے قرآن مجید کا اِنکار ہے۔ یہ سب قراءات قطعی اور یقینی طور پر قرآن ہیں۔ اور قرآن مجید کے کسی ایک حرف کا اِنکار باتفاقِ اُمت کفر ہے۔

قراءات کی اسی اَہمیت وفضیلت کے پیش نظر اُمت نے ان کا خصوصی اِہتمام کیا ہے اور اہل علم نے انہیں اپنا موضوع سخن بنایا ہے۔ محدثین کرام نے اپنی کتب اَحادیث اور مفسرین عظام نے اپنی تفاسیر میں اس موضوع پر مستقل اَبواب قائم کئے ہیں اور تفصیلی بحث کی ہے۔ اَکابرین اُمت نے قراءات کے تواتر، ثبوت اور دفاع میں اپنے اپنے طور پر بحث کی ہے۔ زیر نظر مضمون میں ہم نے کوشش کی ہے کہ ثبوتِ قراءات کے حوالے سے اَکابرین اُمت میں سے کم اَز کم سو کے قریب اَقوال جمع کر دیئے جائیں جو ہمارے لئے راہنمائی کا باعث ہوں۔ ہمارا یہ کام سمندر میں سے ایک قطرے کی مانند ہے اور فقط ایک نمونہ ہے۔ ورنہ اگر کتبِ اَسلاف اور دیگر مراجع ومصادر کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے تو یہ اَقوال اس تعداد سے کئی گنا زیادہ سامنے آسکتے ہیں جو ثبوتِ قراءات پر اُمت کے اجماع کی دلیل ہیں۔

☆ فاضل کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◉ اِمام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری میں کتاب فضائل القرآن، باب أنزل القرآن علی سبعة أحرف اور دیگر اَبواب کے تحت تقریباً آٹھ احادیث لائے ہیں۔ جو ثبوتِ قراءات کے حوالے سے ان کے مضبوط مؤقف کی واضح دلیل ہے۔

◉ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بخاری کی شرح فتح الباری میں مذکورہ اَبواب کے تحت حدیث،أنزل القرآن علی سبعة أحرف،کی شرح میں قراءات کو ثابت کیا ہے۔ نیز حدیث ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کی شرح میں سورۃ الفرقان کی مکمل قراءات کو تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔[فتح الباري: ۱۱/۲۷ تا ۴۶]

◉ علامہ اَنور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے بخاری کی شرح میں باب أنزل القرآن علی سبعة أحرف کے تحت قراءات کو ثابت کیا ہے۔ [فیض الباري: ۴/۱۵۷،۲۶۴]

◉ اِمام قسطلانی رحمہ اللہ نے بخاری کی شرح میں مذکورہ باب کے تحت قراءات کو ثابت کیا ہے۔

[إرشاد الساري: ۷/۴۵۰ تا ۴۵۷]

◉ اِمام عینی رحمہ اللہ نے بھی بخاری کی شرح میں مذکورہ باب کے تحت قراءات کو ثابت کیا ہے۔

[عمدة القاري: ۲۰/۲۰،۲۱]

◉ اِمام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں کتاب فضائل القرآن، باب فی بیان أن القرآن أنزل علی سبعة أحرف کے تحت تقریباً پانچ اَحادیث نقل کی ہیں جو ثبوتِ قراءات پر ان کے مؤقف کی واضح دلیل ہے۔

[۲۷۰ تا ۲۷۴، ۲۸]

◉ امام نووی رحمہ اللہ نے مسلم کی شرح میں مذکورہ اَبواب کے تحت اِن اَحادیث کی شرح میں قراءات کو ثابت کیا ہے۔[شرح نووي: ۲/۹۸ تا ۱۰۴]

◉ اِمام ابوداؤد رحمہ اللہ نے سنن ابوداؤد میں کتاب الوتر، باب أنزل القرآن علی سبعة أحرف کے تحت چار اَحادیث نقل کی ہیں جو ثبوتِ قراءات کے حوالے سے ان کے مؤقف کی واضح دلیل ہے۔[۱۴۷۵تا۱۴۷۸]

نیز اُنہوں نے حدیث سبعہ اَحرف لانے کے لیے یوں باب قائم کیا ہے۔ أبواب القراءات عن رسول اللہ ﷺ، معلوم ہوتا ہے کہ اِمام ابوداؤد رحمہ اللہ کے نزدیک سبعہ اَحرف سے مراد قراءاتِ قرآنیہ ہیں۔

◉ علامہ ابوطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ نے سنن ابوداؤد کی شرح عون المعبود میں مذکورہ باب کے تحت ان اَحادیث کی شرح میں قراءات کو ثابت کیا ہے۔[عون المعبود: ۴/۲۴۲ تا ۲۴۶]

◉ امام ترمذی رحمہ اللہ نے جامع ترمذی میں اَبواب القراء ات کے تحت متعدد اَحادیث نقل کی ہیں جو ثبوت قراءات کے حوالے سے ان کے مؤقف کی صریح دلیل ہیں۔[:۲۹۲۷ تا ۲۹۴۴]

◉ علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے جامع ترمذی کی شرح تحفة الأحوذي میں مذکورہ اَبواب' ابواب القراء ات' کے تحت قراءات کو ثابت کیا ہے۔[تحفة الأحوذي: ۸/۱۹۸ تا ۲۱۴]

◉ اِمام نسائی رحمہ اللہ نے سنن نسائی میں کتاب الافتتاح،جامع ما جآء فی القرآن کے تحت چھ اَحادیث نقل کی ہیں جو قراءات کے ثبوت کے حوالے سے ان کے موقف کی واضح دلیل ہے۔[۹۳۷ تا ۹۴۴]

◉ مولانا عطاء اللہ بھوجیانی اَمرتسری رحمہ اللہ نے سنن نسائی کی شرح تعلیقات سلفیہ میں مذکورہ باب کے تحت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءات کو ثابت کیا ہے۔[التعلیقات السلفیة علی النسائي: ۱۱۴/۱]

◉ امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''خط اور کتابت کے موافق لغات مختلفہ (یعنی قراءات) کے ساتھ تلاوت کرنے میں وسعت اور گنجائش ہے۔ جسے معروف قراءِ کرام نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نقل صحیح کے ساتھ پڑھا ہے۔''[شرح السنة: ۵۱۱/۲]

◉ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب 'السنن الکبریٰ' میں سبعہ اَحرف پر متعدد اَحادیث نقل کی ہیں۔

[السنن الکبریٰ للبیهقي: ۳۸۴/۲]

◉ اِمام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے مشکوٰۃ شریف میں کتاب فضائل القرآن، باب اِختلاف القراءات کے تحت حدیث أنزل القرآن علی سبعة أحرف کو نقل کیا ہے۔

◉ اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مسند احمد میں مختلف مقامات پر تقریباً پینتیس (۳۵) اَحادیث نقل کی ہیں جو ثبوت قراءات کے حوالے سے ان کے مؤقف پر واضح دلیل ہے۔[مسند احمد: ۱۱۴/۵، ۱۶/۵]

◉ اِمام حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک حاکم میں حدیث أنزل القرآن علی سبعة أحرف کو متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے، جو ثبوتِ قراءات کے حوالے سے ان کے مؤقف کی واضح دلیل ہے۔[مستدرک حاکم: ۵۵۳/۱، ۲۸۹/۲]

◉ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب 'مؤطا' میں باب ماجاء فی القرآن کے تحت مذکورہ حدیث کو نقل کیا ہے جو ثبوتِ قراءات کے حوالے سے ان کے مؤقف کی واضح دلیل ہے۔[مؤطا: ۲۰۱/۱]

◉ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ بات متشابہ میں سے نہیں ہے کہ کوئی آیت دو قراءتوں سے پڑھی گئی ہو اور اسم اِحتمال یا اجمال کی وجہ سے تفسیر کا محتاج ہو، کیونکہ ثابت تو اس سے اسی قدر ہوگا جس کو اسم شامل ہوگا یا تمام ثابت ہوگا اور دو قراءتیں دو آیات کی مانند ہیں دونوں کے موجب پر عمل کرنا ضروری ہے۔''[الجامع لأحکام القرآن للقرطبي: ۱۱/۴]

◉ نیز فرماتے ہیں:

''پوری ملت اِسلامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ جو قراءات ان ائمہ نے رِوایت کی ہیں یا اُنہیں کتابوں میں جمع کیا گیا ہے، تمام قابلِ اعتماد ہیں اور ان کے صحیح ہونے پر ہر زمانہ میں اِجماع چلتا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا جو ذمہ اُٹھایا تھا وہ پورا ہوا، تمام محققین، فضلاء اور ائمہ سلف مثلاً قاضی ابوبکر بن ابوالطیب رحمہ اللہ اور امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ وغیرہما اس بات کے حامل ہیں۔''[الجامع لأحکام القرآن: ۴۷/۱]

◉ امام آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اُصول قواعد میں سے ایک یہ ہے کہ دو متواتر قراءتیں جب کسی آیت میں متعارض ہو جائیں تو ان کا حکم دو آیتوں کی طرح ہے۔''[روح المعانی از آلوسی: ۶۲/۶]

◉ امام ابوحاتم السجستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''احادیث میں وارد سبعہ اَحرف سے مراد لغاتِ عرب کی سات وجوہ ہیں۔''[کتاب المعانی: ۲۲۱]

◉ اِمام رازی رحمہ اللہ (المتوفی: ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

''جب ہم شعر مجہول سے لغت کے اِثبات کو جواز فراہم کرتے ہیں تو قرآن اس کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ ہم اکثر نحاۃ کو قرآن مجید میں موجود الفاظ کے بارے میں حیران و ششدر پھرتے دیکھتے ہیں، حالانکہ جب وہ کسی غیر معروف شعر کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بطورِ استشہاد پیش کرتے ہیں تو بڑے خوش ہوتے ہیں۔ مجھے ان پر انتہائی تعجب ہوتا ہے حالانکہ مناسب یہ تھا کہ اس شعر کے اِستدلال کے لیے اَلفاظ قرآن (یعنی قراءات) سے اِستشہاد لیتے۔'' [تفسیر رازی: ۱۹۳/۳]

◉ محی السنۃ، ابومحمد الحسین بن سعود البغوی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر 'معالم التنزیل' میں سورۃ الضحیٰ کی تفسیر کے تحت معروف قاری قرآن امام بزی رحمہ اللہ کی تکبیرات کو نقل کیا ہے، جو ثبوتِ قراءات کے حوالے سے ان کے مؤقف کی واضح دلیل ہے۔ [تفسیر معالم التنزیل: سورۃ الضحیٰ]

◉ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں سورۃ الضحی کی تفسیر کے تحت معروف قاری قرآن امام ابن کثیر مکی رحمہ اللہ کے شاگرد امام بزی رحمہ اللہ کی تکبیرات کو نقل کیا ہے۔ جو ثبوتِ قراءات کے حوالے سے ان کے مؤقف کی واضح دلیل ہے۔ [تفسیر ابن کثیر: سورۃ الضحی]

◉ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''ان قراءات کو اہل علم نے کتابوں میں جمع کیا ہے، نماز اور خارج نماز میں ان کی تلاوت کرتے ہیں۔ علماء کے مابین یہ اَمر متفق علیہ ہے کہ ان میں سے کسی نے بھی ان قراءات (قراءاتِ عشرہ) کا اِنکار نہیں کیا۔''

[فتاویٰ ابن تیمیہ مقدمۃ التفسیر: ۳۹۳/۱۳]

◉ نیز فرماتے ہیں:

''اہل علم میں سے کسی نے بھی قراءات کا اِنکار نہیں کیا، ہاں جس کو قراءات کا علم نہیں یا وہ قراءات اس کے نزدیک ثابت نہیں جیسے بلادِ مغرب کی قراءات، تو ایسے آدمی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اس کی تلاوت کرے۔ کیونکہ قراءات سنتِ متبعہ ہیں، جسے پچھلے، اگلوں سے نقل کرتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ جس قراءات کا علم نہیں، اس کا انکار کردیا جائے۔'' [منجد المقرئین: ۱۲۹، ۱۳۰]

◉ نیز فرماتے ہیں:

''اور دوسری قراءت جو کہ ﴿وَأَرْجُلِكُمْ﴾ زیر کے ساتھ ہے، وہ سنتِ متواترہ کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ دو قراءتیں دو آیتوں کی مانند ہوتی ہیں۔'' [مجموع فتاویٰ، کتاب الفقہ: ۱۳۱/۲۱]

◉ علامہ ابن جزری رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۳۳ھ) فرماتے ہیں:

''ہمارے اس زمانے میں، جن قراءات میں اِتصال سند، رسم عثمانی سے موافقت اور نحوی وجہ سے مطابقت کی یہ تینوں شرائط پائی جاتی ہیں، وہ قراءاتِ عشرہ ہیں، جن کو پوری اُمت سے تلقی بالقبول حاصل ہے، اور ان قراءاتِ عشرہ کو رِوایت کرنے والے دس امام ابوجعفر، نافع، ابن کثیر، ابوعمرو، یعقوب، ابن عامر، عاصم، حمزہ، کسائی اور خلف العاشر رحمہم اللہ ہیں۔'' [منجد المقرئین: ۱۶]

◉ نیز فرماتے ہیں:

''ہر وہ قراءات جو عربی کی کسی صورت کے موافق ہو اور مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک کے مطابق ہو، خواہ احتمالاً ہی ہو اور اس کی سند صحیح ہو تو وہ قراءۃ صحیحہ ہے اس کو ردّ کرنا یا اس کا اِنکار کرنا صحیح نہیں ہے۔'' [النشر: ۹/۱]

◉ اِمام زرکشی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

''یقیناً قراءات توقیفی ہیں اختیاری نہیں، یعنی قراء نے اپنی طرف سے گھڑی نہیں ہیں۔ قراءِ سبعہ کی قراءات کی صحت پر، نیز اس بات پر کہ قراءاتِ سنت متبوعہ ہیں، جن میں اجتہاد کی گنجائش نہیں، اِجماع اُمت منعقد ہو چکا ہے، قراءات سنت ہیں اور نبی کریم ﷺ سے مروی ہیں اور غیر مقبول وجوہ کی تلاوت کرنا جائز نہیں ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[البرهان فی علوم القرآن :۳۲۱/۱]

◉ نیز فرمایا:

’’یہ قراءات، جن کو قراءِ سبعہ نے روایت کیا ہے، رسول اللہ ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہیں اور اسی پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا مصحف تحریر کروایا تھا۔‘‘ [البرهان فی علوم القرآن: ۲۲۷/۱]

◉ اِمام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’مصحف کے دو گتوں کے درمیان مشہور اَحرف سبعہ پر مشتمل جو چیز تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہے اس کا نام کتاب اللہ ہے۔‘‘

◉ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’متواتر کا اِنکار صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس پر اُمت کا اِجماع ہے۔ قراءات کا تواتر ایسے حتمی اُمور میں سے ہے، جن کا جاننا واجب ہے۔‘‘ [الفقه الأکبر از ملا علی قاری حنفی: ۱۶۷، مجموع فتاویٰ: ۳۹۳/۱۳]

◉ نیز فرماتے ہیں:

’’جس نے کتاب اللہ کی کسی آیت کا اِنکار کیا، اس میں عیب نکالا یا قراءاتِ متواترہ کا اِنکار کیا یا اس نے یہ گمان کیا کہ وہ قرآن نہیں ہے تو ایسا شخص کافر ہے کیونکہ اس نے ایسی شے کا اِنکار کیا جس پر اجماع ہو چکا ہے۔‘‘ [الفقه الأکبر: ۱۶۷]

◉ امام ابن حزم رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

’’علماء کا اس بات پر اِجماع کہ جو کچھ قرآن میں ہے وہ حق اور ثابت شدہ ہے۔ اگر کوئی شخص ان قراءات متواترہ میں سے کوئی حرف زیادہ یا کم کرتا ہے یا کسی حرف کو کسی دوسرے حرف سے بدل کر پڑھتا ہے، حالانکہ اس پر حجت قائم ہو چکی ہو کہ وہ قرآن ہے، لیکن پھر بھی وہ شخص عمداً اس کی مخالفت کرتا ہے، تو وہ کافر ہے۔‘‘ [مراتب الإجماع: ۱۸۴]

◉ نیز فرماتے ہیں:

’’سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایسے وقت میں خلیفہ بنے کہ جب تمام جزیرۃُ العرب مسلمانوں، قرآنوں، مسجدوں اور قاریوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس طرح مصر، کوفہ اور بصرہ وغیرہ میں اتنے قراء قرآن تھے، جن کا شمار اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ کہنا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو صرف ایک قراءت پر جمع کیا، تو یہ باطل ہے۔ کیونکہ آپ اس کام پر قادر نہیں ہو سکتے تھے اور نہ ہی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا کرنے کا اِرادہ کیا۔ ہاں اُنہوں نے متفق ہو کر چند قرآن لکھے اور ہر سمت ایک ایک بھیج دیا تاکہ اگر وہم کرنے والا وہم کرے اور بدلنے والا بدلنے کی کوشش کرے تو اس متفق علیہ قرآن کی طرف رجوع کر لیا جائے اور یہ کہنا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے چھ حروف مٹا دیئے تھے تو ایسا کہنے والا جھوٹا ہے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک لمحہ بھی اسلام میں نہ رہتے اور اسلام سے خارج ہو جاتے۔ یہ ساتوں حروف ہمارے ہاں موجود ہیں۔ جیسے تھے ویسے ہی قائم ہیں۔ مشہور و معقول اور ماثور قراءات میں محفوظ و ثابت ہیں۔ والحمد للہ رب العلمین۔‘‘ [الملل والنحل: ۲۱۸، ۲۱۹]

نیز (قراءات کے متعلق) نحویوں کے مؤقف پر تعجب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اس سے عجیب تر بات کوئی نہیں ہو سکتی کہ اگر اُمراءالقیس، زہیر، جریر، حطیئہ، طرماح یا عرب قبائل میں سے اَسد، تمیم یا پورے عرب میں سے کسی کا لفظ شعر یا نثر کی صورت میں مل جائے تو اُسے حتمی لغت بنا لیتے ہیں۔ اس پر کوئی اِعتراض نہیں ہوتا اور اگر زبانوں کے خالق اور ان کے اصل اللہ تعالیٰ کا کلام مل جائے تو اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے، نہ اسے دلیل بناتے ہیں، اس سے پھر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کی جو حیثیت بنائی ہے، اسے بدل دیتے ہیں‘‘۔ [الملل والنحل: ۲۹]

◉ اِمام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آپ ﷺ نے اللہ کی اجازت کے ساتھ جو قراءات بھی اَحرف سبعہ میں سے اُمت کو پڑھائیں ہمارے نزدیک صحیح ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان قراءات کو پڑھا۔ جب کسی قاری کی قراءات رسم مصحف کے موافق ہو تو ہمارے لیے جائز نہیں کہ اسے غلط کہیں۔'' [الإبانة:٦٠]

◉ امام ابوعمرو دانی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۴۴ھ) فرماتے ہیں:

''قراءات سنت متبعہ ہیں ان کو قبول کرنا ہم پر واجب ہے۔'' [منجد المقرئين:۲۴۳]

◉ نیز فرماتے ہیں:

''اَئمہ قراءات قرآن مجید میں مشہور لغت اور عربی میں قیاس کے مطابق عمل نہیں کرتے، بلکہ جو اثر ثابت ہو، نقل میں صحیح ہو اور روایت سے ثابت ہو تو اسے اختیار کرتے ہیں اور اسے کبھی عربی قیاس یا مشہور لغت کی بنیاد پر ردّ نہیں کرتے، کیونکہ قراءات سنت متبعہ ہے اسے اِختیار کرنا اور اُصول کرنا لازم ہے۔'' [منجد المقرئين: ۲۴۳]

◉ نیز فرماتے ہیں:

''بلاشبہ قراءِ سبعہ اور ان کے ہم پلہ دیگر اَئمہ کی جملہ قراءات ثابت شدہ ہیں اور ان میں کسی قسم کا شذوذ نہیں ہے۔''

[النشر في القراءات العشر:۱/۳۷]

◉ ابواسحاق زجاج رحمہ اللہ (المتوفی:۳۲۴ھ) فرماتے ہیں:

''قراءات سنت متبعہ ہیں۔ کسی قاری کے لیے جائز نہیں کہ وہ کوئی ایسی قراءات پڑھے، جسے صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور ان قراءِ کرام نے جو مختلف شہروں میں قراءات کے حوالے سے معروف ہیں، نے نہ پڑھا ہو۔''

[معاني القرآن وإعرابه: ۱/۴۸۲]

◉ امام ابن مجاہد رحمہ اللہ (متوفی:۳۲۴ھ) فرماتے ہیں:

''وہ قراءات جو آج کل مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ اور شام میں رائج ہیں۔ یہ وہ قراءات ہیں جو انہوں نے پہلوں سے حاصل کی ہیں۔ انہی قراءات کی اِشاعت کے لیے ہر شہر میں ایسے لوگ کھڑے ہوئے جنہوں نے تابعین سے وہ قراءات حاصل کیں جن پر تمام کا اِجماع ہے۔'' [الاعلام:۱/۲۶۱، کتاب السبعہ :۴۹، ۵۲]

◉ ابن خالویہ رحمہ اللہ (المتوفی:۳۷۰ھ) فرماتے ہیں:

''میں نے پانچ معروف شہروں کے اَئمہ اَربعہ کی قراءات پر ان کی نقل اور پختگی حفظ کے حوالے سے غور وفکر کیا تو ان اَئمہ کو الفاظ روایت کی اَدائیگی میں امین پایا۔'' [كتاب الحجة:ص ٦١]

◉ امام خطابی رحمہ اللہ (المتوفی:۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

''حجاز، شام اور عراق کے قراء میں سے ہر ایک کی مختارہ قراءت کسی نہ کسی ایسے صحابی کی طرف منسوب ہے جس نے یہ قراءت رسول اللہ ﷺ سے حاصل کی ہو، پورے قرآن مجید میں ایک بھی قراءت اس اصول سے مستثنیٰ نہیں ہے۔''

[الاعلام:۲/۲۷۴۳]

◉ قاضی ابوالطیب رحمہ اللہ (المتوفی:۴۰۳ھ) فرماتے ہیں:

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا جمع قران کا مقصد محض ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح قرآن مجید کو دوگتوں میں جمع کرنا نہیں تھا۔ بلکہ ان کا مقصد نبی کریم ﷺ سے منقول متواترہ معروفہ اور ثابتہ قراءات کو جمع کرنا تھا اور جو قراءات متواترہ نہ تھیں ان سے قرآن کو خالی کرنا تھا۔'' [أبحاث في قراءات القرآن الكريم: ۲۵]

◉ مکی بن اَبی طالب قیسی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۳۷ھ) فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جو قراءات ہمارے ہاں ثابت ہیں وہ ساری کی ساری ایسی سنت سے ثابت ہیں جس کا ردّ کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔'' [كتاب التبصرة:٦٠]

◉ امام قشیری رحمہ اللہ (المتوفی:۴۷۵ھ) فرماتے ہیں:

''جو قراءات ائمہ قراءات نے نقل کی ہیں اور نبی کریم ﷺ سے بطریقِ تواتر ثابت ہیں۔ان کا اِنکار کرنا نبی کریم ﷺ کی تردید کے مترادف ہے۔جس چیز کی آپ ﷺ نے تلاوت کی اس کو ردّ کرنا بھی اس قبیل سے ہے۔''

[ابراز المعانی:۴۷۵]

◉ امام ابن عطیہ رحمہ اللہ (المتوفی:۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

''قراءات سبعہ بلکہ عشرہ پر متعدد اَعصار واَمصار گذر چکے ہیں۔ان کی نمازوں میں تلاوت کی جاتی تھی کیونکہ یہ اِجماع سے ثابت ہیں۔''[أبحاث قراءات القرآن الكريم:۲۵، المحرر الوجيز لابن عطيه:۹/۱]

◉ علامہ عبدالوہاب سبکی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

''قراءات سبعہ جنہیں اِمام شاطبی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اور ان کے علاوہ قراءاتِ ثلاثہ، جو ابوجعفر، یعقوب اور خلف العاشر کی قراءات ہیں، یہ متواتر اور دین میں اَٹل حقیقت ہیں۔اگر ائمہ عشرہ میں سے کوئی بھی کسی حرف کو نقل کرنے میں منفرد ہوا ہے تو وہ حرف بھی دین کی اَٹل حقیقت اور لازمی حصہ ہے کیونکہ وہ حرف بھی آپ پر نازل کردہ حروف میں سے ایک ہے۔'' [أبحاث في قراءات القرآن الكريم: ٢٦]

◉ اِمام ابوشامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے منزل من اللہ حروف سبعہ کا انکار کرنے والے پر کفر کا حکم لگایا ہے۔'' [المرشد الوجیز:۱۴۹]

◉ علامہ ابن عبدالشکور مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں:

''اسانید قراءات بالاجماع صحیح ہیں اور علماء بلکہ اُمت کے ہاں انہیں تلقی بالقبول حاصل ہے۔مزید فرماتے ہیں کہ اگر ان اَسانید کے معارض کوئی سند آ جائے تو وہ ناقابل التفات ہے۔قراءِ عشرہ کی اَسانید صحیح ترین ہونے کے ساتھ ساتھ انہیں اُمت کی طرف سے شرف قبولیت بھی حاصل ہے۔''[فواتح الرحموت:۲/۱]

◉ امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جان لو! کتاب اللہ سے مراد وہ قرآن ہے جو اللہ کے رسول ﷺ پر نازل کیا گیا ہے، مصاحف کے دوگتوں کے درمیان لکھا گیا ہے اور ہم تک معروف اَحرف سبعہ کے ساتھ پہنچا ہے۔''[اصول السرخسی:۲۷۹]

◉ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس دور میں ان معروف ائمہ قراءات سے صحیح ثابت قراءات پر مسلمانوں کا اِجماع ہو چکا ہے۔ان ائمہ کرام نے علم قراءات پر متعدد کتب لکھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے حفاظت قرآن کا وعدہ پورا ہوگیا ہے۔ قاضی ابوبکر الطیب رحمہ اللہ اور امام طبری رحمہ اللہ جیسے ائمہ متقدمین اور فضلا محققین کا اس قول پر اتفاق ہے۔''[المحرر الوجيز:۴۹/۱]

◉ شیخ عبدالخالق عضیمۃ فرماتے ہیں:

''قرآن مجید خواہ متواتر ہو یا غیر متواتر عربیت میں ویسے ہی حجت ہے جیسے قراءاتِ شاذہ، جن میں تواتر کی شرائط اگرچہ مفقود ہیں، لیکن چونکہ ثقہ کے واسطے سے ہم تک پہنچی ہیں لہٰذا لغت اور اسلوب لغت کے معاملہ میں اس کی شان یا حیثیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔کیونکہ علماء کا اِتفاق ہے کہ لغت میں خبر واحد بھی کافی ہے۔''

[دراسات لاسلوب القرآن:۲/۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◉ اِمام قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''ہمیشہ سے اہل علم کا یہ معمول رہا ہے کہ، ایسا حرف جسے کوئی قاری پڑھتا ہے، سے ایسے مسائل اَخذ کرتے رہے ہیں جو دوسری قراءت میں نہیں پائے جاتے۔ سو قراءات فقہاء کے نزدیک اِستنباط مسائل کے لیے حجت ہیں، علماء کرام ان قراءات سے حصول صراط مستقیم کے لیے راہنمائی حاصل کرتے تھے۔'' [لطائف الارشادات: ۱/۱۷۱]

◉ شیخ زکریا انصاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''قراء سبعہ سے منقول قراءاتِ سبعہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک بطریق تواتر پہنچی ہیں۔''
[غاية الوصول شرح لب الأصول: ۳۴]

◉ ابن ساعاتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''قراءات سبعہ متواترہ ہیں، جیسا کہ مٰلِكِ اور مَلِكِ۔'' ہاں قرآن کا بعض حصہ غیر متواتر ہے
[بدیع النظام از ابن ساعاتی: ۵۶]

◉ قراءات محکمہ پر مبرد کے تعاقب میں اِمام حریری رحمہ اللہ (المتوفی:۵۱۶) فرماتے ہیں:
''یہ بات بالکل مبرد کا تساہل اور فضول اَمر ہے، کیونکہ یہ قراءات تو سبعہ متواترہ میں سے ہے۔ اسی طرح بعض نحوی اس غلطی فہمی کا شکار ہوتے ہیں، جن کے ہاں قراءات غیر متواترہ ہیں کہ جیسے چاہو اپنی مرضی سے پڑھ لو، تو یہ مذہب اور نظریہ باطل اور ناقابل التفات ہے۔'' [درة الغواص: ۹۵]

◉ علامہ ابن منیر رحمہ اللہ (المتوفی:۶۳۳ھ) فرماتے ہیں:
''ہمارا مقصود یہ نہیں ہے کہ قواعد عربیہ کو سامنے رکھتے ہوئے قراءات کو صحیح کریں بلکہ ہمارا مطلوب تو یہ ہے کہ قراءات کو سامنے رکھتے ہوئے قواعد عربیہ کی تصحیح کی جائے۔'' [الانتصاف علی الکشاف: ۱/۴۷]

◉ اِمام دمامینی رحمہ اللہ (المتوفی:۸۲۷) نحاۃ کا ردّ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
''ناقلین قراءات کی تعداد، اَقوال و اَشعار عربی نقل کرنے والوں سے کم نہیں ہے۔ یہ غیر معروف ناقلین سے تو منقول شئ کو قبول کر لیتے ہیں، تو جسے ثقہ لوگ نقل کریں اس کو بالاولی قبول کرنا چاہئے۔'' [المواهب الفتحية: ۱/۵۴]

◉ ابو الولید الباجی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''اگر یہ کہا جائے کہ کیا آپ کا قول یہ ہے کہ سبعہ اَحرف مصحف میں آج بھی موجود ہیں؟ کیونکہ آپ کے نزدیک ان کی قراءات جائز ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ جی ہاں! ہمارا قول یہی ہے اور اس کی صحت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [الحجر:۹] اور قرآن کو اس کی قراءات سے الگ کرنا ممکن نہیں ہے کہ قرآن تو محفوظ رہے اور اس کی قراءات ختم ہو جائیں۔'' [المنتقی: ۱/۳۴۷]

◉ علامہ سعدی ابو حبیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''جس شخص نے قراءات مرویہ متواترہ محفوظہ کے علاوہ قرآن میں ایک حرف زیادہ یا کم کیا یا ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دیا، حالانکہ اس پر حجت قائم ہو چکی ہو کہ وہ قرآن ہے، تو وہ بالاجماع کافر ہے۔''
[موسوعة الإجماع في الفقه الاسلامي: ۳/۹۰۳]

◉ مزید فرماتے ہیں:
''اہل اِسلام میں سے دو بندوں کا بھی اختلاف نہیں ہے کہ یہ قراءتیں صحیح و حق ہیں، سب کی سب قطعی و یقینی ہیں، اُمت مسلمہ کی نقل کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہوئی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیان کی ہیں۔'' [موسوعة الإجماع في الفقه الإسلامي: ۳/۹۰۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◉ علامہ دمیاطی علم قراءات کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''علم قراءات وہ علم ہے جس میں کتاب اللہ کے ناقلین کا اِتفاق و اِختلاف جانا جاتا ہے جو کہ حذف، تحریک، اِسکان، فصل وصل کے قبیل سے ہو اور نطق کی کیفیت و اِبدال وغیرہ بھی جو کہ سماع پر موقوف ہو۔'' [اتحاف فضلاء البشر: ۵]

◉ علامہ عبدالفتاح القاضی رحمہ اللہ علم قراءات کی تعریف میں فرماتے ہیں:

''قراءات کا علم وہ ہے جس میں کلماتِ قرآنیہ کے نطق کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور کلمات قرآنیہ کی اِتفاقی و اِختلافی اَدا کا طریقہ کار معلوم کیا جاتا ہے، لیکن ہر وجہ کی نسبت اس کے قائل (محمد ﷺ) کی طرف ہوتی ہے۔'' [البدور الزاهرة: ۷]

◉ ڈاکٹر عبدالھادی الفضلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''علم القراءات وہ علم ہے جس سے قرآنی اَلفاظ کی وہ اَدائیگی معلوم ہوتی ہے جو کہ آپ ﷺ نے کی ہے۔''

[كتاب قراء ات القرآن: ٥٦]

◉ اِمام سیوطی رحمہ اللہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

''قراءات سنت متبعہ (سنت متواترہ) ہے جسے بعد میں آنے والے متقدمین سے حاصل کرتے ہیں۔''

[الاتقان في علوم القرآن: ۷۵/۱]

◉ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کا اس اَمر پر اِجماع ہے کہ جس شخص نے قرآن مجید سے قصداً ایک حرف ناقص کیا یا ایک حرف دوسرے حرف سے بدلا یا اِجماع امت سے ثابت ہونے والے مصحف پر ایک حرف کی زیادتی کی تو وہ کافر ہے۔''

[الشفاء في التعريف بحقوق المصطفى: ۲/۶۴۷-۲۶۴]

◉ ابن خلدون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' قرآن اللہ کا کلام ہے جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا۔ دفتین کے درمیان لکھا ہوا ہے اور اُمت میں متواتر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے بعض (جو سب اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہیں) اَلفاظ اور مختلف لہجات کے ساتھ روایت کیا اور نقل کیا ہے اور بالآخر اَداء و مخارج کے اِعتبار سے سات قراءتیں مقرر ہوگئیں، جن کی نقل متواتر ہوتی آئی اور ہر قراءات پر ایک جم غفیر کی روایت نے شہرت پائی اور اصولاً سات قراءتیں معروف ہوئیں اور سات کے علاوہ بھی کچھ قراءات لاحق ہوئیں جو اتنی قابل اعتماد نہیں۔ البتہ سات قراءات کتب میں معروف ہیں۔'' [مقدمة ابن خلدون]

◉ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سبعہ اَحرف سے مراد (پڑھی جانے والی) سات وجوہ ہیں کہ جو الفاظ (یعنی تلفظ و اَدا اور نطق میں) مختلف ہیں اور معانی میں متفق ہیں۔'' [عون المعبود: ۵۵۰/۱]

◉ امام خلیل الفراھیدی النحوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سبعہ اَحرف سے مراد قراءات ہیں۔'' [البرهان في علوم القرآن: ۲۱۴/۱]

◉ اِمام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حدیث میں سبعہ اَحرف سے مراد، اَداء کلمات کی کیفیت ہے، جیسے اِدغام، اِظہار، تفخیم، ترقیق اِمالہ، مدوقصر۔ کیونکہ عربوں کے ہاں مختلف لغات تھیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت دے دی کہ جو ان کی لغات کے موافقت ہو وہ پڑھیں، تاکہ ان کی زبانوں پر آسانی ہو۔'' [عون المعبود: ۵۴۹/۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◉ علامہ سندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’سبعہ اَحرف سے مراد سات مشہور فصیح لغات ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو مصاحف میں جمع کیا تاکہ لوگ اختلاف میں نہ پڑھیں، اور قرآن مجید کی تکذیب نہ کریں۔‘‘ [عون المعبود: ۱؍۶۵۰]

◉ مکی بن اَبی طالب قیسی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

’’بے شک وہ سبعہ اَحرف جن پر قرآن نازل ہوا ہے وہ متفرق لغات ہیں جو قرآن مجید میں موجود ہیں۔‘‘ [الإبانة: ۷۱]

◉ مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اَہل عرب کو اس بات کی اجازت دے دی گئی کہ قراءات کا جو اختلاف نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، وہی پڑھا جائے۔ اس میں عموم نہیں تھا بلکہ اس کے لیے تھا جس کو نبی کریم ﷺ نے اجازت دی۔ اکثر اَئمہ سلف و خلف اسی پر ہیں۔‘‘ [تحفة الأحوذی: ۱؍۵۵۱]

◉ اِمام ابن الانباری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اگر اہل عرب ایک لغت پر قرآن مجید پڑھتے تو ان پر یہ اَمر مشکل تھا اور اس طرح ان کو ایک حرف پر مجبور کرنا فتور کا سبب بن جاتا۔‘‘ [عون المعبود: ۱؍۵۵۰]

◉ امام مالک رحمہ اللہ امام نافع رحمہ اللہ کی قراءات کے بارے میں فرماتے ہیں:

’’اَہل مدینہ کی قراءت سنت ہے۔‘‘ [احسن الاثر: ۱۲]

◉ اِمام اَحمد بن حنبل رحمہ اللہ سے جب ان کی پسندیدہ قراءت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اَہل مدینہ یعنی اِمام نافع رحمہ اللہ کی قراءت کی طرف اِشارہ کیا۔ [طبقات القراء از ابن جزری: ۱؍۳۱۶]

◉ امام ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’دو قراءات دو آیات کی مانند ہیں، ان دونوں پر عمل کرنا واجب ہے۔‘‘ [أحکام القرآن لابن العربی: ۱؍۱۴۹]

◉ امام ابن حاجب رحمہ اللہ (المتوفی: ۶۴۶ھ) فرماتے ہیں:

’’قراءاتِ سبعہ متواتر ہیں، اگر یہ متواتر نہ ہوں تو قرآن مجید کا بعض حصہ غیر متواتر بن جائے گا۔ جیسے مَلِكِ اور مَالِكِ وغیرہ اور ان دونوں قراءات میں سے کسی ایک کی تخصیص کرنا باطل فیصلہ ہے کیونکہ دونوں ہی برابر ہیں۔‘‘

[منتهى الوصول والأمل: ۲۴]

◉ امام شوکانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

’’حاصل کلام یہ ہے کہ جس چیز پر مصحف شریف مشتمل ہے اور مشہور قراءِ کرام اس پر متفق ہیں تو وہ قرآن ہے اور جس شیٔ میں ان کا اختلاف ہوا ہے اس کی دو صورتیں ہیں:

① مصحف کا رسم دونوں مختلف قراءتوں کا احتمال رکھتا ہے اور یہ دونوں قراءتیں اعرابی وجہ اور معنی کے مطابق ہیں۔ تو یہ سب بھی قرآن ہے۔

② اگر مصحف کا رسم ایک کا احتمال رکھے اور دوسری قراءت کا احتمال نہ رکھے تو پھر دو صورتیں ہیں:

الف: اگر اس غیر محتمل قراءت کی سند صحیح ہے اور وہ اعرابی وجہ اور معنی عربی کے موافق ہے تو پھر وہ قراءاتِ شاذ ہے۔

ب: اور اگر اس غیر محتمل قراءت کی سند بھی صحیح نہ ہو تو پھر وہ قرآن نہیں ہے اور نہ ہی اس کو خبر واحد کے درجہ میں رکھا جائے گا۔‘‘ [إرشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الأصول: ۱؍۸۲]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◉ نیز فرماتے ہیں:

''کتاب اللہ کی تعریف یہ ہے کہ اس سے مراد وہ کلام ہے جو کہ نبی کریمﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔ مصاحف میں لکھا گیا ہے اور ہم تک تواتر سے منقول ہے۔ ہم تک تواتر سے منقول ہونے کی شرط سے قراءاتِ شاذہ نکل گئی ہیں اور اس ساری بحث کا حاصل کلام یہ ہے کہ جس پر مصاحف مشتمل ہیں اور معروف قراء کا اس پر اتفاق ہو وہ قرآن ہے۔''

[إرشاد الفحول:۴۶،۴۷]

◉ امام ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ ایک آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اور یہ دونوں قراءتیں ایسی ہیں کہ قرآن مجید ان دونوں کے ساتھ نازل ہوا ہے اور اُمت نے ان کو رسول اللہﷺ سے حاصل کیا ہے۔'' [أحكام القرآن للجصاص:۳/۳۴۵]

◉ علامہ قنوجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''دو قراءتیں دو آیتوں کی مانند ہیں، تو جس طرح ایسی دو آیتوں کے درمیان تطبیق کرنا ضروری ہے، جن میں سے ایک آیت کسی زائد معنی پر مشتمل ہو، اسی طرح دو قراءتوں میں بھی تطبیق وجمع کرنا واجب ہے۔'' [نيل المرام:۵۲]

◉ نحو کے مشہور ومعروف امام، اِمام سیبویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سنت ہونے کی وجہ سے قراء کی مخالفت نہیں کی جائے گی۔'' [الكتاب :۱/۷۴]

◉ ابن خالویہ رحمہ اللہ (المتوفی :۳۷۰ھ) فرماتے ہیں:

''تمام لوگوں کا اس اَمر پر اجماع ہے کہ جب کوئی لغت قرآن مجید میں آجاتی ہے تو وہ غیر قرآن سے زیادہ فصیح ہے۔ اس میں اختلاف نہیں ہے۔'' [كتاب الحجة لابن خالويه:۶۱]

◉ امام قشیری رحمہ اللہ (المتوفی:۴۷۵ھ) بعض قراءات پر اعتراض کرنے والے زجاج کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اَئمہ دین کے نزدیک اَیسا کلام مردود ہے، کیونکہ اَئمہ قراء نے جو قراءات پڑھی ہیں وہ نبی کریمﷺ سے ثابت شدہ ہیں، جس نے ان قراءات کو ردّ کیا، تحقیق اس نے نبی کریمﷺ کو ردّ کیا اور ان کی قراءات کو ناپسند کیا، ایسا کرنا جرم ہے۔ اس مسئلہ میں اَئمہ نحو اور لغت کی تقلید نہیں کی جائے گی۔'' [إبراز المعاني لابن شامة:۲۷۵]

◉ نیز فرمایا:

''ایک قوم نے کہا یہ ناپسندیدہ اور محال ہے کیونکہ نبی کریمﷺ سے کوئی قراءات تواتر کے ساتھ ثابت ہو جائے تو وہی فصیح ہے نہ کہ قبیح۔'' [جامع أحكام القرآن للقرطبي:۷/۹۳]

◉ اِمام حریری رحمہ اللہ (المتوفی:۵۱۶ھ) قراءات پر اعتراض کرنے والے مبرد نحوی کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس کی یہ بات مردود اور بڑی حماقتوں میں سے ہے، یہ قراءات متواتر، سبعہ قراءات میں سے ہے۔ تحقیق وہ اور اس جیسے دیگر نحوی ہلاکت میں گر گئے جن کے نزدیک قراءاتِ سبعہ غیر متواتر ہیں اور قرآن مجید رائے کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔ یہ باطل مذہب اور غلط سوچ ہے۔'' [درة الفواصل:۹۵]

◉ امام ابو حیان رحمہ اللہ، اَئمہ کے ہمزہ میں ابدال والی قراءات کو لحن قرار دینے والے زمخشری رحمہ اللہ [الكشاف:۲/۱۴۲] کا تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ لحن کیسے ہوسکتا ہے؟ حالانکہ بصرہ کے نحویوں کے سردار امام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ، مکہ کے قاری امام ابن کثیر رحمہ اللہ اور مدینۃ الرسولﷺ کے قاری امام نافع رحمہ اللہ نے اسی طرح پڑھا ہے۔'' [البحر المحيط:۵/۱۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◉ نیز امام حمزہ رحمہ اللہ کی ایک قراءات کا دفاع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ رسول اللہ ﷺ سے مروی متواتر قراءات ہے، اُمت کے اَسلاف نے اس کے موافق پڑھا ہے۔ اَکابر قراء صحابہ کرام جیسے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سب سے بڑے قاری سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اسی طرح پڑھا ہے۔'' [البحر المحیط:۱۵۷/۳]

◉ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قراءاتِ سبعہ متواترہ ہیں، ان پر اعتراض کرنا جائز نہیں، مناسب یہ ہے کہ ان کے ذریعہ مخالف کے قول کی تضعیف و تردید کی جائے اور قراءات کو نحو کے قاعدہ شاذہ کے وقوع و جواز کا شاہد و مستدل قرار دیا جائے۔''

[شرح الشاطبیة علی القراءات السبعة:۵۹]

◉ امام ابن الصلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس قراءت کی تلاوت کی جائے اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کا قرآن ہونا نبی کریم ﷺ سے متواتر طریق پر منقول ہو، وہ قراءات ہر زمانہ میں مشہور و شائع رہی ہو اور اس کو اُمت نے شرف قبولیت بخشا ہو، جیسے مروّجہ قراءاتِ سبعہ ہیں۔ کیونکہ قراءات میں معتبر شئ وہ ہوگی جو قطعیت اور یقین سے ثابت ہو۔'' [فتاویٰ ابن الصلاح:۲۳۲/۱]

◉ اِمام ابوالفضل رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تینوں اَرکان کی جامع قراءات (قراءاتِ عشرہ) منجملہ سبعہ اَحرف کے ہیں۔''

[النشر في القراءات العشر:۴۴/۱]

◉ امام ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو مصاحف سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے شہروں کی جانب روانہ کئے تھے، ان پر اَئمہ عشرہ متفق الروایت ہیں۔ یہ حصہ مجموعی، تفصیلی اور افراد و جزئیات یعنی اتفاقی و اختلافی ہر دو قسم کے الفاظ کے لحاظ سے متواتر ہے۔ پس سبعہ سے اوپر عشرہ تک قراءاتِ شاذہ نہیں ہیں، بلکہ شاذہ وہ ہیں جو ماوراء العشر ہیں، یہی بات صحیح ہے۔'' [فتاویٰ شامی:۳۵۹/۱]

◉ علامہ سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''صحیح بات یہ ہے کہ عشرہ کے علاوہ دیگر قراءتیں شاذ ہیں اور ابوجعفر، یعقوب اور خلف کی تین قراءتوں کو غیر متواتر کہنا اِنتہائی گرا ہوا قول ہے۔ جس شخص کی بات کا دین میں اعتبار کیا جاتا ہے وہ ہرگز ایسی بات نہیں کہہ سکتا اور یہ تینوں قراءات بھی مصحف عثمانی کے رسم کے موافق ہیں۔'' [النشر في القراءات العشر:۴۵/۱]

◉ علامہ قاضی عبدالوہاب ابونصر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''الحمدللہ وہ قراءات سبعہ جن پر شاطبی نے اِنحصار کیا ہے، نیز ابوجعفر رحمہ اللہ، یعقوب رحمہ اللہ اور خلف رحمہ اللہ کی قراءات بھی متواتر اور دین کی اَٹل حقیقت ہیں۔'' [النشر في القراءات العشر:۴۶/۱]

◉ امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے قراءِ سبعہ اور ابوجعفر و یعقوب کی قراءات اس لیے بیان کی ہیں کہ ان کی تلاوت جائز ہونے پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے۔'' [مقدمة تفسیر بغوی:۳۸/۱]

◉ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان قراءات کی اَسانید متصلہ اور ان کے رجال ثقات ہیں۔'' [تفسیر قرطبي:۷۳/۱]

◉ ابومحمد مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’جن قراءات میں صحت سند، موافقت عربیت اور موافقت رسم، یہ تینوں شرائط پائی جائیں گی اس کے نزول من اللہ کی قطعی تصدیق کی جائے گی اور اس کے منکر کو کافر قرار دیا جائے گا۔‘‘[النشر الکبیر:۱۴/۱]

◉ حسن ضیاء الدین عتر فرماتے ہیں:

’’چونکہ سبعہ اَحرف پر اِنزال قرآن کی اَحادیث متواتر ہیں، اس بناء پر تواتر کے علم کے باوجود سرے سے سبعہ اَحرف ہی کا اِنکار کردینا بلاشبہ کفر ہے۔‘‘[الأحرف السبعة و منزلة القراءات منها:۱۰۱]

◉ مصر کے علماء متاخرین میں سے مشہور محقق علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (المتوفی:۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

’’پہلی رائے (کہ موجودہ قراءات ایک ہی حرف کی مختلف شکلیں ہیں) ان حضرات کی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ سات حروف اِبتداء اِسلام میں تھے، پھر عرضۂ اَخیرہ میں حضورﷺ ہی کے زمانہ میں منسوخ ہوگئے اور اَب صرف ایک حرف ہی رہ گیا ہے۔ نیز یہی رائے ان حضرات کی بھی ہے جو کہتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کو ایک حرف پر جمع کیا تھا اور مصلحت کی وجہ سے باقی چھ حروف کی قراءت روک دی تھی۔ حافظ ابن جریر رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے اور بہت سے لوگ ان سے مرعوب ہوکر ان کے پیچھے لگ گئے۔ لیکن دَرحقیقت یہ ایک خطرناک اور بڑی سنگین رائے ہے اور علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے ’الأحکام‘ اور ’الفصل‘ میں اس پر بڑی سخت نکیر کی ہے۔ جس کا انہیں حق تھا اور دوسری رائے (کہ موجودہ قراءاتِ سبعہ اَحرف ہیں) ان حضرات کی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہی وہ حروف ہیں جو عرضۂ اَخیرہ کے مطابق محفوظ چلے آئے ہیں۔‘‘[مقالات الکوثر:۲۰،۲۱]

◉ دکتور سامی عبدالفتاح ہلال فرماتے ہیں:

’’صدر اوّل سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب تک کوئی قراءت نقل تواتر سے ثابت نہیں ہوجاتی اس وقت تک نہ تو اسے مصحف میں لکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی بطور قرآن اس کی تلاوت کرنا جائز ہے۔‘‘
[محاضرات في القراءات الشاذة:۳،۴]

◉ شیخ سعید اَفغانی فرماتے ہیں:

’’قرآن مجید کے تمام قراءات ہم تک صحتِ سند کے ساتھ پہنچی ہیں، یہ ایسی دلیل ہیں جن کا کوئی مد مقابل نہیں ہے اور ان قراءات کے طریقۂ اَدائی بھی اسی قبیل سے ہیں۔‘‘[أصول النحو: ۲۸،۲۹]

◉ شیخ زکریا اَنصاری فرماتے ہیں:

’’قراءاتِ سبعہ جو قراءِ سبعہ سے منقول ہیں، نبی کریمﷺ سے ہم تک بطریق تواتر پہنچی ہیں۔‘‘
[غایۃ الوصول شرح لب الأصول:۳۴]

◉ ابن اَبی شریف نے لکھا ہے:

’’سروجی حنفی نے اہل سنت والجماعت سے قراءاتِ سبعہ کا تواتر نقل کیا ہے۔‘‘[الدر اللوامع از ابن ابی شریف:۸۷]

◉ سید محمد الطباطی، جو کہ اِمامیہ شیعہ کے بہت بڑے عالم ہیں، فرماتے ہیں:

’’علماء نے قراءاتِ سبعہ پر تواتر نقل کیا ہے اور مطلق طور پر قراءاتِ سبعہ کے تواتر کے قائلین میں سے علامہ ابن المطہر رحمہ اللہ، ابن فہد رحمہ اللہ، محدث حرملی رحمہ اللہ اور فاضل جواد رحمہ اللہ وغیرہ ہیں۔‘‘[مفاتیح الأصول از طباطی]

◉ ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اگر ہم قراءاتِ سبعہ میں غور وفکر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر قراءت، متواترہ مشہورہ اور (علماء فن کے ہاں) مقبولہ ہے، نسل در نسل لوگوں نے ان کو نقل کیا اور یہ قراءات مصحف عثمانی کے موافق ہیں۔‘‘[فتح الغفار از ابن نجیم:۸۷/۱]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◉ قاضی عبدالجبار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لوگوں کو مصحف عثمانی پر جمع کیا اور اُنہوں نے منزل من اللہ متواتر قراءات میں سے کچھ بھی ہم تک پہنچنے سے نہیں روکا۔ قراءات متنوعہ ثبوت کے اِعتبار سے متواتر ہیں جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور صحیح ترین قراءات کا علم حاصل کرنا ہم پر واجب ہے۔‘‘ [المغنی از قاضی عبدالجبار:۵۹]

◉ اَحمد الوتشریشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’ہم سب پر واجب ہے کہ منقول قراءات متواترہ پر ایمان لائیں، یہ بات دینی اور عقلی طور پر ناممکن ہے کہ ان میں تصحیف یا تحریف ہوتی ہو۔‘‘ [المعیار المعرب:۸۷]

◉ نواب صدیق الحسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اَہل اصول کا دعویٰ ہے کہ تمام قراءاتِ سبعہ، بلکہ عشرہ متواترہ ہیں۔‘‘ [حصول المامون از صدیق حسن:۳۵]

◉ سعودی عرب کے نامور عالم دین اور مفتی اَعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے اپنے متعدد فتاویٰ میں قراءات کو ثابت کیا ہے۔ [فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ:۱۰/۴،۱۳/۴،۳۹۴/۶]

◉ محدث العصر علامہ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’دوام حدیث‘ میں قراءات کو ثابت کیا ہے اور ان پر گفتگو کی ہے۔ [دوام حدیث:۱/۱۱۳تا۱۱۹]

◉ پاکستان کے معروف عالم دین محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ نے اپنے ایک مضمون ’قرآن مجید اور فن تجوید‘ میں قراءات پر گفتگو کی ہے۔ جو اِثبات قراءات کے حوالے سے ان کے مؤقف کی واضح دلیل ہے۔

[ہفت روزہ اہلحدیث، قرآن مجید اور فن تجوید: ص ۷ تا ۱۳، شمارہ نمبر ۴۵، جلد نمبر ۳۷۔ ۲۴ نومبر ۲۰۰۶ء]

◉ پاکستان کے معروف عالم دین علامہ اِحسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ نے بھی اپنے ایک مضمون ’فن قراءات اور اس کی ضرورت‘ میں قراءات کو ثابت کیا ہے۔

[ماہنامہ والضحیٰ، ’فن قراءات اور اس کی ضرورت‘، ص ۳۴، جلد نمبر ۱۴۔ ستمبر، اکتوبر ۲۰۰۴ء، شمارہ نمبر ۹، ۱۰]

◉ امام البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’صفة صلاة النبی ﷺ‘ کے صفحہ ۹۰ پر مَالِكِ کی قراءات بیان کی ہیں جو اِثبات قراءات کے حوالے سے ان کے مؤقف کی دلیل ہے۔ [صفۃ صلاۃ النبی:۹۰]

◉ علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں قراءات کو نقل کیا ہے۔

[تفسیر سعدی:۱/۲۵۶، المائدۃ:۶]

◉ مولانا حنیف ندوی رحمہ اللہ نے اپنے ایک مضمون میں قراءات کے اِثبات کی طرف اِشارہ کیا ہے۔

[ماہنامہ المعارف لاہور، جلد نمبر ۸۔ اگست و ستمبر ۱۹۷۵ء، صفحہ ۱۷ تا ۱۹]

◉ مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر ’معارف القرآن‘ کے مقدمہ میں قراءات کے حوالے سے گفتگو کی ہے:

’’میں نے اپنی اس تفسیر میں قراءات کی مختلف وجوہ کو بھی بیان کیا ہے۔‘‘ [مقدمہ معارف القرآن:۱/۶۹]

◉ جماعت اسلامی پاکستان کے بانی و سابق اَمیر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ بھی ایک سوال کے جواب میں اختلاف قراءات کی بھرپور توثیق کی ہے۔ اور ان کا یہ فتویٰ ترجمان القرآن میں چھپ چکا ہے۔

[ترجمان القرآن: جون ۱۹۵۹ء]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءاتِ متواترہ پر اِجماعِ اُمت

مذکورہ اَقوال میں سے بعض 'قراءاتِ متواترہ پر اِجماعِ اُمت' اور 'منکر قراءات کے حکم' سے متعلقہ ہیں فائدے کی غرض سے ان اَقوال کو مکرر ایک جگہ اکٹھا بیان کیا جاتا ہے مثلاً:

- امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''پوری ملت اِسلامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ جو قراءات ان ائمہ نے روایت کی ہیں یا انہیں کتابوں میں جمع کیا گیا ہے، تمام قابل اِعتماد ہیں اور ان کے صحیح ہونے پر ہر زمانہ میں اجماع چلتا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا جو ذمہ اٹھایا تھا وہ پورا ہوا، تمام محققین، فضلاء اور ائمہ سلف مثلاً قاضی ابوبکر بن ابوالطیب رحمہ اللہ اور امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ وغیرہما اس بات کے حامل ہیں۔'' [الجامع لاحکام القرآن:۱/۴۷]

- اِمام زرکشی رحمہ اللہ (المتوفی:۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

''یقیناً قراءات توقیفی ہیں اختیاری نہیں، یعنی قراء نے اپنی طرف سے گھڑی نہیں ہیں۔ قراءِ سبعہ کی قراءات کی صحت پر، نیز اس بات پر کہ قراءات سنت متبوعہ ہیں، جن میں اجتہاد کی گنجائش نہیں، اِجماعِ اُمت منعقد ہوچکا ہے، قراءات سنت ہیں اور نبی کریم ﷺ سے مروی ہیں اور غیر مقبول وجوہ کی تلاوت کرنا جائز نہیں ہے۔''

[البرھان فی علوم القرآن للزرکشی: ۱/۳۲۱]

- ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''متواتر کا اِنکار صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس پر اُمت کا اجماع ہے۔ قراءات کا تواتر اَیسے حتمی اُمور میں سے ہے، جن کا جاننا واجب ہے۔'' [الفقہ الأکبر:۱۶۷، مجموع فتاویٰ:۱۳/۳۹۳]

- امام ابن حزم رحمہ اللہ (المتوفی:۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

''علماء کا اس بات پر اِجماع ہے کہ جو کچھ قرآن میں ہے وہ حق اور ثابت شدہ ہے۔ اگر کوئی شخص ان قراءاتِ متواترہ میں سے کوئی حرف زیادہ یا کم کرتا ہے یا کسی حرف کو کسی دوسرے حرف سے بدل کر پڑھتا ہے، حالانکہ اس پر حجت قائم ہوچکی ہو کہ وہ قرآن ہے، لیکن پھر بھی وہ شخص عمداً اس کی مخالفت کرتا ہے، تو وہ کافر ہے۔'' [مراتب الاجماع:۱۸۴]

- امام ابن مجاہد رحمہ اللہ (متوفی:۳۲۴ھ) فرماتے ہیں:

''وہ قراءات جو آج کل مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ اور شام میں رائج ہیں۔ یہ وہ قراءات ہیں جو انہوں نے پہلوں سے حاصل کی ہیں۔ انہی قراءات کی اِشاعت کے لیے ہر شہر میں ایسے لوگ کھڑے ہوئے جنہوں نے تابعین سے وہ قراءات حاصل کیں جن پر تمام کا اِجماع ہے۔'' [الاعلام:۱/۲۶۱، کتاب السبعہ:۴۹،۵۲]

- امام ابن عطیہ رحمہ اللہ (المتوفی:۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

''قراءاتِ سبعہ بلکہ عشرہ پر متعدد اَعصار واَمصار گذر چکے ہیں۔ ان کی نمازوں میں تلاوت کی جاتی تھی کیونکہ یہ اجماع سے ثابت ہیں۔'' [ابحاث قراءات القرآن الکریم:۲۵، المحرر الوجیز لابن عطیہ:۱/۹]

- امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس دور میں ان معروف اَئمہ قراءات سے صحیح ثابت قراءات پر مسلمانوں کا اِجماع ہوچکا ہے۔ ان اَئمہ کرام نے علم قراءات پر متعدد کتب لکھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے حفاظت قرآن کا وعدہ پورا ہوگیا ہے۔ قاضی ابوبکر الطیب رحمہ اللہ اور امام طبری رحمہ اللہ جیسے اَئمہ متقدمین اور فضلا محققین کا اس قول پر اتفاق ہے۔'' [المحرر الوجیز:۱/۴۹]

- قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’مسلمانوں کا اس اَمر پر اجماع ہے کہ جس شخص نے قرآن مجید سے قصداً ایک حرف ناقص کیا یا ایک حرف دوسرے حرف سے بدلا یا اِجماع اُمت سے ثابت ہونے والے مصحف پر ایک حرف کی زیادتی کی تو وہ کافر ہے۔‘‘

[الشفاء فی التعریف بحقوق المصطفیٰ:۲/۶۴۷۔۲۶۴]

◉ ابن خالویہ رحمہ اللہ (المتوفی :۳۷۰ھ) فرماتے ہیں:

’’تمام لوگوں کا اس اَمر پر اِجماع ہے کہ جب کوئی لغت قرآن مجید میں آجاتی ہے تو وہ غیر قرآن سے زیادہ فصیح ہے۔ اس میں اختلاف نہیں ہے۔‘‘[کتاب الحجة لابن خالویه:۶۱]

◉ علامہ ابن عبدالشکور مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں:

’’اَسانید قراءات بالاجماع صحیح ہیں اور علماء بلکہ اُمت کے ہاں انہیں تلقی بالقبول حاصل ہے۔مزید فرماتے ہیں کہ اگر ان اَسانید کے معارض کوئی سند آجائے تو وہ نا قابل التفات ہے۔قراءِ عشرہ کی اَسانید صحیح ترین ہونے کے ساتھ ساتھ اُنہیں اُمت کی طرف سے شرف قبولیت بھی حاصل ہے۔‘‘[فواتح الرحموت:۲/۱]

◉ علامہ سعدی ابوحبیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’جس شخص نے قراءات مرویہ متواترہ محفوظہ کے علاوہ قرآن میں ایک حرف زیادہ یا کم کیا یا ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دیا، حالانکہ اس پر حجت قائم ہوچکی ہو کہ وہ قرآن ہے،تو وہ بالاجماع کافر ہے۔‘‘

[موسوعة الإجماع فی الفقه الاسلامي:۳/۹۰۳]

◉ مزید فرماتے ہیں:

’’اہل اسلام میں سے دو بندوں کا بھی اِختلاف نہیں ہے کہ یہ قراءتیں صحیح وحق ہیں،سب کی سب قطعی ویقینی ہیں، اُمت مسلمہ کی نقل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ تک پہنچی ہوئی ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بیان کی ہیں۔‘‘[موسوعة الاجماع فی الفقه الاسلامی:۳/۹۰۵]

◉ دکتور سامی عبدالفتاح ہلال فرماتے ہیں:

’’صدرِ اوّل سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا اس بات پر اِجماع ہے کہ جب تک کوئی قراءت نقل تواتر سے ثابت نہیں ہوجاتی اس وقت تک نہ تو اسے مصحف میں لکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی بطور قرآن اس کی تلاوت کرنا جائز ہے۔‘‘

[محاضرات في القراءات الشاذة:۳،۴]

منکر قراءات کی تکفیر

◉ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’متواتر کا اِنکار صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس پر اُمت کا اِجماع ہے۔قراءات کا تواتر ایسے حتمی اُمور میں سے ہے،جن کا جاننا واجب ہے۔‘‘[الفقه الأکبر:۱۶۷،مجموع فتاویٰ:۱۳/۳۹۳]

◉ نیز فرماتے ہیں:

’’جس نے کتاب اللہ کی کسی آیت کا اِنکار کیا، اس میں عیب نکالا یا قراءاتِ متواترہ کا اِنکار کیا یا اس نے یہ گمان کیا کہ وہ قرآن نہیں ہے تو ایسا شخص کافر ہے کیونکہ اس نے ایسی شے کا انکار کیا جس پر اجماع ہوچکا ہے۔‘‘[الفقه الأکبر:۱۶۷]

◉ امام ابن حزم رحمہ اللہ (المتوفی:۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

’’علماء کا اس بات پر اِجماع کہ جو کچھ قرآن میں ہے وہ حق اور ثابت شدہ ہے۔ اگر کوئی شخص ان قراءات متواترہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کوئی حرف زیادہ یا کم کرتا ہے یا کسی حرف کو کسی دوسرے حرف سے بدل کر پڑھتا ہے، حالانکہ اس پر حجت قائم ہوچکی ہو کہ وہ قرآن ہے، لیکن پھر بھی وہ شخص عمداً اس کی مخالفت کرتا ہے، تو وہ کافر ہے۔'' [مراتب الاجماع:۱۸۴]

◉ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کا اس اَمر پر اجماع ہے کہ جس شخص نے قرآن مجید سے قصداً ایک حرف ناقص کیا یا ایک حرف دوسرے حرف سے بدلا یا اِجماع امت سے ثابت ہونے والے مصحف پر ایک حرف کی زیادتی کی تو وہ کافر ہے۔''

[الشفاء فی التعریف بحقوق المصطفیٰ:۲/۲۶۴۔۲۶۴]

◉ علامہ سعدی ابوحبیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس شخص نے قراءات مرویہ متواترہ محفوظہ کے علاوہ قرآن میں ایک حرف زیادہ یا کم کیا یا ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دیا، حالانکہ اس پر حجت قائم ہوچکی ہو کہ وہ قرآن ہے، تو وہ بالا جماع کافر ہے۔''

[موسوعة الإجماع فی الفقه الاسلامی:۹۰۳/۳]

◉ ابومحمد مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جن قراءات میں صحت سند، موافقت عربیت اور موافقت رسم، یہ تینوں شرائط پائی جائیں گی اس کے نزول من اللہ کی قطعی تصدیق کی جائے گی اور اس کے منکر کو کافر قرار دیا جائے گا۔'' [النشر الکبیر:۱/۱۴]

◉ امام ابوشامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے منزل من اللہ حروف سبعہ کا اِنکار کرنے والے پر کفر کا حکم لگایا ہے۔'' [المرشد الوجیز:۱۴۹]

◉ حسن ضیاء الدین عتر فرماتے ہیں:

''چونکہ سبعہ اَحرف پر اِنزال قرآن کی اَحادیث متواتر ہیں، اس بناء پر تواتر کے علم کے باوجود سرے سے سبعہ اَحرف ہی کا اِنکار کردینا بلاشبہ کفر ہے۔'' [الأحرف السبعة و منزلة القراءات منها:۱۰۱]

قارئین رابطہ کرسکتے ہیں

ماہنامہ رشد قراءات نمبرز کی اشاعت کی وجہ سے پورے ملک میں الحمدللہ علم قراءت کے حوالے سے علمی فضاء پائی جارہی ہے، عوام الناس کی مباحث قراءت سمجھنے کی جستجو بڑھ رہی ہے۔اس ضمن میں مختلف سوالات واشکالات کا ذہن میں اٹھنا فطری امر ہے۔ چنانچہ ان سوالات کے حل کے لیے ذیل میں مختلف نمبرز دیئے جارہے ہیں، قارئین کسی بھی نمبر پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

حافظ انس نضر مدنی۔ 0321-8420106   حافظ فہد اللہ مراد- 0321-4893486

قاری مصطفیٰ راسخ- 0346-4422005   [ادارہ]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاوِش وترتیب: مولانا محمد اَصغر☆

حجّیت قراءات ......ضمیمہ فتاویٰ جات

قراءات نمبر دوم میں ادارۂ رُشد نے پاکستان کے جمیع مکاتبِ فکر (اہل حدیث، دیوبندی، بریلوی اور شیعہ حضرات) کی حجیتِ قراءات کے سلسلہ میں اتفاقی رائے یوں پیش کی تھی کہ ۱۰۰ مفتیان کے مختصر اور تقریباً ۴۰ کبار شخصیات کے تفصیلی فتاویٰ پیش کیے تھے۔ اس سلسلہ میں تاحال جو مختصر یا تفصیلی فتاویٰ جات مزید موصول ہوئے انہیں بھی قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

واضح رہے کہ فتاویٰ جات کے ضمن میں ہم نے خاص طور پر دارالعلوم دیوبند، ہندوستان کے فتویٰ کو بھی حاصل کیا ہے، جس کا پس منظر یہ ہے کہ ادارۂ رُشد نے تو جمیع مکاتبِ فکر سے فتویٰ حاصل کرکے اُمت کے اتفاقی موقف کو سامنے لانے کی سعی کی لیکن کراچی میں 'منکرین حدیث' کے ایک گروہ نے قراءات نمبر اول ودوم کی تحقیقی وعلمی اشاعتوں سے گھبرا کر عوام الناس کو دیوبندی، اہلحدیث فرقہ واریت میں مبتلا کرکے گمراہ کرنے کی مذموم کوشش کی اور صلیبی طریقہ واردات یوں اپنایا کہ 'ادارۂ رشد' کو انتہاء پسند اہلحدیث اور خود کو دیوبندی مکتبہ فکر ظاہر کرتے ہوئے اجماعی مسئلہ کو حنفی اہلحدیث اختلاف کے طور پر پیش کیا۔ انہوں نے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ پر 'انکارِ قراءات' کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ وہ بھی ان کے مؤقف کے قائل تھے۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ معاملہ کی وضاحت کیلئے دارالعلوم دیوبند، ہندوستان اور دار العلوم، کراچی کے حجیتِ قراءات پر فتاویٰ جات نذرِ قارئین کریں کیونکہ حکیم الامت مولانا اَشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اور دیوبندی مکتبہ فکر کی ترجمانی یہ ادارے بجا طور پر کرسکتے ہیں۔ [ادارہ]

سوال: کیا مروّجہ قراءات قرآنیہ کا قرآن وسنت میں کوئی ثبوت موجود ہے؟ ثبوت کی صورت میں اس کے انکاری کے متعلق علماے اُمت کی کیا رائے ہے؟

جواب: قراءات عشرہ دس ائمہ کی ان مرویات کا نام ہے جو قرآن مجید اور اس کی متنوع 'قراءات' کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ سے اُمت کو منتقل ہوئیں۔ موجودہ قراءات عشرہ صحیح احادیث میں وارد سبعة أحرف کا حاصل ہیں اور ان کی نسبت ائمہ عشرہ کی طرف ٹھیک اُسی طرح ہے جس طرح محدثین کرام کی مرویات ان کی طرف منسوب ہوتی ہیں۔

تمام متواتر قراءتوں کے الفاظ بالکل قطعیت کے ساتھ ثابت ہیں، جیسا کہ ان کی حجیت کو کتب اَحادیث میں محدثین کرامؒ نے مستقل ابواب قائم کرکے ثابت کیا ہے، مثلاً امام ترمذی نے 'کتاب القراءات' اور امام ابوداؤد نے 'کتاب الحروف والقراءات' کے نام سے اپنے مجموعہ ہائے اَحادیث میں باقاعدہ کتابیں قائم کی ہیں۔

سبعہ احرف کی مزید وضاحت کچھ یوں ہے کہ قرآن مجید میں متعدد اَسالیب تلاوت کے ضمن میں صحیح اور متواتر

☆ فاضل کلیة الشریعة، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت «أنزل القرآن علی سبعة أحرف» [صحیح بخاری:۴۹۹۲، ۵۰۴۱، صحیح مسلم:۱۸۹۶، ۱۸۹۷] اس بات پر بلاشبہ دلالت کرتی ہے کہ دین میں قرآن مجید کو متنوع انداز میں پڑھنا ثابت ہے۔ چنانچہ اختلاف قراءات یا بالفاظ دیگر قرآن مجید کو مختلف لہجات میں پڑھنا ہر حال میں ثابت ہے اس کے بارے میں ''لا إله الا الله'' پڑھنے والے کسی بھی مسلمان کو شک نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ امام سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''القراءات السبع التی اقتصر علیها الشاطبی والثلاث التی هی قراء ة أبی جعفر وقراء ة یعقوب و قراء ة خلف ، متواترة معلومة من الدین بالضرورة و کل حرف انفرد به واحد من العشرة معلوم من الدین بالضرورة انه منزل علی رسول الله ﷺ لا یکابر فی شيء من ذلك إلا جاهل ولیس تواتر شيء من ذلك مقصورا علی من قرأ بالروایات بل هی متواترة عند کل مسلم یقول:أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله، ولو کان مع ذلك عامیا جلفا لا یحفظ من القرآن حرفاً وحظ کل مسلم وحقه أن یدین الله تعالیٰ وتجزم نفسه بأن ما ذکرنا متواتر معلوم بالیقین لا تتطرق الظنون ولا الارتیاب إلی شئ منه والله تعالیٰ أعلم . [اتحاف فضلاء البشر للدمیاطی:۹/۱]

''وہ سات قراءات جن پر شاطبیؒ نے انحصار کیا ہے اور وہ تین قراءات جو ابو جعفر، یعقوب، اور خلف سے منسوب ہیں، سب کی سب متواترہ ہیں اور دین سے بالضرورۃ ثابت ومعلوم ہیں۔ حتی کہ ہر وہ حرف، جس کے ساتھ قراءِ عشرہ میں سے کوئی قاری منفرد ہو، وہ بھی بالضرورۃ دین سے معلوم ہے اور رسول اللہ پر نازل شدہ ہے۔ مذکورہ نقطہ نظر سے انحراف کوئی جاہل ہی کرسکتا ہے۔ ان قراءات وروایات کا تواتر صرف ماہرین علم قراءات کی حد تک معلوم وثابت نہیں، بلکہ ہر اس مسلمان کے نزدیک قراءات عشرہ متواترہ ہیں جو أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله کا قائل ہے، اگرچہ وہ ایسا عامی ہی کیوں نہ ہو جس نے قرآن کریم میں سے ایک حرف بھی حفظ نہ کیا ہو۔ لہٰذا ہر مسلمان کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اختیار کرے اور جو کچھ ہم نے پیچھے بیان کیا ہے اس پر یقین رکھے کہ وہ متواتر ہے اور اس یقین کے ساتھ عقیدہ رکھے کہ ان (قراءاتِ عشرہ) میں شکوک وشبہات پیدا نہیں ہو سکتے۔''

- نواب صدیق حسن خاں بہادر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' وقد ادعی أهل الأصول تواتر کل واحدة من القراء ات السبع بل العشر''

[حصول المأمول:ص۳۵]

''اصولیوں نے قراءت سبعہ بلکہ عشرہ میں سے ہر قراءت کے تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔''

- امام زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''وقد انعقد الإجماع علی حجیة قراء ات القراء العشرة وأن هذه القراء ات سنة متبعة لا مجال للاجتهاد فیها...... وقال...... القراء ات توقیفیة ولیست اختیاریة خلافاً لجماعة'' [البرهان فی علوم القرآن:۳۲۱/۱، ۳۲۲]

''قراءِ عشرہ کی قراءت کی حجیت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، یہ قراءت، سنت متبعہ (یعنی توقیفی) ہیں اور ان میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے......اور فرماتے ہیں:......ایک جماعت کی رائے کے برعکس یہ قراءات اختیاری نہیں بلکہ توقیفی ہیں۔''

- امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حد الکتاب ما نقل إلینا بین دفتي المصحف علی الأحرف السبعة المشهورة نقلاً متواترا''

[المستصفیٰ:۱۰۱]

''قرآن مجید وہ ہے جو مشہور احرف سبعہ پر نقل متواتر کے ساتھ دو گتوں کے درمیان ہم تک نقل کیا گیا ہے۔''

- امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:'' لم ینکر أحد من العلماء قراء ات العشرة''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[مجموع الفتاوی:۳۹۳/۱۳]

''اہل علم میں سے کسی ایک نے بھی قراءات عشرہ کا انکار نہیں کیا۔''

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"فالمتواتر لا يجوز انكاره لأن الأمة الإسلامية قد أجمعت عليه۔ وتواتر القراء ات من الأمور الضرورية التي يجب العلم بها" [شرح الفقه الأكبر:ص١٦٧]

''متواتر کا انکار کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس پر امت کا اجماع ہو چکا ہے اور تواتر قراءات امورِ ضروریہ میں سے ہے جس کا علم ہونا واجب ہے۔''

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:" إن أصحاب القراء ات من أهل الحجاز والشام والعراق كل منهم عزا قراء ته التي اختارها إلى رجل من الصحابة قرأها على رسول الله ﷺ لم يستثنِ من جملة القرآن شيئاً"

[الإعلام:۲/۲۷۳]

''حجازی، شامی اور عراقی اصحابِ قراءات میں سے ہر قاری نے اپنی اختیار کردہ قراءت کو کسی نہ کسی صحابی رسول کی طرف منسوب کیا ہے۔جنھوں نے قرآن میں سے کوئی چیز چھوڑے بغیر یہ قراءات نبی اکرمؐ کو سنائی۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"وقد أجمع المسلمون فى هذه الأعصار على الاعتماد على ماصح عن هولاء الأئمة مما رووه ورأوه من القراء ات وكتبوا فى ذلك مصنفات فاستمر الإجماع على الصواب وحصل ما وعد الله به من حفظ الكتاب وعلى هذا الأئمة المتقدمون والفضلاء المحققون كالقاضى أبى بكر بن الطيب والطبرى وغيرهما"

[تفسیر القرطبی:۱/۴۶]

''اس دور میں ان معروف ائمہ قراءات سے صحیح ثابت قراءات پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ان ائمہ کرام نے علم قراءت پر متعدد کتب تصنیف کی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے حفاظت قرآن کا وعدہ پورا ہو گیا ہے۔قاضی ابو بکر ابن الطیب اور امام طبری جیسے ائمہ متقدمین اور فضلاء محققین کا اس قول پر اتفاق ہے۔''

ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"ومضت الأعصار والأمصار على قراء ة السبعة وبها يصلى لأنها تثبت بالإجماع" [المحرر الوجيز:۱/۴۹]

''قراءات سبعہ پر متعدد ادوار گزر چکے ہیں اور یہ نمازوں میں پڑھی جا رہی ہیں، کیونکہ اجماع امت سے ثابت ہیں۔''

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"سبب تنوع القراء ات فيما احتمله خط المصحف هو تجويز الشارع وتسويغه ذلك لهم إذ مرجع ذلك إلى السنة والاتباع لا إلى الرأى والابتداع"

[مجموع فتاوی:۱۳/۴۰۲]

''خط مصحف میں مختلف قراءات کا احتمال شارع کی طرف سے ہے، کیونکہ اس کا مرجع سنت واتباع ہے۔اجتہاد ورائے نہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:«أنزل القرآن على سبعة أحرف ، المراء فى القرآن كفر......» [مسنداحمد:۳۰۰، صحیح ابن حبان:۷۳، تفسیرابن کثیر:۲/۱۰۲،فضائل القرآن:۶۳]

''قرآن مجید سبعہ احرف پر نازل کیا گیا ہے،قرآن مجید کے بارے جھگڑنا کفر ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے،فرماتے ہیں کہ "أن من كفر بحرف منه فقد كفر به كله"

[تفسیر الطبری:۱/۵۴، الابحاث فی القراء ات:ص۱۸، نکت الانتصار للباقلانی:ص۳۶۴]

''جس شخص نے قرآن مجید کے ایک حرف کا انکار کیا، یقیناً اس نے پورے قرآن کا انکار کیا۔''

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"واتفقوا أن كل ما فى القرآن حق وأن من زاد فيه حرفاً ما غير القراء

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ات المروية المحفوظة المنقولة نقل الكافة أو نقص منه حرفاً أو غير منه حرفاً مكان حرف و قد قامت عليه الحجة أنه من القرآن فتمادى متعمدا لكل ذلك عالماً بأنه بخلاف ما فعل ، فانه كافر“

[مراتب الاجماع:ص۱۷۴]

’’اور تمام اہل علم کا اتفاق ہے اس بات پر کہ جو کچھ قرآن میں ہے وہ حق ہے اور اس بات پر کہ ان قراءاتِ کے علاوہ جو (مروی) محفوظ (ہیں اور) تواتر کے ساتھ منقول ہیں، جو کوئی اس (قرآن) میں (اپنی طرف سے) کسی ایک حرف کا بھی اضافہ یا کمی کرے یا کسی ایسے حرف کو دوسرے حرف سے تبدیل کر دے جس کا قرآن سے ہونا دلیل (قطعی ضروری) سے ثابت ہو اور وہ تعنت کی بنا پر عمداً ان (زیادتی، کمی یا تبدیلی) میں سے کسی ایک کا ارتکاب کرے یہ جانتے ہوئے کہ حقیقت اس کے خلاف ہے جو کچھ یہ (کمی، زیادتی یا تبدیلی) کر رہا ہے تو وہ کافر ہے۔‘‘

علامہ ابن جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:”أن الإجماع منعقد على أن من زاد حركة أو حرفاً فى القرآن أو نقص من تلقاء نفسه مصرا على ذلك يكفر“ [منجد المقرئین:ص۹۷،۲۴۴]

’’اور اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ جو کوئی اپنی طرف سے قرآن کریم میں کسی حرکت یا حرف کا اضافہ کرے یا کمی کرے (تنبیہ کیے جانے اور تواتر تسلیم ہو جانے کے باوجود) اس (کمی یا زیادتی) پر مصر ہو تو وہ کافر ہے۔‘‘

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ قراءات قرآنیہ یا بالفاظ دیگر قرآن مجید کو پڑھنے کے مختلف اسالیب قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور ان پر اُمت کا اجماع ہو چکا ہے۔ اب اگر کوئی شخص ان سب کا یا کسی ایک کا انکار کرتا ہے تو وہ بالاجماع گمراہ اور سبیل المؤمنین سے ہٹا ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دار الافتاء جامعہ لاہور الاسلامیہ لاہور

حافظ عبد الرحمٰن مدنی	(رئیس دار الافتاء)
حافظ ثناء اللہ مدنی	(شیخ الحدیث، جامعہ لاہور الاسلامیہ)
مولانا محمد رمضان سلفی	(نائب شیخ الحدیث جامعہ)
مولانا محمد شفیق مدنی	(رکن دار الافتاء)

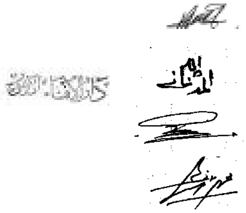

درج ذیل مفتیان کرام نے مذکورہ فتویٰ کی تائید میں فتاویٰ ارسال فرمائے:

دار الافتاء دار العلوم دیوبند۔ انڈیا

مولانا مفتی حبیب الرحمٰن	(مفتی دار العلوم دیوبند)
مولانا مفتی نصر الاسلام قاسمی	(نائب مفتی دار العلوم دیوبند)
مولانا وقار علی	(معاون مفتی)
مولانا فخر الاسلام	(معاون مفتی)

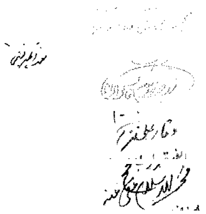

دار الافتاء جامعہ غوثیہ رضویہ، گلبرگ۔ لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا مفتی لیاقت علی (مفتی جامعہ غوثیہ رضویہ)

دارالافتاء جامعہ فریدیہ۔ساہیوال

مولانا مظہر فرید شاہ (نائب مہتمم جامعہ فریدیہ ساہیوال)

دارالافتاء محمدیہ الغوثیہ، بھیرہ۔ضلع سرگودھا

مولانا مفتی شیر محمد خان (مفتی وشیخ الحدیث دارالعلوم محمدیہ غوثیہ)

دارالافتاء جامعہ ادارۃ الفرقان، اللہ والی مسجد، بندر روڈ۔سکھر

مولانا مفتی عبدالباری (مفتی دارالافتاء جامعہ ادارۃ الفرقان)

مولانا مفتی عبدالمالک

مولانا مفتی عبداللہ یوسفی

دارالافتاء جامعہ غوثیہ رضویہ انوار باہور، وحدت کالونی بروری روڈ۔کوئٹہ

مولانا مفتی غلام محمد قادری قاسمی (مہتمم ومفتی جامعہ غوثیہ رضویہ)

دارالافتاء جامعہ الشہید عارف الحسینی المعارف الاسلامیہ۔فیصل کالونی۔پشاور

مولانا سید محمد جواد ہادی

دارالافتاء جامعہ فیض العلوم نقشبندیہ قادریہ، غریب آباد، سبی۔بلوچستان

علامہ مفتی فتح محمد نقشبندی (مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ ہذا)

دارالافتاء جامعہ اسلامیہ خیر المعاد۔ملتان

مولانا محمد شفیع مظہر الحامدی (مہتمم دارالافتاء جامعہ اسلامیہ خیر المعاد)

معزز مفتیان کے تفصیلی فتاوی جات

جواب: الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی أشرف المرسلین وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین و بعد !

فطری حقیقت ہے کہ ہر زبان کے بولنے والے انداز بیان اور لہجات میں مختلف ہوتے ہیں ایک ہی لغت بولنے والے متعدد قبائل میں درج ذیل امور کا اختلاف نا قابل اِنکار حقیقت ہے۔

① ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا۔ ② ایک مسمّی کے متعدد اَسماء۔

③ حرکات کا اختلاف۔ چنانچہ ایک قبیلہ کسرہ پڑھتا ہے تو دوسرا فتحہ یا ضمہ۔

ان وجوہ اختلاف کا مشاہدہ برصغیر کی زبانوں میں بھی کیا جاسکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن حکیم جزیرۃ العرب کے متمدن مراکز کے اَنداز بیان میں اُترا جبکہ گردونواح میں کئی قبائل آباد تھے۔ جن کے بولنے کے مذکورہ بالا اَنداز تھے۔ جب رسول اللہﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو قبائل عرب سے وفود کی آمد ہونے لگی جن کے لیے متمدن مراکز کی زبان غیر معتاد تھی اور ان کے لیے صحیح تلفظ ممکن نہ تھا، مثلاً قبیلہ ہذیل کا حاء کو عین پڑھتے ہوئے 'حتی حین' کو 'عتی عین' پڑھنا، اور قبیلہ حمیر کا لام تعریف کو میم سے بدلتے ہوئے 'الحمد' کو 'امحمد' پڑھنا، 'الصیام' کو 'امصیام' پڑھنا، تو ایسے لوگوں کو اپنے اپنے اَنداز میں تلاوت کی اِجازت دی گئی البتہ وہ جب درست تلفظ کے عادی ہوگئے تو یہ اجازت منسوخ ہوگئی اور جو کلمات قرآنی فصاحت و بلاغت کے معیار پر اترتے تھے اور ان کے ساتھ تفسیری ولغوی فوائد وابستہ تھے ان کو باقی رکھا گیا۔ تقدیم وتاخیر، حروف کی کمی وبیشی، اَنداز بیان کا تنوع دیگر زبانوں کی طرح عربی میں بھی تھا ان کا سماع جب رسول اللہﷺ سے مرفوعاً یا موقوفاً، قولاً یا سکوتاً و تحسیناً ہوا تو وہ قرآنی اصطلاح میں قراءات کہلانے لگیں اور یہ وجوہ تغیر نقل در نقل اُمت میں چلے آرہے ہیں اس طرح قراءات کا سلسلہ سماعی ہے اَداء اور تلاوت میں قیاس کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ منصوص ہیں۔ اس پر درج ذیل دلائل بڑے واضح ہیں:

① نبیﷺ کا بار بار جبریل امین علیہ السلام سے اُمت کی تخفیف کی بابت سوال کرنا۔

② حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان سورۃ فرقان میں اختلاف قراءت ہونا اور حضورﷺ کا دونوں کی تحسین کرنا۔

③ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا اپنے دو احباب کے ساتھ سورۃ نحل کی وجوہ قراءت میں اختلاف ہونا اور رسول اللہﷺ کا دونوں کا تصدیق کرنا۔

④ رسم قرآنی کا عام عربی رسم الخط سے مختلف لکھنا جیسے دَحیٰ مشتق ہے دَحو سے اور جب کوئی کلمہ معتل الآخر واوی ہو تو اس کو الف سے بدلا جاتا ہے نہ کہ یاء سے جیسے دعو سے دعا۔ لیکن رسم قرآنی میں دحا کی بجائے وحیٰ۔ بالیاء لکھا گیا ہے اور یہ کام صف اوّل کی جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہے۔ قراءات کی بھی رعایت پیش نظر تھی۔ پوری جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس رسم الخط پر اجماع بھی ہے اور اُمت میں اس کو تلقی بالقبول بھی حاصل ہے۔ جو از خود حجت ہیں۔

⑤ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ حکمت عملی کہ جہاں رسم الخط میں قراءات مسموعہ کی گنجائش تھی، ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نہج پر ہی لکھنا لیکن تقریباً ۱۴ رمقامات میں رسم الخط کی یکسانیت میں متعدد قراءات کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے مختلف مصاحف میں الگ رسم الخط میں لکھنا۔ جیسا کہ مصحف مدنی اور شامی میں سارعو [آل عمران] بغیر واؤ کے اور دیگر مصاحف میں وسارعوا واؤ کے ساتھ لکھنا اور ان مصاحف پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

⑥ اُمت میں قراءات کی نسبت جن مشہور قراء عشرہ کی طرف ہے وہ تمام کے تمام بالواسطہ یا بلا واسطہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فیض یافتہ ہیں۔ جن صحابہ رضی اللہ عنہم پر رسول اللہﷺ نے یوں فرما کر اعتماد ہی نہیں کیا کہ ما انا علیہ وأصحابی بلکہ اُمت کو بھی ان کی اتباع کی تلقین کردی۔ یہ وہ حقائق ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قراءات کا تعلق سماع سے ہے۔ محض لغت سے اَز خود کوئی وجہ نکال کر اس کو قراءات قرار دینا قطعی غلط اور بے بنیاد ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ کئی ایک صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس ان کے ذاتی مصاحف تھے جن میں موجود قراءات کو نظر اَنداز کردیا گیا تو یہ سوال لاعلمی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مبنی ہے، دراصل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو حضرات لکھنا جانتے تھے وہ حضور ﷺ کی مجلس میں قرآنی متن اور تفسیر دونوں سنتے اور لکھتے تھے اس کے بعد دور دراز اَسفار میں چلے جاتے تھے۔ اس طرح وہ مصاحف متن کے اعتبار سے بھی مکمل نہ تھے اور دوسرا یہ کہ ان میں اضافات تفسیر یہ بھی تھے جو کسی طور اصطلاح قراءات قرار نہیں دیئے جا سکے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب متن قرآنی کو یکجا کرنے کا فیصلہ کیا تو ظاہر ہے کہ اضافات تفسیر یہ کے لیے اس میں گنجائش نہیں تھی۔ لہٰذا رسم الخط ایسا اختیار کیا کہ قراءات مسموعہ کی وجوہات پر محیط ہو سکے اور تقریباً ۴۱/ مقامات میں ایک رسم الخط کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو مصاحف پر تقسیم کر دیا اور شخصی مصاحف کو جلا دیا کہ اُمت کے اندر اختلاف کا باعث تھے۔ اس کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر مصحف کے ساتھ ایک ماہر قاری بھی بھیجا جو لوگوں کو درست انداز میں پڑھا سکے اور محض لغت سے وجوہ قراءات نکالنے کا سدباب ہو سکے۔ اس پر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ اگلے دور میں انہیں قراءات مسموعہ کو مدوّن کیا گیا اور درس و تدریس نیز تالیف کے ذریعہ اخلاف تک منتقل کیا گیا۔ جن میں تفسیری فوائد کے علاوہ لغوی، نحوی اور اشتقاقات کے حوالے سے بھی اِستنباط کیا جا سکتا ہے۔ ایسے اجماعی مسئلے سے انحراف کرنا نہ یہ کہ کتاب اللہ کو مشکوک بنانے والی بات ہے بلکہ دین اسلام کی اَساس کو منہدم کرنے کے مترادف ہے۔ اَللّٰھُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ.

پروفیسر تاج الدین الازہری
شعبہ تفسیر و علوم قرآن
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

الجواب بعون الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

مختلف قراءاتِ قرآنیہ کا ثبوت موجود ہے، چنانچہ بخاری شریف میں ہے:

”حدثنا سعيد بن عفير قال: حدثني الليث قال حدثني عقيل عن ابن شهاب، قال حدثني عروة بن الزبير أن المسور بن مخرمة و عبدالرحمن بن عبدالقارى حدثاه أنهما سمعا عمر ابن الخطاب يقول: سمعت هشام بن حكيم يقرأ سورة الفرقان في حياة رسول الله ﷺ فاستمعت لقراءته فإذا هو على حروف كثيرة لم يقرءنيها رسول الله ﷺ فكدت أساوره في الصلاة، فتصبرت حتى سلم، فلببته برداءه فقلت: من أقرأك هذه السورة التي سمعتك تقرأ؟ قال: أقرأنيها رسول الله ﷺ فقلت: كذبت، فإن رسول الله ﷺ قد أقرأنيها على غير ما قرأت، فانطلقت به أقوده إلى رسول الله ﷺ فقلت: إني سمعت هذا يقرأ بسورة الفرقان على حروف لم تقرءنيها . فقال رسول الله ﷺ: أرسله: اقرأ يا هشام! فقرأ عليه القراءة التي سمعته يقرأ. فقال رسول الله ﷺ: «كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ» . ثم قال: «اِقْرَأْ يَا عُمَرُ!» . فقرأت القراءة التي أقراني، فقال رسول الله ﷺ: «كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ أَنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ» .

”حضرت سعید بن عفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ”مجھے حضرت لیث رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی، وہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت عقیل بن شہاب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی، اور وہ فرماتے ہیں: مجھے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی، کہ مسور بن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری دونوں نے حدیث بیان کی۔ ان دونوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں سورت فرقان کی تلاوت کرتے تھے تو جب میں نے ان کی قراءت سنی تو بہت سے اَیسے حروف سنے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہیں پڑھائے تھے تو قریب تھا کہ میں نماز ہی میں ان پر حملہ کردیتا لیکن بمشکل ضبط کیا حتیٰ کہ اُنہوں نے نماز سے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر سے ان کو گھسیٹا اور کہا یہ سورت جو میں نے آپ سے سنی کس نے آپ کو پڑھائی؟ انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے۔ میں نے کہا تو نے جھوٹ کہا۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس کے علاوہ تعلیم دی۔ پس میں ان کو ہانکتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے کر چلا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔ بے شک میں نے سورۃ فرقان کو ایسے حروف کے ساتھ سنا ہے جو آپ نے ہمیں نہیں پڑھایا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اس کو چھوڑ دو۔ اے ہشام! تم پڑھو تو اس نے وہ پڑھا جو میں نے سنا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اس طرح اُتارا گیا ہے۔ پھر فرمایا اے عمر! تم پڑھو: تو میں نے وہ قراءۃ پڑھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پڑھائی تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اس طرح بھی نازل کیا گیا ہے۔ بے شک یہ قرآن سات حروف پر اُتارا گیا ہے جو تمہیں آسان معلوم ہو، پڑھو۔'' [عمدۃ القاری: ۲۰۵/۲۹: ۴۹۹۲]

علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ عالی بخاری شریف کی احادیث نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

''علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ سات حرفوں سے کیا مراد ہے، ابوحاتم محمد بن حبان بستی نے اس مسئلہ میں علماء کے ۳۵/اقوال ذکر کیے ہیں۔''

ان میں پانچ ملخصاً ذکر کیے جاتے ہیں۔

① سات حرفوں سے مراد سات مختلف الفاظ سے متقارب معانی ہیں مثلاً اقبل، تعال اور هلم ان سب کا معنی ہے آؤ اور اذهب، أسرع ان کا معنی ہے جاؤ۔

② ایک قوم نے یہ کہا کہ سات حرفوں سے مراد عرب کے سات لغات ہیں اور اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ ایک لفظ کو سات لغات پر پڑھا جائے گا، بلکہ یہ سات لغات قرآن مجید میں متفرق ہیں، بعض آیات لغت قریش پر ہیں، بعض لغت ھُذیل پر، بعض لغت ہوازن پر اور بعض لغات یمن پر ہیں۔

③ ایک قوم نے یہ کہا کہ یہ سات لغات مضر میں ہیں، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ قرآن لغت مضر پر نازل ہوا ہے اور انہوں نے یہ کہا کہ قریش، کنانہ، اسد، هذیل، تمیم، ضبه اور قیس یہ سب مضر کے قبائل ہیں اور یہ سات لغات انہی مراتب پر ہیں، البتہ مضر میں بعض شواذ بھی ہیں، کیونکہ قیس میں مؤنث کی ضمیر کی جگہ شین لاتے ہیں۔

④ سات حروف سے مراد سات قراءات ہیں، صاحب الدلائل اور قاضی ابن الطیب رحمہ اللہ نے کہا:

''ہم نے اختلاف قراءات میں تتبع کیا تو یہ سات ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہر کلمہ اور ہر آیت میں سات قراءات جاری ہوتی ہیں، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک کلمہ میں قراءات کی زیادہ سے زیادہ سات وجوہ ہیں، اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بعض کلمات میں سات سے زیادہ وجوہات قراءات ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اکثر اور غالب کلمات میں سات سے زیادہ قراءات نہیں ہیں۔''

⑤ سات حرفوں سے مراد قرآن مجید کے سات معانی ہیں اور وہ یہ ہیں:

''اَمر، نہی، وعد، وعید، قصص، مجادلہ اور اَمثال۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◉ ابن عطیہ رحمہ اللہ نے کہا:

''یہ قول ضعیف ہے، کیونکہ ان عنوانات کو حروف نہیں کہتے، نیز اس پر اجماع ہے کہ حلال، حرام اور کسی معنی کے تغیر میں وسعت کی گنجائش نہیں۔'' [تفسیر تبیان القرآن: ۱/۱۰۷]

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں قراءاتِ سبعہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پہلی قراءۃ میں فی نفسہا کمی اور زیادتی ہوتی ہے مثلاً 'نُنْشِزُهَا' اور 'نُنْشِرُهَا'، 'سَارِعُوْا' اور 'وَسَارِعُوْا' اور دوسری میں واحد اور جمع کے اعتبار سے فرق ہے۔ مثلاً 'کُتُبِہٖ' اور 'کِتٰبِہٖ' اور تیسری میں تذکیر اور تانیث کے اعتبار سے اختلاف ہے مثلاً 'یَکُنْ' اور 'تَکُنْ' میں اور چوتھی میں تصریفی اختلاف ہے جیسے مخفف اور مشدد میں مثلاً 'یَکْذِبُوْنَ' اور 'یُکَذِّبُوْنَ' فتح اور کسرہ کے اعتبار سے 'یَقْنِطُ' اور 'یَقْنُطُ' اور پانچویں قراءت اعرابی اختلاف ہے۔ 'ذُو الْعَرْشِ الْمَجِید' میں دال کے رفع اور اس کے مجرور ہونے کے اعتبار سے اور چھٹی اداۃ کا اختلاف ہے مثلاً 'وَلٰـکِنِ الشَّیٰطِیْنُ' اور ''ولٰـکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ' ون کے مشدد اور مخفف ہونے میں اور ساتویں قراءت لغت کے اعتبار سے تفخیم اور اِمالہ میں اختلاف ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

''انہی سات قراءتوں میں حصر نہیں بلکہ جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو پڑھنا جائز ہے اس میں اُمت کی آسانی ہے۔''

چنانچہ لکھتے ہیں:

”والحاصل أنه أجاز بأن يقرؤوا ماثبت عنه ﷺ بالتواتر بدليل قوله أنزل على سبعة أحرف والأظهر أن المراد بالسبعة التكثير لا التحديد.“

''حاصل کلام یہ ہے کہ جو قراءت بھی رسول اللہ ﷺ سے بالدلیل تواتر کیساتھ ثابت ہے وہ جائز ہے آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے: کہ قرآن سات اَحرف پر نازل کیا گیا ہے۔ اَظہر بات یہ ہے کہ سبعہ سے مراد کثرت ہے حصر نہیں۔''

مزید اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

”قال ابن عبد البرّ والباقلاني و آخرون: هذا وكأنه عليه الصلاة والسلام كشف له أن القراءة المتواتر تستقر في أمته على سبع وهي الموجودة الآن المتفق على تواترها والجمهور على أن ما فوقها شاذ لا يحل القراءة به.“

''ابن عبد البر، باقلانی اور دیگر نے کہا کہ یہ ایسا ہے گویا حضور ﷺ پر کشف ہوا کہ قراءت متواتر میری اُمت میں سات ہوں گی، جو کہ ابھی موجود ہیں اور جن کا متواتر ہونا متفق علیہ ہے۔ جمہور اس طرف گئے ہیں کہ جو اس سے زیادہ ہیں ان کے ساتھ قراءت قرآن حلال نہیں۔''

مزید تواتر کا معنی لکھتے ہیں کہ تواتر سے کیا مراد ہے:

”حديث نزول القرآن على سبعة أحرف ادعى أبوعبيدة تواتره لأنه ورد من رواية أحد وعشرين صحابياً ومراده التواتر اللفظي، وإما تواتره المعنوي فلا خلاف فيه.“

[مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، کتاب فضائل القرآن باب اختلاف القراءت وجمع القرآن: ۵/۹۰،۹۱]

''نزول القرآن علی سبعة أحرف کے بارے میں ابوعبید نے تواتر کا دعویٰ کیا ہے، کیونکہ یہ اکیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مروی ہے اور اس سے ان کی مراد تواتر لفظی ہے جبکہ اس حدیث کے تواتر معنوی میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔''

یہاں تک تو بحث تھی سات حروف اور قراءات کے تواتر کی اور جہاں تک تعلق ہے ان میں سے کسی قراءات کے اِنکاری کا تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ قراءاتِ سبعہ میں سے اگر کوئی کسی ایک کا اِنکار کرتا ہے تو اس کے منکر کو کافر نہیں کہا جائے گا کیونکہ قراءاتِ سبعہ ضروریات دین میں سے نہیں ہیں۔ الفتاویٰ الحدیثیة میں شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر رحمہ اللہ سے اس طرح کا سوال کیا گیا لہٰذا وہ سوال اور جواب دونوں نقل کیے جاتے ہیں:

”هل القراء ات ذات السبع متواتر مطلقاً او عندالقراء فقط، وهل إنكار تواترها كفر أم لا؟

فأجاب بقوله: هي متواتر عند القراء وغيرهم، واختار بعض أئمة متأخرين المالكية إنها متواترة عند القراء لا عموما، وإنكار تواترها صرح بعضهم بأنه كفر، واعترضه بعض أئمتهم، فقال: لا يخفى على من اتقى الله وفهم ما نقلناه عن الأئمة الثقات من اختلافهم في تواترها وطالع كلام القاضي عياض من أئمة الدين أنه قول غير صحيح، هذه مسألة البسملة اتفقوا على عدم التكفير بالخلاف في إثباتها ونفيها والخلاف في تواتر وجوه القرأة مثله أو أيسر منه، فكيف يصرح فيه بالتكفير، وبتسليم تواترها عموماً وخصوصاً ليس ذلك معلوماً من الدين بالضرورة، والاستحلال والتكفير إنما يكون بإنكار المجمع عليه المعلوم من الدين بالضرورة والإستدلال على الكفر بأن إنكار تواترها يؤدي إلى عدم تواتر القرآن جملة مردود.“ [الفتاویٰ الحدیثیة: ۳۱۹،۳۲۰]

''یہ سوال کہ: کیا قراءاتِ سبعہ مطلقاً متواتر ہیں یا فقط قراء کے نزدیک متواتر ہیں اور آیا ان کا اِنکار کفر ہے یا نہیں؟''

اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: یہ قراء کے اور بعض دیگر علماء کے نزدیک متواتر ہیں اور بعض متاخر ائمہ مالکیہ نے اس بات کو پسند کیا کہ یہ صرف قراء کے ہاں متواتر ہیں نہ کہ عموماً۔ اور اس تواتر کے منکر کے بارے میں بعض علماء نے کفر کی صراحت کی ہے، لیکن بعض ائمہ نے کفر کہنے پر اعتراض کیا اور فرمایا: یہ بات ایسے شخص پر پوشیدہ نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور ثقہ ائمہ کے قراءات کے تواتر میں اختلاف کو سمجھتا ہے جو ہم نے نقل کیا اور جو علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ کے کلام پر مطلع ہوا، جو ائمہ دین سے ہیں، ان کا (قراءاتِ سبعہ کے اِنکار کو کفر قرار دینے کا) قول درست نہیں۔ اس مسئلے کی حیثیت 'بسم اللہ' کی طرح ہے۔ جس کے قرآن کا جزء ہونے کے اِثبات اور نفی کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ لیکن تمام علماء (یعنی، جو اس کے جزء قرآن ہونے کے قائل ہیں اور جو نہیں ہیں، ان دونوں کی) عدم تکفیر پر متفق ہیں اور قراءات کی وجوہ میں اختلاف یا تو اس کی مثل ہے یا اس سے بھی آسان ہے تو پھر اس میں کفر کی صراحت کیونکر کی جائے گی؟ اور اگر قراءات کا تواتر عموماً اور خصوصاً تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر بھی یہ ضروریات دین میں سے نہیں ہے، (جن کے اِنکار پر مطلقاً تکفیر کی جاتی) کیونکہ تکفیر تو اس میں ہوتی ہے جس کا ضروریات دین سے ہونا معلوم ہو اور وہ مجمع علیہ (جس پر سب کا اتفاق) ہو اور کوئی اس کا اِنکار نہ کرے۔ اور قراءاتِ سبعہ کے منکر کو کافر قرار دینے کے لیے اس طرح اِستدلال کرنا کہ کسی وجہ قراءات کا اِنکار کرنا قرآن کے عدم تواتر کی طرف لے جاتا ہے۔ (قرآن کا انکار ہے) تو یہ جملہ مردود ہے۔''

ان مذکورہ قراءاتِ سبعہ کا ضروریاتِ دین سے نہ ہونا اس بات سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ فقہاءِ کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جو قراءات لوگوں میں معروف نہ ہو، وہ قراءت نہ کی جائے تا کہ وہ اس کا انکار کر کے گمراہی میں مبتلا نہ ہوں۔

- صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ساتوں قراءات جائز ہیں مگر اولیٰ یہ ہے کہ عوام جس سے نا آشنا ہوں وہ نہ پڑھے، کہ ان میں اُن کے دین کا تحفظ ہے'' [بہارِ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت: ۳/۱، باب: قرآن مجید پڑھنے کا بیان: ص ۱۹۱]

ضروریاتِ دین کا معاملہ تو یہ ہوتا ہے کہ ان کی حفاظت اور اُن پر عمل کرنا عام مسلمانوں کو بھی معلوم ہوتا ہے: مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور نفس قرآن، مسلمان کو مسلمان کہنا اور کافر کو کافر کہنا، شعائر اللہ کی تعظیم کرنا وغیرہ سب ضروریاتِ دین سے ہیں۔ اگر کوئی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا منکر ہے کہ یہ فرض ہی نہیں، تو وہ کافر ہے، اس لیے کہ اُس نے ضروریات دین کا اِنکار کیا۔لہٰذا اگر قراء ات کا تواتر ضروریات دین سے ہوتا تو فقہاء کرام سے کس طرح اُمید کی جاسکتی ہے کہ وہ لوگوں میں غیر معروف قراء ات سے منع کریں گے، پس معلوم ہوا کہ یہ تواتر قراء کے نزدیک ہے اور یہ ضروریات دین سے نہیں ہے اور اس کا منکر کافر نہیں ہے۔ اگر قراء اتِ سبعہ کا اِنکار کرنے والا جاہل ہو تو اس کو سمجھایا جائے اور اگر بے دینی یا ہٹ دھرمی کی بنا پر انکار کرتا ہو تو وہ گمراہ بے دین اور اہلسنت سے خارج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ	الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح
غلام مرتضیٰ مظہری	مفتی جمیل احمد نعیمی	مولانا مفتی منیب الرحمٰن	ابوالحسنین مفتی محمد وسیم اختر

دارالافتاء فیضان شریعت

زیر انتظام: سیلانی ویلفیئر انٹرنیشنل ٹرسٹ

جامع مسجد حسام الحرمین، مارٹن روڈ، تین ہٹی، کراچی

محترم جناب ڈاکٹر حافظ حسن مدنی حفظہ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ!

قراءاتِ متواترہ سے متعلق آنجناب کی تحریر ملی، آپ کے سوالوں کے جوابات تحقیق و تفصیل طلب ہیں، جس کے لیے طویل دورانیہ چاہئے، جبکہ آنجناب کا تقاضا فوری جواب کا ہے اس لیے ان تین سوالوں کے بارے میں مختصراً تحریر کیا جاتا ہے:

قراءاتِ عشرہ ساری کی ساری متواتر ہیں (اگرچہ قراءاتِ سبعہ کے تواتر پر تو اجماع و اتفاق ہے اور قراءاتِ ثلاثہ کے تواتر میں کسی قدر اختلاف ہے، ”كما صرح به حكيم الأمة العلامة اشرف على التهانوى فى تنشيط الطبع: ۷،۱۵“ قرآن مجید کی قراءتوں کا تواتر سے مروی ہونا ہی کافی ہے الگ سے دلیل کی ضرورت نہیں، کیونکہ فرمان ایزدی ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾[الحجر:۹]

نیز اثباتِ قراء ات، حدیث 'سبعہ احرف' پر موقوف نہیں (بلکہ تواتر ہی کافی ہے، ”وفي شرح الطيبة لأبي قاسم النويري: ضابط كل قرائة تواتر نقلها، ووافقت العربية مطلقاً ورسم المصحف ولو تقديراً فهي من الأحرف السبعة، وما لا تجتمع فيه فشاذ.“[۱/۱۲۳] اور اَقوال شاذہ سے قراء اتِ متواترہ کی نفی عقل اور نقل کے خلاف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک منکر قراءات کے حکم کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

اِنکار قراءات کا حکم

① قرآن یا اس کے کسی جزو کا اِنکار کفر ہے۔
② کوئی اگر بعض قراءتوں کو تسلیم کرتا ہو مثلاً روایت حفص کو مانتا ہو اور دیگر کا انکار کرتا ہو تو اس میں مندرجہ ذیل شقیں ہیں:

الف: کسی محقق کے نزدیک دیگر قراءتوں کا تواتر ثابت نہ ہو، اِس وجہ سے اِنکار کرتا ہو اس پر تکفیر نہ ہوگی۔
ب: اس کو دیگر قراءتوں کا تواتر سے ثابت ہونا معلوم نہ ہو جیسا کہ عام طور پر عوام کو دیگر قراءتوں کا علم نہیں ہوتا اور صرف ان ہی لوگوں کو ان کا علم ہوتا ہے جو ان کو پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوں، ایسی لاعلمی کی وجہ سے انکار پر بھی تکفیر نہ کی جائے گی، البتہ ایسے شخص کو حقیقت حال سے باخبر کیا جائے گا۔
ج: تواتر تسلیم ہونے کے بعد بھی انکار کرے تب بھی تکفیر نہیں کی جائے گی، کیونکہ حقیقتاً یہ تواتر ضروری و بدیہی نہیں بلکہ نظری و حکمی ہے جس کے اِنکار پر تکفیر نہیں کی جاتی، البتہ یہ سخت گمراہی کی بات ہے۔[فقہی مضامین:۱۱۸]

وللتفصیل فلیراجع الیٰ:

① شرح الطیبہ لأبی قاسم النویری رحمہ اللہ ② دِفاع قراءات از قاری طاہر رحیمی صاحب رحمہ اللہ
③ مقدمہ شرح سبعہ قراءات از اِمام القراء محی الاسلام پانی پتی رحمہ اللہ

الجواب صحیح — کتبہ

اَحقر محمود اَشرف غفراللہ لہ — خلیل الرحمٰن غفراللہ لہ

بندہ اِس جواب سے متفق ہے۔ قراءاتِ عشرہ کا انکار بڑی گمراہی ہے، لیکن جیسا کہ میں جناب مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی صاحب کے نام ایک خط میں لکھ چکا ہوں، کہ قراءت حفص کے سواکسی اور قراءت میں قرآن کریم کے نسخے تیار کرکے چھاپنا 'ہمارے علاقے' میں بالکل مناسب نہیں ہے کہ اس سے تشویش فکر اور اِنتشار کا اَندیشہ ہے۔ رسم عثمانی میں تمام قراءات کی گنجائش پہلے سے موجود ہے۔ اس لیے اس طرح کا کام جس سے انتشار ہو، اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ أعلم

محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ

دارالافتاء، دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

جواب: قرآن کریم اللہ جل شانہ کا کلام برحق ہے۔ جہاں اس پر عمل کرنا اُمت کے لیے لازم ہے وہاں اس کو تجوید و صحت لفظی کے ساتھ پڑھنا فرائض دین میں سے ہے۔ کسی کتاب کو بشمول کتب اَحادیث کے اس کے مخارج کے ساتھ پڑھنا لازم نہیں۔ مگر قرآن کریم کی امتیازی شان ہے کہ اس کو اس کے صحیح مخارج کے ساتھ پڑھنا لازم ہے۔
حضور ختمی مرتبت صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ کے فرائض منصبی میں جہاں تعلیم کتاب، تشریح آیات وتزکیہ قلوب شامل ہے وہاں آپ کے فرائض منصبی میں تلاوت آیات وطریق قراءت بھی داخل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کما قال اللہ تعالیٰ شانہ:

﴿يَتْلُوا عَلَيْهِمْ ءَايٰتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾[آل عمران:١٦٤]

ماہنامہ 'رُشد' کے ذِمہ داران نے علم قرآن کے اس پہلو کو، جو علوم القراءات سے تعلق رکھتا ہے اور اُمت کی بے اعتنائی کا شکار ہے، سامنے رکھ کر 'رُشد' کا قراءات نمبر جاری کیا جس کی جلد دوم میرے پیش نظر ہے۔

میں اس شاندار کارنامے پر ادارے کے ہر مخلص ساتھی کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی یہ علمی و دینی کاوش قبول فرمائے اور اُمت مسلمہ کو قرآن مجید کی کماحقہ تلاوت وذوق مطالعہ کی طرف متوجہ فرمائے۔ آمین

مفتی محمد ابراہیم القادری الرضوی

خادم دار العلوم اہل سنت و جماعت غوثیہ رضویہ سکھر

جواب: غالباً ۱۵ رنومبر ۲۰۰۹ء سے ایک دو دن پہلے جامعہ لاہور الاسلامیہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ 'رُشد' کا علم قراءات پر خاص نمبر اور مروّجہ قراءاتِ قرآنیہ کے متعلق ایک استفتاء بھی موصول ہوا، ماہنامہ میں قراءات پر اچھے خاصے تحقیقی مضامین اور فتاویٰ جات موجود ہیں۔ ہم نے جامعہ دار العلوم کراچی کے فتوے سے اِتفاق کیا ہے، جو درج ذیل ہے۔

قراءاتِ عشرہ ساری کی ساری متواتر ہیں (اگرچہ قراءاتِ سبعہ کے تواتر پر تو اجماع واتفاق ہے اور قراءاتِ ثلاثہ کے تواتر میں کسی قدر اختلاف ہے۔ كما صرح به حكيم الأمة العلامة أشرف علي تهانوي في تنشيط الطبع [ص:۷،۱۵] قرآن مجید کی قراءتوں کا تواتر سے مروی ہونا ہی کافی ہے، الگ سے دلیل کی ضرورت نہیں، کیونکہ فرمان ایزدی ہے: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ ﴾[الحجر:۹] نیز اثبات قراءات حدیث سبعہ اَحرف پر موقوف نہیں (بلکہ تواتر ہی کافی ہے) وفي شرح الطيبة لأبي قاسم النويري: [ضابط] كل قراءة تواتر نقلها ووافقت العربية مطلقا ورسم المصحف ولو تقديرا فهي من الأحرف السبعة وما لا تجتمع فيه فشاذ. [ج:۱،ص۱۲۳] اور اقول شاذہ اور فاذہ سے قراءات متواترہ کی نفی عقل اور نقل کے خلاف ہے۔

جہاں تک منکر قراءات کے حکم کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب لکھتے ہیں:

① قرآن یا اس کے کسی جزو کے انکار کا حکم کفر ہے۔

② کوئی اگر بعض قراءتوں کو تسلیم کرتا ہو مثلاً روایت حفص کو مانتا ہو اور دیگر کا انکار کرتا ہو تو اس میں مندرجہ ذیل شقیں ہیں:

الف: کسی محقق کے نزدیک دیگر قراءتوں کا تواتر ثابت نہ ہو، اس وجہ سے انکار کرتا ہو اس پر تکفیر نہ ہوگی۔

ب: اس کو دیگر قراءتوں کا تواتر سے ثابت ہونا معلوم نہ ہو، جیسا کہ عام طور پر عوام کو دیگر قراءتوں کا علم نہیں ہوتا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف ان ہی لوگوں کو ان کا علم ہوتا ہے جو ان کو پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوئے ہوں، البتہ ایسے شخص کو حقیقت حال سے باخبر کہا جائے گا۔

ج: تواتر تسلیم ہونے کے بعد بھی اِنکار کرے تب بھی تکفیر نہیں کی جائے گی، کیونکہ حقیقتاً یہ ضروری و بدیہی نہیں بلکہ نظری و حکمی ہے جس کے انکار پر تکفیر نہیں کی جاتی، البتہ یہ سخت گمراہی کی بات ہے۔[فقہی مضامین:۱۱۸]

وللتفصيل فليراجع إلیٰ:

① شرح الطیبۃ لابي قاسم النویری رحمہ اللہ ② دفاع قراءات از حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی رحمہ اللہ

③ مقدمہ شرح سبعہ قراءات اَز امام القراء محی الاسلام پانی پتی واللہ أعلم بالصواب

اَحقر ذوالفقار علی

دارالافتاء جامعہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، ٹنڈوالہ یار (سندھ)

جواب: قرآن کریم کی قراءاتِ عشرہ متواترہ ہیں، جن کے نقل پر اَز صحابہ تا مؤلفین کتب اتنی بڑی تعداد میں راوی حضرات موجود ہیں جن کا حصر ناممکن ہے۔ خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف لہجوں اور طریقوں سے قرآن کریم پڑھنے کی اِجازت عطا فرمائی جس کی تفصیل علامہ جزری رحمہ اللہ کی النشر في القراءات العشر وغیرہ میں موجود ہے۔ اس بارے میں ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

«إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ». [صحیح البخاري:۴۹۸۸]

’’یعنی قرآن کریم سات احرف پر نازل ہوا، جو طریقہ بھی آسان لگے اس کے مطابق پڑھو۔‘‘

رہی بات اس ثبوت کی کہ ہر قراءت کسی سند سے منقول ہے یا نہیں، تو اس کا ثبوت علمائے قراءت کے پاس مختلف کثیر اَسانید کی صورت میں موجود ہے، اوراس سے اَندازہ ہوتا ہے کہ اَحادیث کی سندیں الگ ہیں اور قراءت کی سندیں الگ ہیں اور یہی سندیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ قراءاتِ متواترہ ہیں۔ البتہ آسانی کی غرض سے متأخرین علماء (مثلاً دانی رحمہ اللہ وغیرہ) نے دو، دوراوی ہر قاری کے منتخب کرکے ان کی روایات کو زیادہ پھیلایا تاکہ لوگ بآسانی مختلف قراءات کو یاد کرسکیں اور اس تفصیل سے واضح ہوگیا کہ جو ان قراءات کا اِنکار کرے وہ بالاجماع گمراہ ہے اور صراط مستقیم سے ہٹا ہوا ہے۔ واللہ أعلم.

مفتی حماد رضا نوری

دارالعلوم احسن البرکات

شارع مفتی محمد خلیل خان برکاتی

نزد ہوم اسٹیڈ ہال، حیدرآباد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: قراءاتِ سبعہ کا متواتر ہونا باجماع اُمت ثابت ہے۔اس کا اِنکار موجب ِکفر وضلالت ہے اور بقیہ قراء ات ثلاثہ کے متواتر ہونے میں قدرے اختلاف (۱) ہے۔

⦿ فتاویٰ شامی میں ہے:

”القرآن الذي یجوز به الصلاۃ بالإتفاق هو المضبوط في مصاحف الأئمة التي بعث بها عثمان إلی الأمصار وهو الذي أجمع علیه الأئمة العشرۃ وهذا هو المتواتر جملة وتفصیلاً، فما فوق السبعة إلی العشرۃ غیر شاذ، وإنما الشاذ ما وراء العشرۃ، وهو الصحیح...... الخ “[۴۷۶/۱۱]

شرح فقه ا لأکبر میں ملاعلی قاری فرماتے ہیں:

”أو أنکر آیة من کتاب الله أو عاب شیئاً من القرآن ......

قلت وکذا کلمة أو قراءۃ أو زعم أنها لیست من کلام الله تعالیٰ کفر یعني إذا کان کونه من القرآن مجمعاً علیه...... الخ“[شرح فقه الأکبر:۲۰۵]

والله تعالیٰ أعلم بالصواب وعلمه أتم وأحکم

عبده محمد محمد جان النعیمی عفی عنه

دارالافتاء، دارالعلوم مجدّدیہ نعیمیہ،

ملیر کراچی پاکستان

نوٹ: (۱) اختلاف کا حوالہ نہیں دیا گیا جبکہ ذیل کے فتاوی میں قراءات عشرہ کو متواتر کہا گیا ہے۔(ادارہ)

جواب: قرآن کریم اللہ جل شانہ کا کلام برحق ہے۔ جہاں اس پر عمل کرنا اُمت کے لیے لازم ہے وہاں اس کو تجوید وصحت لفظی کے ساتھ پڑھنا فرائض دین میں سے ہے۔کسی کتاب کو بشمول کتب اَحادیث کے اس کے مخارج کے ساتھ پڑھنا لازم نہیں۔مگر قرآن کریم کی امتیازی شان ہے کہ اس کو اس کے صحیح مخارج کے ساتھ پڑھنا لازم ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرائض منصبی میں جہاں تعلیم کتاب، تشریح آیات وتزکیہ قلوب شامل ہے وہاں آپ کے فرائض منصبی میں تلاوت آیات وطریق قراء ت بھی داخل ہے۔ کما قال الله تعالیٰ جل شأنه:

﴿ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ ﴾ [آل عمران:۱۶۴]

ماہنامہ ’رُشد‘ کے ذِمہ داران نے علم قرآن کے اس پہلو کو جو علوم القراء ات سے تعلق رکھتا ہے اور اُمت کے بے اعتنائی کا شکار ہے۔سامنے رکھ کر ’رُشد‘ کا قراء ات نمبر جاری کیا جس کی جلد دوم میرے پیش نظر ہے۔

میں اس شاندار کارنامے پر اِدارے کے ہر مخلص ساتھی کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی یہ علمی ودینی کاوش قبول فرمائے اور اُمت مسلمہ کو قرآن مجید کی کماحقہ تلاوت وذوق مطالعہ کی طرف متوجہ فرمائے۔آمین

مفتی محمد ابراہیم القادری الرضوی

خادم دارالعلوم اہل سنت وجماعت غوثیہ رضویہ، سکھر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: قرآن مجید کے اَنوار وتجلیات سے قلب و ذہن تب منور ہو سکتے ہیں جب اس کتاب مقدس کو صحت لفظی کے ساتھ پڑھا جائے اور اس مقصد کے حصول کے لیے تجوید وقرات کے مسلمہ اصولوں سے آشنائی ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے۔ قرآن مجید میں اِرشاد خداوندی ہے۔ ﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْءَانَ تَرْتِيلًا ﴾ [المزمل:۴] اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے متعدد اِرشادات بھی تجوید وقراءات کی اَہمیت پر شاہد ہیں۔ بلا شبہ اس سلسلہ میں ماہنامہ 'رُشد' کے ذمہ داران کی یہ کاوش لائق صد تحسین ہے۔

جو شخص تجوید اور قرات کی اہمیت سے اِنکاری ہے وہ گمراہ ہے اور اس کا انکار محض ہٹ دھرمی ہے۔

واللہ تعالیٰ أعلم

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی

دارالافتاء، جامعہ اسلامیہ العربیہ أنوار العلوم، ملتان

——————*

جواب: مروّجہ قراءاتِ عشرہ کا نہ صرف یہ کہ اَسانید صحیحہ مشہورہ سے ثبوت ہے بلکہ یہ سب کی سب متواتر ہیں۔ اگرچہ قراءاتِ سبعہ کے تواتر پر تو اُمت کا اجماع واتفاق ہے اور قراءاتِ ثلاثہ کے تواتر میں کسی قدر اختلاف ہے جیسا کہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے 'تنشیط الطبع' میں صراحت فرمائی ہے اور جو شخص ان میں سے کسی ایک کا بھی بلا تاویل مطلقاً اِنکار کرے تو وہ متواتر اور مجمع علیہ بات کا منکر ہوگا۔ یہ سخت گمراہی وضلالت کی بات ہے اس سے ایمان جانے کا بھی خطرہ ہے۔

شرح الفقہ الأکبر میں ہے:

''فالمتواتر لا یجوز إنکاره لأن الأمة الإسلامیة قد اجمعت علیه. وتوتر القرائات من الأمور الضروریة التي یجب العلم بها.'' [شرح الفقه الأکبر للقاري:١٦٧]

واللہ أعلم بالصواب .

الجواب صحیح

مولانا مفتی عبدالباری

محمد عبداللہ یوسفی

دارالافتاء جامعہ ادارۃ الفرقان، اللہ والی مسجد

بندر روڈ، سکھر

——————*

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: اِدارہ رُشد کی طرف سے جاری کردہ فتویٰ کے مندرجات چونکہ اُصول شرعیہ کے مطابق ہیں، اس لیے ہمیں اس سے اتفاق ہے۔مزید یہ کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ موجودہ دور کے ملحدین جیسے تمنا عمادی اور جاوید احمد غامدی وغیرہ (جنہوں نے قراءتِ سبعہ کے تواتر کا اِنکار کیا ہے) کا ردّ ہونا چاہئے اور ملحدین کے اس فتنہ کا قلع قمع ہونا چاہئے؟ آپ کی یہ کوشش وسعی لائق صد تحسین ہے اور اس نکتہ پر ہم آپ کی بھرپور تائید کرتے ہیں، بلکہ اس سلسلے میں ہمارے شیخ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کے خلیفہ اَجل اور سلسلہ پانی پتی کے اُستاذ الاساتذہ حضرت مولانا قاری محمد طاہر صاحب رحیمی قدس سرہ نے 'دفاع قراءت' نامی کتاب میں تمنا عمادی کی اس یاوہ گوئی کا بھرپور علمی انداز میں تعاقب فرمایا ہے، لیکن اگر آپ کا مقصد یہ ہو کہ اس طرح کی کوشش سے قراءت مختلفہ پر مشتمل متن قرآن شائع کرنے کی راہ ہموار کی جائے...... جیسا کہ ہم نے کئی ایک حضرات سے سنا بلکہ ہمارے پاس اس قسم کے متعدد سوالات بھی آ چکے ہیں۔ تو اس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا۔ اس لیے کہ پوری چودہ سوسالہ تاریخ میں اُمت مسلمہ نے اس طرح کا کوئی کام نہیں کیا اور نہ ہی اس کو مفید سمجھا، بلکہ جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک رسم پر قرآن کریم کو مرتب کرایا تھا اور بقیہ تمام لغات کے مصاحف کو اٹھوا دیا تھا ہم بھی رسم عثمانی کی حد تک متن قرآن کی اشاعت کو کافی سمجھتے ہیں، ہاں یہ دوسری بات ہے کہ کتب قراۃ وتجوید میں اس تحقیق کو زندہ رکھا جائے۔

والله أعلم بالصواب

سعید احمد جلال پوری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ، پرانی نمائش، کراچی

جواب: صورتِ مسئولہ میں آج کل جو مروّجہ قراءات ہیں ان میں بعض کو قراءات سبعہ کہا جاتا ہے اور بعض کو قراءات عشرہ کہا جاتا ہے، جو قراءات ہم تک پہنچی ہیں ان میں بعض متواتر ہیں، بعض مشہور اور بعض احاد وشاذ کی حد تک پہنچ چکی ہیں، جہاں تک قراءات سبعہ کا تعلق ہے تو یہ قراءِ سبعہ سے ثابت ہیں البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت جمہور کے نزدیک حد تواتر تک نہیں پہنچا ہے، جبکہ بعض تواتر کے قائل ہیں، رہی بات قراءاتِ عشرہ کی تو اگرچہ یہ تواتر سے ثابت نہیں مگر اس کا ثبوت حد شہرت کو پہنچا ہوا ہے۔

◉ علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اعلم أن القاضي جلال الدين البلقيني قال: القرائة تنقسم إلى المتواتر وأحاد وشاذ، فالمتواتر القرائت السبعة المشهورة والأحاد قرائت الثلاثة التي هي تمام العشر ويلحق بها قرأة الصحابة، والشاذ قرأة التابعين. ...... وأحسن من تكلم في هذا النوع إمام القرائة في زمانه شيخ شيوخنا أبوالخير بن الجزري، قال في أول كتابه النشر: كل قرائة وافقت العربية ولو بوجه ووافقت أحمد المصاحف العثمانية ولو احتمالا وصح سندها فهي القرائة الصحيحة التي لا يجوز ردها ولا يحل إنكارها، بل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هي من الأحرف السبعة التي نزل بها القرآن ووجب على الناس قبولها سواء كانت عن الأئمة السبعة أم عن العشرة أم عن غيرهم من الأئمة المقبولين . ... قال الداني: وأئمة القرائة لا تعمل في شيء من حروف القرأن على الإفشاء واللغة والأقيس في العربية، بل على الأثبت في الأثر والأصح في النقل وإذا ثبتت الرواية لم يردها قياس عربية ولا فشو لغة لأن القرائة سنة متبعة يلزم قبولها والمصير إليها." [الإتقان في علوم القرآن:١/ ١٦٤، ١٦٥، النوع الثاني والعشرون، معرفة التواتر والمشهور والآحاد]

قرآن کا سات حروف پر نازل ہونا بخاری ومسلم وغیرہ کی صحیح احادیث سے ثابت ہے جو معنیٰ متواترہ ہیں ان سات حروف کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت کے متعدد طریقے ہیں اوران سب پر تلاوت جائز ہے۔

⦿ امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"إن ابن عباس حدثه أن رسول الله ﷺ قال: «أَقْرَأَنِي جِبْرِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيْدُهُ وَيَزِيْدُنِي حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ» . ... وفيه أيضا: قال رسول الله ﷺ: «كَذٰلِكَ أُنْزِلَتْ أَنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ"

[بخاری شریف:۲/ ۷۴۶، باب أنزل القرآن على سبعة أحرف]

⦿ مفتی محمد امجد علی اعظمی لکھتے ہیں:

''قرآن کی سات قراءتیں سب سے زیادہ مشہور اور متواتر ہیں ان میں کہیں اختلاف معنیٰ نہیں، وہ سب حق ہیں اس میں اُمت کے لیے آسانی یہ ہے کہ جس کے لیے جو قراءت آسان ہو وہ پڑھے اور حکم یہ کہ جس ملک میں جو قراءت رائج ہے عوام کے سامنے وہی پڑھی جائے جیسے ہمارے ملک میں قراءت عاصم بروایت حفص، کہ لوگ ناواقفی کی وجہ سے انکار کریں گے اور یہ معاذ اللہ کلمہ کفر ہوگا۔'' [بہار شریعت، ج ۱۲، حصہ اوّل، عقائد متعلقہ نبوت، شیخ غلام علی لاہور]

الحاصل یہ کہ صورت مسئولہ میں جو قراءتیں متواتر ومشہور ہیں ان کے انکار کی گنجائش نہیں، اِنکار سے کفر کا اندیشہ ہے بلکہ بعض علماء نے اس اِنکار کو کفر قرار دیا ہے۔ والله أعلم بالصواب .

محمد منور شاہ عفی عنہ

ناظم آباد، کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی☆

قراءاتِ عشرہ کا تواتر اور حدیثِ سبعہ اَحرف کی تشریح

قراءات نمبر دوم میں مسلمانوں کے جمیع مکاتب فکر کے جید علماء کرام سے قراءات کے بارے میں حاصل ہونیوالے فتاویٰ شائع کیے گئے تھے، کچھ فتاویٰ تاخیر سے پہنچے جو 'حجیت قراءات...... ضمیمہ فتاویٰ جات' کے عنوان سے شمارہ ہذا کی زینت ہیں، ان میں سے جناب مفتی عبدالقدوس ترمذی حفظہ اللہ کا تفصیلی فتویٰ اہمیت کے پیش نظر الگ سے شائع کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی قرآن کریم اور قراءات کے بارے دینی حمیت کو قبول فرمائے۔[ادارہ]

الحمدلله رب العلمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وأصحابه أجمعين، أما بعد:

جامعة لاهور الإسلامية کا مراسلہ مکتوب گرامی مع فتویٰ بابت قراءاتِ عشرہ موصول ہوا، اَحقر نے اسے بغور پڑھا، جناب فاضل مجیب حفظہ اللہ کے اس مؤقف سے اَحقر کو مکمل اِتفاق ہے کہ قراءاتِ سبعہ بلکہ عشرہ، متواتر ہیں اور یہ سب قرآن کریم ہیں۔ جہاں تک قراءاتِ عشرہ کے تواتر اور ان کے قرآن ہونے کا مسئلہ ہے تو یہ اس قدر بدیہی اور واضح ہے کہ اس میں کسی کا بھی اِختلاف نہیں ہے، قراءاتِ عشرہ بلا شبہ قرآن ہیں اور اِن کا نماز میں پڑھنا بلا اختلاف جائز ہے، ان کی حجیتِ تواتر / اِجماع سے ثابت ہے۔ اس قطعی اور بدیہی نظریہ پر اگرچہ مزید کسی کلام یا دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہیں لیکن تکمیل موضوع کے طور پر چند ضروری اُمور ذکر کیے جاتے ہیں جن سے قراءاتِ عشرہ کے تواتر اور ان کے قرآن ہونے پر مزید روشنی پڑے گی اور حدیث ''أنزل القرآن على سبعة أحرف'' [صحيح البخاري: ۴۹۹۰] کی پوری وضاحت بھی آ جائے گی۔ واللہ الموفق.

ضابطہ قراءات

ضابطہ قراءات کے متعلق شیخ القراء حضرت قاری محی الاسلام رحمہ اللہ 'شرح سبعہ قراءات' میں تحریر فرماتے ہیں:

''جو قراءت عربیت کے موافق ہو، اگرچہ یہ موافقت بوجہ ہو، اور مصاحفِ عثمانیہ میں سے کسی ایک کے مطابق ہو، خواہ یہ مطابقت اِحتمالاً ہو، اور سند صحیح متصلہ سے ثابت اور ائمہ فن کے یہاں مشہور ہو، وہ قراءۃ صحیحہ اور ان احرف سبعہ میں سے ہے جن پر قرآن نازل ہوا۔ محقق کہتے ہیں جو قراءت اس طرح ثابت ہو اُس کا اِنکار جائز نہیں بلکہ مسلمانوں پر اس کا قبول کرنا واجب ہے خواہ ائمہ سبعہ کی قراءات میں سے ہو یا عشرہ کی یا مافوق عشرہ کی، اور اگر ان اَرکانِ ثلاثہ میں سے کوئی رکن مختل ہو جائے تو وہ ضعیف، شاذ اور فاسد و باطل ہے خواہ سبعہ میں سے ہو یا مافوق سبعہ سے، تمام محققین ائمہ سلف و خلف اس تعریف کو صحیح کہتے ہیں۔ ابوعمرو دانی رحمہ اللہ، ابومحمد مکی رحمہ اللہ اور مہدوی رحمہ اللہ نے یہی تصریح کی ہے۔ باقی تمام متقدمین کا بھی یہی مذہب ہے اور ان میں سے کوئی بھی اِسکے خلاف نہیں۔ ابوشامہ رحمہ اللہ المرشد الوجیز میں کہتے ہیں:

☆ صدر دارالافتاء ومہتمم جامعہ حقانیہ، سرگودھا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہر اس قراءۃ کو جو ائمہ سبعہ کی جانب منسوب ہو اور صحیح کہلاتی ہو اسے اسی وقت منزل من اللہ اور صحیح کہہ سکتے ہیں جب وہ اس ضابطہ میں آ جائے......الخ'' [ص:۱۰۴]

قرآن میں جو کچھ روایت کیا جاتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں:

① جس میں اَرکان ثلاثہ مجتمع ہوں اس کی صحت وصدق پر قطعی حکم لگایا جائے گا اور اس کو پڑھا جائے گا، کیونکہ بلحاظ مصحف وہ اِجماع سے لی گئی ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

② آحاد (ثقہ) سے منقول ہو اور عربیت کی کسی وجہ کے مطابق ہو مگر رسم کے خلاف ہو۔ اس کو قبول کیا جائے گا مگر پڑھا نہیں جائے گا، کیونکہ

اَوّلاً: تو اس کو اِجماع سے نہیں آحاد سے لیا گیا ہے اور خبرِ واحد سے قرآن ثابت نہیں ہوسکتا۔

ثانیاً: وہ اس کے خلاف ہے جس پر اِجماع ہو چکا ہے لہٰذا اس کی صحت کا قطعی حکم نہیں دیا جا سکتا۔ اور جس کی صحت کا حکم نہ کریں اس کو قرآن میں پڑھ نہیں سکتے اور نہ اِس کا منکر کافر ہے مگر بلا شک اِنکار بُرا ہے۔

③ لغت وعربیت سے، جس پر قرآن نازل ہے، بہر وجہ خلاف اگر ثقہ سے مروی ہو، وہ نہ قبول کی جائے گی اور نہ پڑھی جائے گی۔ [ص:۱۰۶]

◉ نیز محقق کہتے ہیں:

''بعض متاخرین نے صحتِ قراءۃ کے لیے رسم وعربیت کی موافقت کے ساتھ تواتر کی شرط لگائی ہے اور صحتِ سند کو کافی نہیں سمجھا وہ کہتے ہیں کہ تواتر کے بغیر قرآن ثابت نہیں ہوسکتا مگر ان لوگوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ جب کوئی حرف تواتر سے ثابت ہوجائے تو اس کے لیے نہ عربیت کی موافقت کی شرط ہے اور نہ رسم کی مطابقت کی بلکہ اس کا قبول کرنا بلا شرط واجب ہے، کیونکہ وہ قطعاً قرآن ہے لیکن جب ہم حروف کے لیے تواتر کی شرط لگا دیں تو قراءِ سبعہ کی بہت سی اختلافی وجوہ مرتفع ہوجائیں گی پہلے میرا بھی یہی خیال تھا مگر جب مجھے اس کی خرابی معلوم ہوئی تو میں نے ائمہ سلف کی رائے کی جانب رجوع کرلیا۔......الخ''

نتیجہ بحث یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں:

◉ باجماع متواتر۔

② ایک جماعت کے نزدیک متواتر کی پہلی قسم میں کوئی اِختلاف نہیں ہوسکتا اور دوسری قسم جن حضرات کو تواتراً پہنچی اُن کے طرق کا اس پر اِجماع ہونا چاہئے، ان دونوں اَقسام کے حروف کیلئے نہ عربیت کی موافقت کی شرط ہے اور نہ رسم کی مطابقت کی، مگر ناممکن ہے کہ یہ عربیت کی کسی وجہ اور رسم کے اِحتمالاً مطابق نہ ہوں اور اگر بالفرض محال خلاف ہوں تب بھی کوئی پرواہ نہیں۔

③ صحیح ومشہور، جن کو حضور نبی کریم ﷺ سے ثقات و ضابط و عادل بسندِ متصلہ روایت کریں اور ائمہ فن کے نزدیک مشہور ہو مگر تواتر کی حد کو نہ پہنچی ہو۔ اس کو اسی شرط سے قبول کیا جائے کہ وہ اس ضابطہ کے موافق ہو ورنہ ضعیف وشاذ و باطل ہے۔ کَمَا مَرَّ

جمہور اہلِ اَدا اور اَکثر ائمہ قراءۃ نیز فقہا وغیرہ کے نزدیک قراءۃِ شاذہ سے نماز درست نہیں بلکہ شاذ کو قرآن اعتقاد کرکے یا بایہام قرآنیت پڑھنا بھی حرام ہے۔ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے تمہید میں اس پر اِجماع نقل کیا ہے۔ مدوّنہ میں کہتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’جو شخص حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھتا ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں اگر کوئی پڑھ لے تو اِعادہ کرے۔ یہی ابن شاسی رحمہ اللہ اور ابن حاجب رحمہ اللہ کہتے ہیں لیکن اَحکام شرعیہ اور اَدبیت کے لحاظ سے اُن کا پڑھنا اور مدوّن کرنا جائز ہے۔ الخ [ص:۱۰۹]

حدیثِ سبعہ اَحرف کی تفصیلی بحث

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی: «إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ».

[صحيح البخاري: ۴۹۹۸] حدیثِ متواتر ہے اور محقق ابن الجزری رحمہ اللہ نے اس پر مستقل رِسالہ تحریر فرمایا ہے اس حدیث پاک کو حضرت عمر، حضرت ہشام بن حکیم بن حزام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت اُبی بن کعب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت اَبو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت اَبوسعید خدری، حضرت حذیفہ بن الیمان، حضرت اَبوبکرہ، حضرت عمرو بن العاص، حضرت زید بن اَرقم، حضرت اَنس بن مالک، حضرت سمرۃ بن جندب، حضرت عمر بن اَبی سلمہ، حضرت اَبوجہم، حضرت اَبوطلحہ اور حضرت اُم اَیوب اَنصاریہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رِوایت کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک روز منبر پر کھڑے ہو کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہا میں اِن حضرات کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اَلفاظ سنے ہوں «إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ» وہ کھڑے ہوجائیں۔ اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتنی بڑی جماعت مسجد میں کھڑی ہوگئی کہ جس کی گنتی نہیں ہوسکتی اور سب نے اس پر گواہی دی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی اِس پر گواہ ہوں۔

اَحادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست پر اُمت کی سہولت کے واسطے قرآن کریم اَحرفِ سبعہ پر نازل فرمایا تھا کہ ہر بوڑھا، بچہ، مرد، عورت اپنے اپنے لغت پر تلاوت کرسکے۔ علامہ دانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق قراءت کا ایک معنی لغات بھی ہے۔ اکثر محققین اور اَہل اَدا کے نزدیک اَحرف کا مقصد لغات مختلفہ ہیں، اور یہ صواب معلوم ہوتا ہے مگر اس پر اِجماع ہے کہ ہر حرف سات طرح نہیں پڑھا جاتا اور اس پر بھی اِجماع ہے کہ اس کا مدلول قراءِ سبعہ مشہورہ کی قراءات نہیں ہیں، جیسا کہ عوام میں مشہور ہے۔ نیز اس پر بھی اِجماع ہے کہ ان کی قراءاتِ اَحرف سبعہ میں داخل ہیں، چونکہ عرب کی لغات فصیحہ سات تھیں، اس لیے اُنہیں اَحرفِ سبعہ سے تعبیر کیا گیا جب کہ بعض کے نزدیک خاص عدد مراد نہیں بلکہ کثرت مراد ہے۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اَحرف سبعہ سے مراد قراءِ سبعہ کی قراءات ہیں۔ یہ وہم ہے، کیونکہ قراءِ سبعہ کا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ اَقدس میں کوئی وجود نہیں تھا۔ حضرت ابن عامر رحمہ اللہ (۲۱ھ) میں، امام ابن کثیر رحمہ اللہ (۴۵ھ) میں، امام عاصم رحمہ اللہ بھی اس کے قریب، حضرت امام نافع رحمہ اللہ (۷۰ھ) میں اور حضرت امام کسائی رحمہ اللہ تقریباً (۱۱۹ھ) میں پیدا ہوئے، ابن عامر رحمہ اللہ نے کبار تابعین رحمہم اللہ اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور حضرت اِمام عاصم رحمہ اللہ نے کبار تابعین رحمہم اللہ سے حضرت ابن کثیر رحمہ اللہ نے تابعین رحمہم اللہ اور صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اِمام نافع رحمہ اللہ نے تابعین رحمہم اللہ سے ابوعمرو حمزہ نے تابعین رحمہم اللہ کے آخری طبقہ سے اور حضرت امام کسائی رحمہ اللہ نے تبع تابعین رحمہم اللہ سے قراءات پڑھیں اور ان حضرات کا زمانہ باعتبار اکثر دوسری صدی کا دور ہے۔ حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے دور میں ان کی قراءات موجود نہ تھیں۔

قراءاتِ سبعہ جن پر شاطبی نے اِقتصار کیا اور قراءاتِ ثلاثہ یعنی اَبوجعفر و یعقوب و خلف رحمہم اللہ کی قراءتیں متواترہ، معلومہ اور ضرورتِ دین سے ہیں اور اسی طرح ہر وہ حرف جس کو عشرہ میں سے کوئی روایت کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر منزل من اللہ اور ضروریاتِ دین سے ہے۔ اور یہ قراءات صرف انہی اَشخاص کے لیے متواتر نہیں ہیں جنہوں نے ان کو روایۃً پڑھا ہو بلکہ ہر مسلمان کے لیے، جو کلمہ ''أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ'' کہے خواہ ایسا عامی ہو جس نے قرآن کا ایک حرف بھی نہ پڑھا ہو، متواتر ہیں۔ [ص:۱۲۴]

عنایاتِ رحمانی میں اِمام القراء حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمہ اللہ اِرشاد فرماتے ہیں:

علامہ دانی رحمہ اللہ، اکثر محققین اور جمہور اہل اَدا کی رائے کے مطابق سات حروف سے سات لغات مراد ہیں، ان کے خیال کے مطابق ان سات قراء سبعہ کی قراءتیں مراد نہیں ہیں، کیونکہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات حروف کی حدیث اِرشاد فرمائی تھی اس وقت قراءِ سبعہ تو پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، ان کی قراءتوں کو سب سے پہلے چوتھی صدی میں ابوبکر ابن مجاہد رحمہ اللہ نے جمع کیا، قراءِ سبعہ کی قراءتیں بھی ان سات حروف میں داخل ہیں۔'' [ص۲۹، ج۱]

حضرت علامہ ظفر اَحمد عثمانی رحمہ اللہ اپنے رسالہ 'تشنیف السمع بمعنی الأحرف السبع' میں رقمطراز ہیں:

الف جبریل علیہ السلام نے اولاً ایک ہی طریقہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھایا۔

ب پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ اُمت کو بھی اسی طریقہ پر قرآن پڑھائیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست کی کہ میری اُمت پر آسانی کی جائے میری اُمت اس سے عاجز ہے۔ تو سات طریقوں سے پڑھنے کی اِجازت دی گئی۔ یہ درخواست حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ پہنچ کر ہجرت کے بعد کی ہے، جبکہ اہلِ عرب اِسلام میں کثرت سے داخل ہونے لگے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہجرت سے پہلے صرف ایک ہی طریقہ پر قراءات تھی۔

ج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ میں اُمی قوم کی طرف مبعوث ہوا ہوں جن میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے لکھا پڑھا نہیں، اور ان میں بوڑھی عورتیں، بوڑھے مرد اور لڑکے اور لڑکیاں بھی ہیں (جو اپنی زبان کو جلدی نہیں بدل سکتے)۔

د اَب یہ گفتگو باقی رہی کہ سبعہ اَحرف (یعنی ان سات طریقوں) سے کیا مراد ہے، جن کی ہجرت کے بعد اِجازت دی گئی، اور وہ طریقہ کون سا تھا جس پر اَوّلاً قرآن نازل ہوا، سو محققین اُمت کا قول یہ ہے کہ قرآن اَوّلاً قریش کے لغت پر نازل ہوا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کی زبان تھی چنانچہ قرآن میں بھی اِرشاد ہے۔

﴿ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ﴾ [ابراهيم:۴]

'' ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اس کی قوم کی ہی زبان میں تاکہ اُن کو سمجھا سکے''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم قریش تھی، پس ضرور ہے کہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہو اور حدیث میں بھی حضرت عمرو حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا قول موجود ہے کہ قرآن لغتِ قریش میں نازل ہوا ہے۔

پس اَوّلاً قرآن کا نزول لغتِ قریش میں ہوا اور ہجرت سے پہلے چونکہ اِسلام لانے والے زیادہ تر اَہل مکہ تھے جو سب قریش تھے یا قریش کی زبان میں تکلم کرنے والے تھے، اس لیے عرب کے دوسرے لغات میں پڑھنے کی ضرورت نہ تھی، پھر ہجرت کے بعد چونکہ دوسرے قبائل عرب بھی اِسلام میں داخل ہونے لگے تھے اور گو تمام قبائل عرب کی مشترک زبان عربی تھی، مگر تلفظ واعراب میں بہت کچھ اِختلاف تھا مثلاً قریش 'حَتّٰى حِيْنٍ' کو حاء سے پڑھتے تھے اور ھذیل 'عَتّٰى حِيْنٍ' عین کے ساتھ پڑھتے تھے، قریش ﴿ إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴾ [الکوثر:۱] پڑھتے، اور بعض قبائل 'أَعْطَيْنَا' کو 'أَنْطَيْنَا' پڑھتے یعنی بجائے عین کے نون اَدا کرتے تھے، لغتِ قریش میں حروف مضارع کو فتح یا ضمہ ہوتا ہے بعض قبائل ان کو کسرہ سے پڑھتے تھے مثلاً: 'تَعْلَمُوْنَ' کو 'تِعْلَمُوْنَ' کہتے، لغت قریش میں ہمزہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ایک حرف ہے اور بعض قبائل ہمزہ بالکل اَدا نہ کرتے تھے، (اور اس اِختلاف کی نظیر ہر زبان میں موجود ہے، مثلاً دہلی اور لکھنو کی اُردو زبان میں اختلاف ہے، ایک کھارا پانی کہتا ہے ایک کھاری پانی بولتا ہے، کوئی میٹھا دہی کہتا ہے کوئی میٹھی دہی، اسی طرح کسی جگہ چھاچھ بولتے ہیں کہیں مٹھا کسی جگہ چھالیہ بولتے ہیں کہیں ڈلی یا سپاری کہتے ہیں، دہلی والے عموماً ھاء کو یاء بولتے ہیں، مثلاً میں جاریا تھا میں یہ کہہ ریا تھا اور لکھنو والے اس طرح نہیں بولتے) اور قاعدہ ہے کہ مادری زبان کا دفعتہً بدل جانا دشوار ہے، گو پوری کوشش اور اِہتمام سے کام لیا جائے تو ممکن ہے، مگر قدرے دشوار ضرور ہے خصوصاً ایسی قوم کے لیے جس میں لکھنے پڑھنے کا رواج بالکل نہ ہو، بلکہ محض سننے سنانے پر مدار ہو۔ اور ان کے یہاں قرآن کا مدار محض اسی پر تھا، لکھنے پڑھنے والے بہت کم تھے، بس جتنا قرآن جس کے پاس تھا وہ حفظ ہی میں تھا، اور اس حالت میں دوسرے قبائل اپنے تلفظ ہی کے موافق قرآن کو پڑھتے تھے دفعتہً لغت قریش اور تلفظ قریش کو اَدا نہ کرسکتے تھے (جیسا کہ لکھنو والا دفعتاً دلّی کے محاورات میں گفتگو نہیں کرسکتا، اگر وہ اُردو کا کوئی مضمون لکھ کر دیکھ کر نہ پڑھے بلکہ یادداشت سے پڑھے تو ضرور اپنے لکھنوی تلفظ اور محاورات سے اس کو اَدا کرے گا، ہاں کوشش کے ساتھ یاد کرنے سے بہت جگہ دہلی کے محاورات کو ملحوظ رکھنا ممکن ہے، لیکن کہیں کہیں اس کی مادری زبان کا تلفظ بھی ضرور اَدا ہوگا۔

اس لیے حضور ﷺ نے اس سے درخواست کی کہ چونکہ اَہلِ عرب زیادہ تر اُمی ہیں اور اُن کے تلفظ واعراب مختلف ہیں تو دفعتہً سب کو لغتِ قریش کا مکلّف کرنے میں اَندیشہ ہے کہ ان سے ان میں کوتاہی ہوگی اور اس کوتاہی کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہوں گے، اس لیے اس میں توسیع فرمائی جائے، چنانچہ درخواست منظور ہوئی اور سات طریقوں سے قرآن پڑھنے کی اِجازت دی گئی اور ان سات طریقوں سے مراد قبائل عرب کی سات لغات ہیں، جن کے نام بھی روایات میں مذکور ہوئے ہیں، یعنی اس کی اِجازت دی گئی کہ جو شخص لغتِ قریش میں قرآن کا تلفظ نہ کرسکے وہ ان قبائل میں سے کسی قبیلہ کے تلفظ میں قرآن کے الفاظ کو اَدا کرلیا کرے اور غالبًا سات لغات میں اِنحصار اس لیے کیا گیا کہ ان کے سوا دوسرے قبائل کا تلفظ فصیح نہ تھا، یا یہ کہ ان قبائل کے تلفظ کے تابع دوسرے قبائل تھے، اس لیے زیادہ توسیع کی ضرورت نہ تھی، اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ لغتِ قریش کے علاوہ جو چھ لغات ان میں تھے ان میں حقیقتہً قرآن کا نزول نہیں ہوا، بلکہ حقیقی نزول لغتِ قریش میں تھا، مگر چونکہ سہولت کے لیے دوسرے چھ قبائل کے تلفظ میں بھی قرآن پڑھنے کی اِجازت دے دی گئی تھی اس لیے حکماً وہ بھی منزل من اللہ ہوگئے۔

”فكل ما ورد فيه أن القرآن أنزل على سبعة أحرف ، أو قال لرجلين قراءتهما مختلفة هكذا أنزلت محمول على التوسع في الكلام بطريق التجوز ، أي أن كلها منزلة حكماً . “

نیز رِوایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان سات لغات میں پڑھنا ہر شخص کی رائے پر نہ تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ سے سن کر پڑھنے کی اِجازت تھی، حضور ﷺ نے خود دوسرے لغات میں پڑھا کر بتلایا تھا کہ لغتِ قریش کے سوا ان لغات میں اس طرح بھی پڑھنا جائز ہے۔

ھـ بخاری کی حدیث میں ’ فاقرءوا ما تيسر منه‘ سے مفہوم ہوتا ہے کہ لغت قریش کے علاوہ دوسری لغات میں پڑھنا واجب نہ تھا صرف جائز تھا اور اس کا منشاء وہی ہے کہ دوسرے لغات کی اِجازت سہولت اور تیسیر کے لیے دی گئی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم تھا کہ قرآن کا نزول اَوّلاً لغتِ قریش میں ہوا ہے اور ہجرت سے پہلے زمانہ قیامِ مکہ میں تیرہ سال تک ایک ہی قراءت اور ایک ہی لغت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھایا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک ہی لغت میں مسلمانوں کو قرآن سکھلایا، پھر مدینہ میں ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں توسع کی درخواست کی جو منظور ہوئی، ان سب اُمور کو صحابہ جانتے تھے کہ قرآن کی اَصلی لغت ،قریش کی لغت ہے اور دوسری لغات کی اِجازت عارضی بغرض تیسیر ہے اور جو حکم عارضی کسی خاص غرض کے لیے ہوتا ہے وہ حصولِ غرض تک محدود ہوتا ہے، پس جب غرض حاصل ہوگئی اور اہلِ عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج ہوگیا، ادھر دوسرے قبائل کا اِختلاط بھی قریش سے زیادہ ہوگیا اور اب سب کو لغتِ قریش میں قرآن پڑھنا آسان ہوگیا ہے، ادھر یہ دیکھا گیا کہ جن لغات میں قرآن پڑھنے کی اِجازت ،سہولت وتیسیر کے لیے دی گئی تھی اب ان کا باقی رکھنا موجبِ اختلاف اور سبب فتنہ بن رہا ہے کہ دوسرے قبائل کے لوگ اپنے ہی طریقہ کو صحیح اور دوسرے طریقوں کو غلط کہتے ہیں اور ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں تو صحابہ نے اِجماع کے ساتھ اس پر اِتفاق کرلیا کہ اب دوسری قراءتوں کو باقی رکھنا مناسب نہیں، بلکہ قرآن کو صرف لغت قریش پر جمع کرنا چاہیے، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تمام اَجلّہ صحابہ کے اتفاق سے صرف ایک قراءت اور ایک ہی لغت پر قرآن جمع کیا گیا کہ یہی قرآن کی اصلی زبان تھی اور بقیہ زبان میں قرآن کا پڑھنا بند کردیا گیا کہ وہ عارضی زبان تھی جو خاص غرض کے لیے جائز کی گئی تھی اور اب وہ غرض حاصل ہوگئی۔

ز اِس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ اَحرف سبعہ سے مراد وہ قراءاتِ سبعہ نہیں ہیں جو اس وقت قراء میں رائج اور شاطبیہ وغیرہ میں مدوّن ہیں، کیونکہ یہ قراءاتِ سبعہ سب کے سب لغت قریش کے موافق ہیں، دوسرے لغات عرب ان میں موجود نہیں ہیں۔ رہا یہ سوال کہ لغت قریش میں قراءاتِ سبعہ کیوں ہیں، ایک ہی قراءت کیوں نہ ہوئی، سو اللہ تعالیٰ کے اسرار کو پوری طرح کون سمجھ سکتا ہے۔ لیکن محققین کی برکت سے جو حکمت معلوم ہوتی ہے اس کو عرض کرتا ہوں۔ اس میں ایک حکمت تو یہ ہے کہ تھوڑے لفظوں میں بہت سے اَحکام بیان ہوجاتے ہیں، اگر اختلاف قراءات نہ ہوتا تو اس حکم کے لیے جو قراءات کے اِختلاف سے ظاہر کیا گیا ہے، مستقل آیت نازل ہوتی، اور اس طرح قرآن بھی انجیل وتورات کی طرح ضخیم کتاب کی صورت اِختیار کرجاتا، اور قرآن کے حفظ میں دشواری ہوجاتی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے بہت سے اَحکام کو ایک ہی آیت میں چند قراءتیں نازل کرکے بیان فرما دیا۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ قرآن کو معجزہ قرار دیا گیا تھا اور بلغاء وفصحاء عرب سے اس کی نظیر کا مطالبہ کیا گیا تھا اور عام طور پر انسان کے کلام بلیغ وفصیح کا حال یہ ہے کہ اگر اس میں کچھ تغیر کیا گیا تو اس کی فصاحت وبلاغت میں فرق آجاتا ہے، اور یہ تو ضرور ہے کہ تغیر کے بعد دونوں میں ایک درجہ کی بلاغت نہیں رہتی بلکہ ایک میں فصاحت زیادہ دوسرے میں کم ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہمت پست کرنے کے لیے قرآن میں بعض الفاظ کو کئی کئی طرح استعمال فرمایا اور دکھلا دیا کہ کسی کی فصاحت وبلاغت میں ذرہ برابر فرق نہیں اور جس طرح بھی پڑھا جائے ہر حالت میں یہ کلام معجزہ ہے اور یقیناً یہ اَمر متکلم کی اعلیٰ درجہ کی قدرت کلامی کی دلیل ہے کہ وہ فصاحت وبلاغت پیدا کرنے میں ایک ہی طرز کا محتاج نہیں بلکہ وہ کئی کئی طرح تکلم کرکے بھی کلام کو ایک ہی درجہ پر فصیح وبلیغ رکھ سکتا ہے۔ رہا یہ کہ وہ خاص خاص اَلفاظ کہاں کہاں قرآن میں وَارِد ہیں تو اس کے معلوم کرنے کی ضرورت اب نہیں رہی، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کے زمانہ میں تمام اَہل عرب قرآن کو لغتِ قریش میں پڑھنے پر قادر ہوگئے تھے اور یہ حالت دیکھ کر صحابہ نے قرآن کو لغت قریش ہی پر جمع کیا اور بقیہ لغات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جمع نہیں کیا بلکہ ان میں قرآن کے پڑھنے سے لوگوں کو روک دیا گیا، کیونکہ اس کی اِجازت عارضی تھی اور اب ضرورت باقی نہیں رہی جیسا کہ اُوپر تفصیل کے ساتھ اس کے دلائل مذکور ہوچکے، قراءات منزل من اللہ صرف ایک تھی، یعنی لغتِ قریش اور حضورﷺ کی درخواست سے جو دوسرے لغات عرب میں قراءت کی اجازت مل گئی ان کو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے حضورﷺ نے بیان فرما دیا اس لیے وہ بھی حکماً منزل تھیں، حقیقۃً ان کا نزول نہیں ہوا، اور نہ ان کے نزول کی ضرورت تھی، کیونکہ اہلِ عرب خود جانتے تھے کہ اس لفظ کو قریش کس طرح بولتے ہیں اور دوسرے قبائل کس طرح۔ نیز حضورﷺ بھی تمام لغات عرب سے واقف تھے کہ وہ کہاں کہاں قریش کے تلفظ سے اختلاف رکھتے ہیں اوراس پر یہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے برابر مخلوق کا کلام نہیں ہوسکتا، پھر کلام الٰہی میں حضورﷺ نے کیوں دخل دیا، کیونکہ حضورﷺ کا یہ دخل خدا تعالیٰ کی اجازت سے تھا، اور اس دخل کا حاصل یہ نہیں تھا، کہ کلام الٰہی میں زیادت یا کمی کی گئی، بلکہ کلام الٰہی کے الفاظ میں دوسرے قبائل کو اِجازت دی گئی کہ وہ ان کو اپنے تلفظ کے موافق اَدا کر لیں، (جیسا کہ ہندوستانی مسلمانوں کو اجازت ہے کہ جب تک ان کا تلفظ صحیح ہو اس وقت تک الحمد کو الھمد اور انعمت کو انأمت اور غیر المغضوب علیھم والضالین کو غیر المغذوب علیھم والدوالین پڑھ لیں اور ہر شخص جانتا ہے کہ ہندوستانی مسلمان اپنے غلط تلفظ میں بھی کلام الٰہی کو ہی پڑھتے ہیں، کوئی اور کتاب نہیں پڑھتے، یہی حال اس تلفظ کا تھا جس کی اِجازت حضورﷺ کی دعا سے ہوئی کہ سات لغات میں قرآن کو پڑھ لو، اِتنا فرق ہے کہ اہلِ عرب کے تلفظ میں کہیں لفظ بدلتا تھا، کہیں اِعراب بھی بدلتے تھے۔

رہا یہ سوال کہ قراءات منزل من اللہ میں کیا تکلیف تھی الخ، تو اس سوال کا جواب ہمارے ذِمہ نہیں، کیونکہ رسول اللہﷺ نے اس تکلیف کا احساس فرمایا اور اس کو تکلیف سمجھا، ہمیں اگر اس کا احساس نہ ہو تو ہمیں اس کے سمجھنے کی بھی ضرورت نہیں، لیکن پھر بھی میں نے تبرعاً اس کی اُوپر مثال لکھ دی کہ جیسے دہلی والوں کے لیے لکھنؤ کا تلفظ اِختیار کرلینا دفعتاً سہل نہیں، یہی حال قبائلِ عرب کا تھا، رہا یہ کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرۃ:۲۸۶] تو حق تعالیٰ نے اس تکلیف کا لحاظ کیوں نہیں فرمایا، کہ حضورﷺ کی دعا کی ضرورت ہوئی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک لغت میں سب قبائل کا قرآن پڑھنا گو دشوار تھا مگر قدرت واختیار سے باہر نہ تھا اگر قدرت واختیار سے باہر ہوتا تو بعد میں سب کو لغت قریش کیونکر آسان ہوگیا اور یقیناً جو کام انسان ایک مہینہ کے بعد کرسکتا ہے وہ پہلے دن بھی اس کے اختیار سے باہر نہیں گو پہلے دن میں اس کا بجا لانا زیادہ دشوار ہو، پس حق تعالیٰ کا حکم ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرۃ: ۲۸۶] کے خلاف ہرگز نہ تھا البتہ حضورﷺ نے اس میں زیادہ سہولت کی درخواست کی۔ اور اگر فرض کرلیا جائے کہ لغتِ قریش کا دفعۃً سیکھ لینا دیگر قبائل کی قدرت سے خارج تھا تب بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرۃ: ۲۸۶] کے خلاف نہ تھا، کیونکہ اس صورت میں ایک قراءت کے واجب ہونے کا حاصل یہ ہوتا کہ جب تک یہ قراءت صحیح طور پر حاصل نہ ہو اس وقت تک نمازیں درست نہ ہوں گی، بعد میں ان نمازوں کی قضا واجب ہوگی اور یہ قدرت سے باہر نہ تھا ہاں اُمت پر گرانی ہوتی، حضورﷺ نے اس کو رفع کرنے چاہا۔ یا اس کا حاصل یہ ہوتا کہ جو قبائل قرآن کو قریش کے تلفظ میں ادا نہیں کرسکتے وہ جب تک قریش کے تلفظ کو نہ سیکھ لیں اس وقت تک خود قرآن نہ پڑھیں، نہ ایسا شخص اِمام بنے، بلکہ ان قبائل کو چاہیئے کہ وہ کسی قریشی مسلمان کو اپنے یہاں لے جاکر رکھیں، اس سے قرآن سنا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں اور اسی کو امام بنایا کریں۔ یہ قدرت سے باہر تو نہ تھا مگر گراں ضرور تھا۔ حضورﷺ نے اس مشکل کے رفع کی درخواست کی، جیسا کہ پچاس نمازوں سے پانچ تک تخفیف کی درخواست کی تھی ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرۃ: ۲۸۶] کے خلاف وہ حکم بھی نہ تھا، کیونکہ پچاس نمازیں قدرت سے باہر نہیں ہاں گرانی ضرور ہوتی اسی طرح اس کو سمجھو۔ [امداد الاحکام: ص۲۶۳ تا ۲۶۷، ص۲۶۹ تا ۲۷۱]

اَحرفِ سبعہ سے متعلق ایک دوسرا نظریہ

حضرت علامہ عثمانی رحمہ اللہ کی بیان کردہ اس تفصیل سے قراءاتِ عشرہ کی حجیت وقطعیت اور قرآنیت واضح ہے اور ساتھ ہی حدیثِ سبعہ اَحرف کی جو تشریح آپ نے فرمائی ہے اس کی روشنی میں یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اس سے مراد مختلف قبائل کی لغات ہیں۔ قرآن کریم کا حقیقی نزول اگرچہ ایک ہی لغت، لغت قریش پر ہوا لیکن اُمت کی تیسیر اور آسانی کے لیے اُنہیں اِبتدا میں دیگر لغات میں پڑھنے کی اِجازت بھی دے دی گئی تھی، اس طرح ان کا نزول حکماً تھا۔ بعد میں جب تمام قبائل کے لیے لغتِ قریش میں پڑھنا ممکن ہوا تو باقی لغات میں تلاوت کی اِجازت منسوخ کردی گئی اور صرف لغت قریش میں پڑھنے کا حکم باقی رکھا گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت سے لغت قریش میں ہی جمع فرمایا۔ قراءتِ سبعہ وعشرہ یہ سب اسی لغت قریش پر ہی ہیں۔ حضرت علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ وغیرہ کی طرف بھی یہی نظریہ منسوب ہے کہ حضرت عثمان رحمہ اللہ کے مصحف میں صرف ایک حرف پر قرآن کریم کو جمع فرمایا گیا ہے اور باقی حروف باقی نہیں رہے لیکن حضرت امام مالک رحمہ اللہ، علامہ ابن قتیبہ رحمہ اللہ، علامہ ابوالفضل راسی رحمہ اللہ، قاضی اَبوبکر رحمہ اللہ، ابن طیب رحمہ اللہ، اِمام ابوالحسن اَشعری رحمہ اللہ، قاضی عیاض رحمہ اللہ، علامہ ابن حزم رحمہ اللہ، علامہ اَبوالولید باجی رحمہ اللہ، حضرت امام غزالی رحمہ اللہ، ملا علی قاری رحمہ اللہ (محقق اعظم فی القراءات محمد بن الجزری رحمہ اللہ) جیسے علمائے کرام نے اس نظریے سے شدید اختلاف کیا ہے اور وہ اس پر متفق ہیں کہ ساتوں حروف آج بھی محفوظ اور باقی ہیں۔ عرضۂ اَخیرہ کے وقت جتنے حروف باقی رہ گئے تھے ان میں سے کوئی نہ منسوخ ہوا نہ اُسے ترک کیا گیا بلکہ محقق ابن الجزری رحمہ اللہ نے اپنے اس قول کو اپنے سے پہلے علماء کا مسلک قرار دیا ہے۔ علمائے متاخرین میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، حضرت اَنور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے نیز مصر کے مشہور مفتی علامہ محمد بخیت مطیعی رحمہ اللہ، علامہ حضرت دمیاطی رحمہ اللہ، شیخ عبدالعظیم زرقانی رحمہ اللہ نے بھی اس کو اِختیار کیا ہے لہٰذا دلائل سے قطع نظر محض شخصیات سے بھی یہ قول بڑا وزنی ہے۔ [علوم القرآن: ص۱۳۶]

سبعہ اَحرف اور اختلافِ قراءات کے متعلق بحث کرتے ہوئے حضرت محقق العصر علامہ محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ رقم طراز ہیں:

> ’’پورے ذخیرۂ اَحادیث میں ہمیں کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں ملی جس سے یہ ثابت ہو کہ قرآن کریم کی تلاوت میں دو قسم کے اختلافات تھے، ایک سات حروف کا اختلاف اور دوسرے قراءتوں کا اختلاف۔ اس کے بجائے بہت سی رِوایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ایک چیز ہیں، کیونکہ ایک ہی قسم کے اختلاف پر بیک وقت ’اختلاف قراءت‘ اور ’اختلافِ اَحرف‘ دونوں اَلفاظ کا اختلاف کیا گیا ہے۔
>
> مثال کے طور پر حضرت اُبي بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
>
> ”كنت بالمسجد، فدخل رجل يصلي فقرأ قراءة أنكرتها عليه، ودخل آخر فقرأ قراءة سوى قراءة صاحبه، فلما قضينا الصلوة، دخلنا جميعا على رسول الله ﷺ. فقلت: إن هذا قرأ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قراءة أنكرتها عليه، ودخل آخر، فقرأ قراءة سوىٰ قراءة صاحبه، فأمرهما رسول الله ﷺ فقرءا فحسن النبي ﷺ شأنهما فسقط في نفسي من التكذيب ولا إذ كنت في الجاهلية، فلما رأى رسول الله ﷺ ما قد غشيني، ضرب في صدري ففضت عرقا، وكأنما أنظر إلى الله فرقا. فقال لي: «يَا أُبَيُّ! إِنَّ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفٍ، فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ، اِقْرَأْهُ عَلٰى حَرْفَيْنِ، فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِي، فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ، اِقْرَأْهُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ.» [صحيح مسلم: ٨٢٠]

''میں مسجد میں تھا کہ ایک شخص داخل ہوکر نماز پڑھنے لگا، اس نے ایک ایسی قراءت پڑھی جو مجھے اجنبی معلوم ہوئی، پھر ایک دوسرا شخص آیا اس نے پہلے شخص کی قراءت کے سوا ایک اور قراءت پڑھی، پس جب ہم نے نماز ختم کرلی تو ہم سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے، میں نے عرض کیا اس شخص نے ایک ایسی قراءت پڑھی ہے جو مجھے اجنبی معلوم ہوئی، پھر ایک دوسرا شخص آیا اس نے پہلے شخص کی قراءت کے سوا ایک دوسری قراءت پڑھی، اس پر آپ ﷺ نے دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا، ان دونوں نے قراءت کی تو حضور ﷺ نے دونوں کی تحسین فرمائی، اس پر میرے دل میں تکذیب کے ایسے وسوسے آنے لگے کہ جاہلیت میں بھی ایسے خیالات نہیں آئے تھے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے میری حالت دیکھی تو میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے میں پسینہ میں شرابور ہوگیا اور خوف کی حالت میں مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے اللہ کو دیکھ رہا ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اُبی میرے پروردگار نے میرے پاس پیغام بھیجا تھا، کہ میں قرآن کو ایک حرف پر پڑھوں، میں نے جواب میں درخواست کی کہ میری اُمت پر آسانی فرمایئے، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ پیغام بھیجا کہ میں قرآن دو حرفوں پر پڑھوں، میں نے جواب میں درخواست کی کہ میری اُمت پر آسانی فرمایئے، تو اللہ تعالیٰ نے تیسری بار پیغام بھیجا کہ میں اسے سات حرفوں پر پڑھوں۔''

اِس روایت میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ دونوں اَشخاص کے اختلاف تلاوت کو بار بار اختلافِ قراءت سے تعبیر فرما رہے ہیں اور اسی کو آنحضرت ﷺ نے سات حروف کے اختلاف سے تعبیر فرمایا ہے۔ اس سے صاف واضح ہے کہ قراءت کے اختلاف اور حروف کے اختلاف کو عہدِ رسالت میں ایک ہی چیز سمجھا جاتا تھا اور اس کے خلاف کوئی دلیل ایسی نہیں جو دونوں کی جداگانہ حیثیت پر دلالت کرتی ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور جب قراءات کا محفوظ ہونا تواتر اور اِجماع سے ثابت ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اَحرفِ سبعہ آج بھی محفوظ ہیں۔

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ حروفِ سبعہ کا جتنا حصہ عرضۂ اَخیرہ کے وقت باقی رہ گیا تھا وہ سارے کا سارا عثمانی مصاحف میں محفوظ کرلیا گیا تھا اور وہ آج تک محفوظ چلا آتا ہے، نہ اسے کسی نے منسوخ کیا اور نہ اس کی قراءت ممنوع قرار دی گئی۔ [علوم القرآن: ص۱۳۸ تا ۱۴۰]

اس پورے بیان سے معلوم ہوگیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مصاحف عثمانیہ میں حرف ولغت قریش کے علاوہ دیگر لغات واَحرف کو بالکلیہ منسوخ نہ فرمایا تھا بلکہ صرف بالجزئیہ فقط اُنہی لغات کو موقوف فرمایا تھا جو قریش کے ہاں معتبر ومتداول و مستعمل نہ تھے۔ باقی بالأغلبیہ ان احرف ولغات ستہ کو یقیناً ثابت و باقی رکھا تھا جو قریش کے نزدیک معتبر ومتداول و مستعمل تھے۔ نیز اس تقریر سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ محض سطحی نظر سے جو بعض علمائے کرام یہ فرما دیا کرتے ہیں کہ عہدِ عثمانی میں صرف ایک ہی لغت باقی رہ گیا تھا اور باقی سب لغات ختم ہوگئے تھے، اس لیے آج اختلاف قراءات کی گنجائش نہیں، یہ بات سراسر خلافِ واقعہ ہے، کیونکہ جملہ قراءات عشرہ لغت قریش اور باقی لغات ستہ فصیحہ معتبرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عند قریش کی روشنی میں عرضۂ اَخیرہ والے سبعہ لغات وسبعہ وجوہ اِختلافِ قراءات کے مطابق مدوّن ہوئی ہیں، جو حضور ﷺ نے آخری سال وفات میں حضرت جبریل امین علیہ السلام کے ساتھ ماہ رمضان المبارک میں فرمایا تھا۔ اس مضمون کی مزید تفصیلات وتحقیقات ناچیز راقم کی تازہ ترین تالیف 'دفاعِ قراءات' میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

ایک شبہ اور اُس کا جواب

شبہ یہ ہے کہ علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ کے بقول دورِ عثمانی میں سبعہ اَحرف میں سے صرف ایک قریشی حرف ہی کو باقی رکھا گیا تھا اور باقی غیر قریشی چھ اَحرف کو موقوف قرار دے دیا گیا تھا پھر سبعہ اَحرف کی بقائیت کا قول کیونکر درست ہوا؟

الجواب: طبری رحمہ اللہ نے جمع عثمانی میں سبعہ اَحرف میں سے جو صرف ایک ہی حرف قریش کے بقاء کا قول کیا ہے طبری رحمہ اللہ کے یہاں راجح اور آخری تحقیق کے مطابق اس کا مقصد یہ ہے کہ ابتدائے اِسلام میں بدوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رِعایت رکھتے ہوئے سات کلمات ولغات کی حد تک ہم معنی متبادل کلمہ ولغت پڑھنے کی اِجازت تھی۔ لیکن پھر اَوّلاً حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں یہ اِجازت ختم کردی گئی اس کے بعد ثانیاً جمع عثمانی کے وقت ان ستہ مترادفات کی منسوخیت کی مزید اِشاعت وتشہیر کی گئی اَب خاص اس ایک ہی قریشی کلمہ مترادفہ کے پڑھنے کی اجازت ہے جس کے مطابق اَوّلاً قرآن کریم نازل ہوا تھا مثلاً ھلمّ کی جگہ تعال پڑھنے کی اِجازت قطعاً موقوف قرار دے دی گئی۔ علامہ طبری رحمہ اللہ قطعاً اس کے قائل نہیں کہ 'سبعہ لغات غیر مترادفات' اور 'سبعہ وجوہ واَنواعِ اختلاف قراءت' میں سے بھی صرف ایک ہی قریشی لغت اور صرف ایک ہی اختلافی وجہ قراءت پڑھنے کی اجازت ہے اور باقی چھ لغات اور چھ اختلاف وجوہ قراءات ختم کردی گئی ہیں۔ اس کی قوی ترین دلیل یہ ہے کہ علامہ طبری رحمہ اللہ نسخ مترادفات ستہ کے باوجود اختلافِ قراءات کے یقیناً قائل ہیں۔ جیسا کہ

① تفسیر طبری میں مختلف قراءات کا تذکرہ موجود ہے۔

② نیز طبری مقدمہ کتاب المبانی ص ۲۳۰ میں فرماتے ہیں:

”إن القراءات التي تختلف بها المعاني صحيحة منزلة من عند الله ولكنها خارجة من هذه السبعة الأحرف .“

یہ سب قراءات جن میں معانی بھی مختلف ہوجاتے ہیں صحیح اور منجانب اللہ نازل شدہ ہیں، لیکن بایں ہمہ یہ ان سبعہ اَحرف (بمعنی کلمات مترادفہ مختلفۃ المادۃ) سے خارج وجداگانہ ہیں۔

③ نیز خود طبری قراءۃِ حمزہ اور رِوایت ورش بطورِ خاص پڑھا پڑھایا کرتے تھے۔ [مقدمہ تفسیر طبری ص ۱۴]

④ بلکہ طبری نے 'الجامع' نامی ایک بڑی کتاب قراءات پر تالیف کی جس میں بیس سے زائد قراءات کا تذکرہ کیا ہے۔ [النشر: ۱/۳۴]

ظاہر ہے کہ یہ تمام قراءتیں 'سبعہ لغاتِ غیر مترادفہ' اور 'سبعہ اَنواع اِختلاف قراءات' کی روشنی ہی میں مدون ہوکر معرض وجود میں آئی ہیں لہٰذا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ طبری کے یہاں بھی 'سبعہ اَحرف بمعنی سبعہ مترادفات' اور 'سبعہ اَحرف بمعنی سبعہ لغات غیر مترادفہ' اور 'سبعہ اَحرف بمعنی سبعہ اَنواع اِختلاف قراءات' تین مستقل اَنواع واَقسام کی اَحادیث ہیں جن میں سے 'سبعہ اَحرف بمعنی سبعہ مترادفات' والی اَحادیث تو صرف اِبتدائے اسلام کے زمانے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معمول تھیں اوراس کے بعد موقوف ومنسوخ ہو چکی ہیں۔لیکن 'سبعہ اَحرف بمعنی سبعہ لغات غیر مترادفہ' نیز 'سبعہ اَحرف بمعنی سبعہ اَنواع اختلاف قراءات' والی اَحادیث اب بھی یقیناً معمول و باقی ہیں اور یہ لغات واختلاف قراءاتِ عرضۂ اَخیرہ اورقریشی لغات کی روشنی میں بدستور موجود ہیں،قطعاً منسوخ نہیں ہیں۔ چنانچہ خود علامہ طبری رحمہ اللہ نے 'کتاب القراء ات' میں اپنی تحقیقی رائے کی ترجمانی یوں فرمائی ہے:

”كل ما صح عندنا من القراءات أنه علمه رسول الله ﷺ لأمته من الأحرف السبعة التي أذن الله له ولهم أن يقرءوا بها القرآن، فليس لنا أن نخطىء من قرأ إذا كان ذلك به موافقا لخط المصحف .“ [الإبانة:ص۱۲،۲۰]

”ہر وہ قراءت جس کے متعلق بروئے صحت یہ بات ہمارے نزدیک ثابت ہو چکی ہو کہ حضور اَقدس ﷺ نے اپنی اُمت کو اس کی تعلیم دی ہے وہ ان اَحرف سبعہ میں سے ہے جن کے موافق اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو اور آپ کی اُمت کو تلاوت قرآن کی اجازت عنایت فرمائی لہٰذا جب کوئی شخص ایسی قراءت پڑھے بشرطیکہ وہ رسم عثمانی کی موافقت کرنے والا ہو ہمیں قطعاً اس کی تغلیط کا حق نہیں پہنچتا، واللہ یقول الحق وھو یھدي السبیل۔

[حیات ترمذی مؤلفہ راقم الحروف:ص ۶۸۰ تا ۶۸۲]

حاصلِ کلام اور حرفِ آخر

اَحرفِ سبعہ سے کیا مراد ہے اور یہ کہ اب وہ باقی ہیں یا نہیں اور قراءاتِ سبعہ اور عشرہ کا تعلق کس لغت سے ہے تفصیل بالا سے واضح ہے کہ اس میں حضرات اہل علم کے مابین شدید اختلاف پایا جاتا ہے علامہ دانی رحمہ اللہ ، اکثر محققین اور جمہور اہل اَدا کے نزدیک اَحرفِ سبعہ سے مراد مختلف قبائل کی سات لغات ہیں اور علامہ طبری رحمہ اللہ اور بعض دیگر حضرات کے نزدیک اَحرفِ سبعہ میں سے اب صرف ایک حرف باقی ہے دیگر اَحرف ستہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں منسوخ ہو گئے تھے، اب وہ باقی نہیں رہے۔ ہمارے اَکابر میں سے حضرت علامہ ظفر اَحمد عثمانی رحمہ اللہ کی رائے گرامی بھی یہی ہے خود احقر کے والد ماجد فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی رحمہ اللہ جو اپنے دور میں ایک جید عالم دین اور عظیم فقیہ ومفسر ہونے کے ساتھ قراءاتِ سبعہ بلکہ عشرہ کے باقاعدہ قاری اور حضرت شیخ القراء جناب قاری محی الاسلام رحمہ اللہ کے خاص تلمیذ رشید تھے ان کی رائے بھی یہی تھی۔ جیسا کہ انہوں نے علامہ شمس الحق اَفغانی رحمہ اللہ سے متعلق اپنے مقالہ 'حضرت مولانا افغانی کی تفسیری خدمات' میں اس کا اظہار بھی فرمایا ہے۔لیکن اس کے برعکس جمہور علماءِ کرام کا ایک دوسرا طبقہ جس کا تفصیلی ذکر علوم القرآن کے حوالہ سے گزر چکا ہے، ان کا نظریہ یہ ہے کہ اَحرف سبعہ اب بھی باقی ہیں۔لیکن یہ ایک خالص علمی اور نظریاتی اختلاف ہے اس سے اس حقیقت ثانیہ، کہ قرآن کریم چودہ سو سال سے آج تک بغیر کسی اَدنیٰ تغیر وتبدل، اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے تحت محفوظ چلا آرہا ہے اور اس کی جتنی قراءتیں تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں وہ سب صحیح ہیں، پر ذرا بھی اَثر نہیں پڑتا۔حضرت علامہ محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ نے اس بارہ میں نہایت صائب اور فیصلہ کن بات تحریر فرمائی ہے:

”یہ سارا اختلاف محض نظریاتی نوعیت کا ہے اور عملی اعتبار سے قرآن کریم کی حقانیت وصداقت اور اس کے بعینہٖ محفوظ رہنے پر اس اختلاف کا کوئی اَثر بھی مرتب نہیں ہوتا۔“ [علوم القرآن:۱۵۶]

سردست ہم اس تحریر پر اکتفاء کرتے ہیں، اُمید ہے کہ حصولِ مطلوب میں یہ کافی ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی وحوالہ جات

① عن ابن عباس مرفوعا قال: «أقرأني جبريل على حرف فراجعته، فلم أزل أستزيده ويزيدني حتى انتهى إلى سبعة أحرف». [أخرجه البخاري:۲/۷۴۶،م الحسن]

② وفي رواية مسلم عن أبي ابن كعب بلفظ أن النبي ﷺ كان عند أضاة بني غفار فأتاه جبريل فقال: «إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على حرف»، فرددت إليه أن هون على أمتي. وفي رواية له إن أمتي لا تطيق ذلك. [صحیح مسلم:۱/۲۷۳،م،آرام باغ کراچی]

③ وللترمذی من وجه آخر أنه ﷺ قال: «يا جبريل! إني بعثت إلى أمة أميين منهم العجوز والشيخ الكبير والغلام والجارية والرجل الذي لم يقرأ كتابا قط». الحديث
[جامع الترمذی:۲/۱۲۲،م الحسن]

④ وأخرج البخاري عن عمر في قصة طويلة، فقال رسول الله ﷺ: «إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرءوا ماتيسر منه». [صحیح البخاری:۲/۷۴۷، م الحسن]

⑤ وقال تعالیٰ: ﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ﴾ [ابراهيم:٤]

⑥ وأخرج البخاري عن عثمان أنه قال للرهط القرشيين الثلاثة: "إذا اختلفتم و زيد بن ثابت في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش، فإنما نزل بلسانهم." ففعلوا.
[صحیح البخاری:۲/۷۴۶،م الحسن]

⑦ وأخرج أبوداؤد من طريق كعب الأنصاری أن عمر كتب إلى ابن مسعود: "أن القرآن نزل بلسان قريش فأقرئ الناس بلغة قريش، لا بلغة هذيل." وعن عمر أيضا أنه قال: "إذا اختلفتم في اللغة فاكتبوها بلسان مضر." [سنن ابوداؤد:۲/۴۲۰،م دہلی]
أخرجه الحافظ في الفتح وعزاه إلى ابن أبی داؤد في المصاحف وزياداته في الفتح صحاح وحسان.

⑧ وأخرج البخاري وحذيفة أنه أفزعه اختلافهم في القراء ة فقال حذيفة لعثمان: يا أمير المؤمنين! أدرك هذه الأمة قبل أن يختلفوا في الكتاب اختلاف اليهود والنصارىٰ. الخ. قال الحافظ: وفي رواية يونس فتذاكروا القرآن فاختلفوا فيه حتى كاد يكون بينهم فتنة. وفي رواية عمارة بن عزية أن حذيفة قدم من غزوة، فلم يدخل بيته حتى أتى عثمان، فقال: يا أمير المؤمنين! أدرك الناس. قال: وما ذاك؟ قال: غزوت أرمينية فإذا أهل الشام يقرءون بقراءة أبي بن كعب فيأتون بما لم يسمع أهل العراق، وأهل العراق يقرءون بقراءة عبدالله بن مسعود فيأتون بما لم يسمع أهل الشام، فيكفر بعضهم بعضا. وأخرج ابن أبي داؤد في المصاحف من طريق أبي قلابة، قال: لما كان في

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلافة عثمان جعل المعلم يعلم قراءة الرجل والمعلم قراءة الرجل فجعل الغلمان يتلقون فيختلفون، حتى ارتفع ذلك إلى المعلمين، حتى كفر بعضهم بعضا، فبلغ ذلك عثمان، فخطب فقال: أنتم عندي تختلفون فمن نأى مني من الأمصار أشد اختلافا.

٩ وأخرج ابن أبي داؤد بإسناد صحيح من طريق سويد بن غفلة قال: قال علي: "لاتقولوا في عثمان إلا خيرا. فقال: فو الله ما فعل الذي فعل في المصاحف إلا عن ملأ منا. قال: ما تقولون في هذه القراءة فقد بلغني أن بعضهم يقول: إن قراءتي خير من قراءتك وهذا يكاد أن يكون كفرا. قلنا: فما ترى؟ قال: أرى أن نجمع الناس على مصحف واحد فلا تكون فرقة ولا اختلاف. قلنا: فِنِعْمَ ما رأيت. [ص١٦ج٩]، [ص٤٢٤، ٤٢٥ ج ٢ م دهلی]

قال الحافظ: وذهب أبوعبيد وآخرون إلى أن المراد بالأحرف السبعة اختلاف اللغات وهو اختيار ابن عطية، وتعقب بأن لغات العرب أكثر من سبعة، وأجيب بأن المراد أفصحها فجاء عن أبي صالح عن ابن عباس قال: نزل القرآن على سبع لغات منها خمس بلغة العجز من هوازن قال: والعجز سعد بن بكر وهشيم بن بكر ونصر بن معاوية وثقيف وهؤلاء كلهم من هوازن ويقال لهم: "عليا هوازن" ولهذا قال أبوعمرو ابن العلاء: "أفصح العرب عليا هوازن وسفلى تميم" يعنى بني دارم. وأخرج أبوعبيد من وجه آخر عن ابن عباس قال: نزل القرآن بلغة الكعبين، كعب قريش وكعب خزاعة. قيل: وكيف ذلك؟ قال: لأن الدار واحدة. يعنى أن خزاعة كانوا جيران قريش، فسهلت عليهم لغتهم. قالوا: أبوحاتم السجستاني نزل بلغة قريش...... وهذيل وتميم الرباب والأزد وربيعة وهوازن وسعد بن بكر. اھ ونقل أبوشامة عن بعض الشيوخ أنه قال: أنزل القرآن أولا بلسان قريش ومن جاورهم من العرب الفصحاء ثم أبيح لسائر للعرب أن يقرءه بلغاتهم التي جرت عادتهم باستعمالها على اختلافهم في الألفاظ والأعراب ولم يكلف أحد منهم الانتقال من لغتهم إلى لغة أخرى للمشقة ولما كان فيهم من الحمية ولطلب تسهيل تفهيم المراد.

١٠ قال الحافظ: وتتمة ذلك أن يقال: إن الإباحة المذكورة لم تقع بالتشهي -أي أن كل أحد بفيد الكلمة بمرادفها في لغته- بل المراعى في ذلك السماع من النبي ﷺ.

[ص٢٤، ج٩]، ص٤٢٩، ج٢٠ م دهلی]

١١ وعلى هذا وفيه أيضا أما من أراد قراءته من غير العرب فالاختيار له أن يقرأه بلسان قريش لأنه الأولى وعلى هذا يحمل ما كتب به عمر إلى ابن مسعود لأن جميع اللغات بالنسبة لغير العربي مستوية في التعبير. فإذا لابد من واحدة فلتكن بلغة النبي ﷺ.

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وأما العربى المجبول على لغته فلو كلف قراءته بلغة قريش لعثر عليه التحول مع إباحة الله له أن يقرءه بلغته. ويشير إلى هذا قوله في حديث أبي كما تقدم: «هون على أمتي». قوله: «وإن أمتي لا تطيق ذلك». قال الحافظ: ويدل على ما قرأه (أبوشامة) إنه أنزل أولا بلسان قريش، ثم سهل على الأمة أن يقرأه بغير لسان قريش وذلك بعد أن كثر دخول العرب في الإسلام، فقد ثبت أن ورود التخفيف بذلك كان بعد الهجرة كما تقدم في حديث أبي بن كعب أن جبريل لقي النبي ﷺ عند أضاة بني غفار. الحديث (وهو موضع بالمدينة النبوية) [ص۲۵ج۹،ص۴۳۰ج۲۰م دہلی]

⑫ قال الجزري فى النشر: كل قراءة وافقت العربية ولو بوجه ووافقت أحد المصاحف العثمانية ولو احتمالا وصح إسنادها فهي القراءة الصحيحة التي لايجوز ردها ولا يحل إنكارها بل هي من الأحرف السبعة التي نزل بها القرآن ووجب على الناس قبولها سواء كانت عن الأئمة السبعة أم عن العشرة أم عن غيرهم من الأئمة المقبولين ومتى اختل ركن من هذه الأركان الثلاثة أطلق عليها ضعيفة أو شاذة أو باطلة سواء كانت عن السبعة أم عمن هو أكبر منهم. هذا هو الصحيح عند أئمة التحقيق من السلف والخلف صرح بذلك الداني ومكي والمهدوي وأبوشامة. وهو مذهب السلف الذي لا يعرف من أحدهم خلافه.

⑬ وفي الاتقان للحافظ السيوطى أن القراء ة أنواع:

◉ الأول: المتواتر، وهو ما نقله جمع لا يمكن تواطئهم على الكذب من مثلهم إلى منتهاه وغالب القراءة كذلك.

◉ الثاني: المشهور، وهو ما صح سنده ولم يبلغ درجة المتواتر ووافق العربية والرسم. وأشهر عند القراء فلم يعدوه من الغلط ولا من الشذوذ و يقرأه به على ما ذكر ابن الجزري ويفهمه كلام ابن شامة السابق ومثاله ما اختلف الطرق في نقله عن السبعة فرواه بعض الرواة عنهم دون بعض وأمثلة ذلك كثيرة في فرش الحروف من كتب القراءات كالذي قبله.

◉ الثالث، الأحاد وهو ما صح سنده وخالف الرسم أو العربية أو لم يشتهر إلا اشتهار المذكورة ولا يقرء به وقد عقد الترمذي في جامعه والحاكم في مستدركه لذلك بابا إخراجا فيه كثيرا صحيح الإسناد. اھ ملخصا۔ [۸۱،۱]،[ص۷۷ج۱]

⑭ قال في الشامية: القرآن الذي تجوز به الصلاة بالاتفاق، هو المضبوط في المصاحف الأئمة التي بعث بها عثمان إلى الأمصار وهو الذي أجمع عليه الأئمة العشرة وهذا هو المتواتر جملة وتفصيلا، فما فوق السبعة إلى العشرة غير شاذ، وإنما الشاذ ما وراء

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العشرة وهو الصحيح . اھ ۔[شامیۃ:ص۳۵۸ج۱،م رشیدیہ کوئٹہ]

⑮ قال أبوالخير محمد بن الجزرى: أما كون المصاحف العثمانية مشتملة على جميع الأحرف السبعة فإن هذه مسألة كبيرة اختلف العلماء فيها، فذهب جماعات من الفقهاء والقراء والمتكلمين إلى أن المصاحف العثمانية مشتملة على جميع الأحرف السبعة ابنوا ذلك على أنه لا يجوز على الأمة أن تهمل نقل شيء من الحروف السبعة التي نزل القرآن بها، وقد أجمع الصحابة على نقل المصاحف العثمانية من الصحف التي كتبها أبوبكر وعمر، وإرسال كل مصحف منها إلى مصر من أمصار المسلمين وأجمعوا على على ترك ما سوىٰ ذلك، قال هٰؤلاء: ولا يجوز أن ينهىٰ عن القراءة ببعض الأحرف السبعة ولا أن يجمعوا على ترك شيء من القرآن، وذهب جماهير العلماء من السلف والخلف وأئمة المسلمين إلى أن هذا المصاحف العثمانية مشتملة على ما يحتمله رسمها فقط، جامعة للعرضة الأخيرة التي عرضها النبيﷺ على جبريل متضمنة لها، لم تترك حرفا منها. قلت:وهذا القول هو الذي يظهر صوابه لأن الأحاديث الصحيحة والآثار المشهورة المستفيضة تدل عليه وتشهد له. [النشر في القراءات العشر: ص۳۱ج۱]

⑯ قال العلامة بدرالدين العينى: واختلف الأصوليون هل يقرأ اليوم على سبعة أحرف؟ فمنعه الطبري وغيره وقال: إنما يجوز بحرف واحد اليوم، وهو حرف زيد ونحى إليه القاضي أبوبكر. وقال أبوالحسن الأشعرى: أجمع المسلمون على أنه لا يجوز حظر ما وسعه الله تعالىٰ من القراءة بالأحرف التي أنزلها الله تعالىٰ ولا يسوغ للأمة أن تمنع ما يطلقه الله تعالىٰ، بل هي موجودة في قراءتنا مفرقة في القرآن غير معلومة بأعياننا، فيجوز على هذا وبه قال القاضي: أن يقرأ بكل ما نقله أهل التواتر من غير تمييز حرف من حرف، فيحفظ حرف نافع بحرف الكسائى و حمزة ولا حرج فى ذلك.

[عمدۃ القاری کتاب الخصومات:۲۵۸/۱۲]

⑰ قال القاضي أبوبكر: والسابع اختاره القاضى أبوبكر وقال: الصحيح أن هذه الأحرف السبعة ظهرت واستفاضت عن رسول الله ﷺ وضبطها عنه الأئمة وأثبتها عثمان والصحابة في المصحف. [البرھان فی علوم القرآن:۲۲۳/۱]

وأما قول من قال:"أبطل الأحرف الستة". فقد كذب من قال ذلك، بل الأحرف السبعة كلها موجودة عندنا قائمة كما كانت مثبوتة في القراء ت المشهورة المأثور.

[ابن حزم، الفصل في الملل والأهواء والنحل:۷۷/۲،۷۸]

⑱ قال أبوالوليد الباجي المالكي: فإن قيل هل تقولون إن جميع هذه السبعة الأحرف ثابتة في المصحف فالقراءة بجميعها جائزة قيل لهم كذلك، نقول:والدليل على صحة ذلك

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوله عزوجل: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَفِظُونَ ﴾ [الحجر: ۹] ولا يصح انفصال الذكر المنزل من قراءته فيمكن حفظه دونهما، ومما يدل على صحة ما ذهبنا إليه إن ظاهر قول النبي ﷺ يدل على أن القرآن أنزل على سبعة أحرف تيسيرا على من أراد قراءته ليقرأ كل رجل منهم بما تيسر عليه وبما هو أخف على طبعه وأقرب إلى لغته، لما يلحق من المشقة بذلك المألوف من العادة في النطق. ونحن اليوم مع عجمة ألسنتنا وبعدنا عن فصاحة العرب أحوج. [أبوالوليد الباجي، المنتقى شرح المؤطا:۱/۳۴۷]

⑲ قال الإمام الغزالي: ما نقل إلينا بين دفتي المصحف على الأحرف السبعة المشهور نقلا متواترا. [المستصفی:۱/۶۵]

⑳ قال الملا علي القارى: وكأنه عليه الصلوٰة والسلام كشف له أن القراءة المتواترة تستقر في أمته على سبع وهى الموجودة الآن المتفق على تواترها، والجمهور على أن ما فوقها شاذ، لا يحل القراءة به. [مرقاة المفاتيح:۵/۱۶]

الإنتباه: وما قال الملا على القارى والجمهور على أن ما فوقها شاذ...... الخ، ليس بصحيح لأن ما وراء السبعة ليس بشاذ، بل العشرة كلها متواترة، وما فوقها شاذ وهذا مالا شك فيه كما لا يخفىٰ على أحد، [عبدالقدوس ترمذی غفرله]

㉑ قال الشاه ولي الله:

وليل برآنكه ذكر سبعه بجهت تكثير است نه برائے تحديد اتفاق ائمه است بر قرائات عشر وهر قرآتے را ازيں عشره دو راوى است وهر يكے با ديگرے مختلف است پس مرتقى شده عدد قرائة تا هيست۔ [المصفٰی:۱۸۷]

㉒ قال العلامة محمد أنور شاه كشميرى: واعلم أنهم اتفقوا على أنه ليس المراد من سبعة أحرف القراءة السبعة المشهورة، بأن يكون كل حرف منها قراءة من تلك القراءات، أعنى أنه لا انطباق بين القراءات السبع والأحرف السبعة كما يذهب إليه الوهم بالنظر إلىٰ لفظ السبعة في الموضعين، بل تلك الأحرف والقراءة عموم وخصوص وجهي، كيف، وإن القراءات لا تنحصر في السبعة، كما صرح ابن الجزري في رسالة النشر في القراءة العشر، وإنما اشتهرت السبعة على الألسنة لأنها التي جمعها الشاطبي. ثم اعلم إن بعضهم فهم أن بين تلك الأحرف تغايرا من كل وجه، بحيث لا ربط بينها وليس كذلك، بل قد يكون الفرق بالمجرد والمزيد والأخرىٰ بالأبواب، ومرة باعتبار الصيغ من الغائب والحاضر، وطورا بتحقيق الهمزة وتسهيلها، فكل هذه التغييرات يسيرة كانت أو كثيرة حرف برأسه، وغلط من لهم إن هذه الأحرف متغايرة كلها بحيث يتعذر اجتماعها أما إنه كيف عدد السبعة فتوجه إليه ابن الجزري وحقق أن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التصرفات كلها ترجع إلى السبعة، وراجع القسطلانى والزرقاني، بقي الكلام في أن تلك الأحرف كلها موجودة أو رفع بعضها وبقي البعض فاعلم أن ما قرأه جبريل في العرضة الأخيرة على النبي ﷺ كله ثابت في مصحف عثمان، ولما يتعين معنى الأحرف الستة منها وبقى واحد فقط . [فیض الباری:۳/۳۲۱،۳۲۲]

(۲۳) قال المحقق العلامة محمد زاهد الكوثري: والأوّل رأى القائلين بأن الأحرف السبعة كانت في مبدء الأمر ثم نسخت بالعرضة الأخيرة في عهد النبي ﷺ فلم يبق إلا حرف واحد ورأى القائلين بأن عثمان جمع الناس على حرف واحد ومنع من الستة الباقية للمصلحة، وإليه نحى ابن جرير وتهيأه ناس فتابعوه لكن هذا رأى خطير، قام ابن حزم بأشد الكبير عليه في الفصل وفي الأحكام، وله الحق في ذلك، والثاني رأى القائلين بأنها هي الأحرف السبعة المحفوظة كما هي في العرضة الأخيرة......الخ .

[مقالات الکوثری:ص۲۰،۲۱،مطبعۃ الانوار قاہرہ۱۳۷۲ھ]

فقط والله أعلم

هذا من عندى ولعل عند غيري أحسن من هذا وفي هذا كفاية لمن له دراية والله هو العاصم من الضلالة والغواية وله الحمد في البداية والنهاية .

كتبه الأحقر عبدالقدوس الترمذي غفر له
خادم الإفتاء بالجامعة الحقانية
ساهيوال من مضافات سرجودها
١٧ من شهر صفر المظفر ١٤٣١ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتب: حافظ نعیم الرحمٰن ناصف☆
مترجم: حافظ محمد مصطفیٰ راسخ*

ضمیمہ فتاویٰ علمائے عرب

قراءات نمبر دوم میں عالم عرب کے معروف اہل علم ومشائخ کے فتاویٰ جات پیش کیے گئے تھے، شمارہ ہذا میں ان کا ضمیمہ ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ فاضل مرتب نے یہ تمام فتاویٰ جات انٹرنیٹ سے حاصل کیے ہیں، لہٰذا انہوں نے حوالہ جات کے طور پر تمام فتاویٰ کے لنک دے دیئے ہیں۔ [ادارہ]

ایک حرف پر مصاحف کو جمع کیا جانا؟

سوال: کیا یہ بات درست ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کیا تھا اور باقی حروف حذف کر دیئے تھے؟ یا انہوں نے بعض قراءات کو باقی رکھا تھا اور بعض کو حذف کر دیا تھا؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرؤوا ما تيسر منه»

[صحیح بخاری:۲۲۴۱،۴۶۵۳، صحیح مسلم:۱۳۵۴، جامع الترمذی:۲۸۶۷]

محققین اہل علم فرماتے ہیں:

یہ حروف مختلفۃ فی الالفاظ اور متقارب فی المعنی ہیں۔ جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو لوگوں کے اختلاف کی خبر ہوئی اور سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے جنگ آرمینیہ سے واپس آ کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا:

" أدرك الناس " ''لوگوں کو سنبھالئے''

تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ساتھ مشورہ کیا۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی مشورہ دیا کہ قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کر دیا جائے تاکہ لوگ اختلاف میں نہ پڑیں۔ چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے چار اَفراد پر مشتمل کمیٹی بنا دی جن کے نگران کاتب وحی سیدنا سید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کر دیا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان مصاحف کو مختلف صوبوں میں روانہ کر دیا۔ یہاں تک کہ لوگ ان سرکاری مصاحف پر اعتماد کرنے لگے اور انکے درمیان نزاع ختم ہوگیا۔

قراءاتِ سبعہ یا قراءاتِ عشرہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ مصاحف کے اندر ہی موجود تھیں اور قراءات کا سارا اختلاف اس ایک حرف کے اندر ہی داخل تھا جس کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔ اس جمع کا مقصد کلام اللہ کی حفاظت اور لوگوں کو اختلاف کرنے سے منع کرنا تھا جو انہیں نقصان دے رہا تھا اور ان کے درمیان فتنے کا سبب بن رہا

☆ فاضل كلية الشريعة، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورُکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور
* فاضل كلية القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ ورُکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔اللہ تعالیٰ نے احرف سبعہ پر قراءت کرنا واجب قرار نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ﴾[المزمل:۲۰] ''اس میں سے جو میسر ہو پڑھو''

چنانچہ لوگ ایک حرف پر جمع ہوگئے۔اس کار خیر پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شکریہ اَدا کرنا چاہئے جنہوں نے یہ عظیم الشان خدمت سرانجام دے کر اُمت کو اختلاف اور فتنہ سے بچالیا۔

[فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ]

[http://www.islam-qa.com/ar/ref/125091]

قراءاتِ عشرہ کا تعارف

سوال: مجھے قراءاتِ عشرہ کے بارے میں بتلائیں۔یہ دس قراءات کیوں ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو سات حروف (سبعہ اَحرف) پر نازل فرمایا ہے؟

جواب:علم قراءات، اہل علم اور قراءِ کرام کے نزدیک معلوم ہے۔صحیح بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو سات حروف پر نازل فرمایا ہے اور یہ حروف باہم متقارب ہیں۔ان میں الفاظ اور معنی کا معمولی اختلاف ہوتا ہے۔جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں لوگوں نے قراءاتِ قرآنیہ میں اختلاف کرنا شروع کردیا تو امیرالمؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کردیا تاکہ اختلاف ختم ہوجائے۔قراءِ کرام جنہوں نے قراءاتِ سبعہ یا قراءاتِ عشرہ کا اختلاف کیا ہے۔ان میں غالباً معنی تبدیل نہیں ہوتا مگر بہت کم،قراءاتِ سبعہ وعشرہ کا اختلاف بہت معمولی اختلاف ہے اور یہ سارے کا سارا اختلاف ایک ہی حرف میں داخل ہے جس پر قرآن مجید نازل ہو۔

[فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ]

[http://www.binbaz.org.sa/mat/11253]

قراءاتِ سبعہ کا مختصر تعارف

سوال: آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ ہمیں قراءاتِ سبعہ کا مختصر تعارف کروا دیں؟

جواب: قراءاتِ سبعہ اور قراءاتِ عشرہ اہل علم کے ہاں معروف ہیں اور قراءِ عشرہ بھی معروف ہیں۔جن کی تفصیلات امام شاطبی رحمہ اللہ کی کتاب 'حرز الامانی ووجه التهاني' میں موجود ہیں۔اس کتاب میں قراءات کا معنی، قراءاتِ ثلاثہ کا تعارف وغیرہ تفصیلاً موجود ہے۔یہ قراءات، ادغام، اظہار، رفع، نصب، مد اور عدم مد وغیرہ میں مختلف ہوتی ہیں۔لیکن ان تمام قراءات کا مرجع اس مصحف کا رسم ہے جسے امیرالمؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لکھا۔اگرچہ بعض مقامات میں معمولی سا اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔جیسے 'فَأَزَلَّهُمَا، فَأَزَالَهُمَا' قراءِ کرام کا اختلاف اپنے مشائخ سے نقل کے اعتبار سے ہے۔اور یہ اختلاف بھی انتہائی معمولی سا ہے۔جس سے معنی میں خلل واقع نہیں ہوتا۔لیکن قاری پر واجب ہے کہ وہ مصحف کے رسم کا التزام کرے تاکہ اس کے ملک میں رہنے والے قراء کے درمیان اختلاف اور نزاع پیدا نہ ہو۔اگر اس کے ملک میں روایت حفص متداول ہے تو وہ روایت حفص میں ہی تلاوت کرے اور اگر اس کے ملک میں رِوایت حفص کے علاوہ کوئی دوسری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت مثلاً روایت ورش وغیرہ متداول ہے تو وہ اسی روایت میں ہی تلاوت کرے جو اس کے علاقے میں رائج اور متداول ہے تاکہ ان کے درمیان اختلاف اور نزاع پیدا نہ ہو۔ کیونکہ شریعت اختلاف کے اَسباب سے منع کرتی ہے اور اتفاق واتحاد اور اجتماعیت کے اَسباب کی ترغیب دیتی ہے۔

[فضیلة الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ]

[http://bayenahsalaf.com/vb/showthread.php?t=1457]

تلاوتِ قرآن مجید میں مصحف پر اِعتماد

سوال: میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ قراءاتِ سبعہ کی رو سے لفظ کو بدلنا جائز ہے۔ مثلاً ﴿كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ﴾ [القارعة:۵] کو 'كالصوف المنفوش' اور ﴿فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ﴾ [المسد:۵] کو 'في عنقها حبل من مسد' پڑھنا جائز ہے۔ کیا نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں کوئی حکم وارد ہے؟

جواب: مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ مصحف شریف اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں لکھے گئے رسم پر اِعتماد کریں اور اس کے خلاف نہ پڑھیں۔ کیونکہ اس میں تشویش، اختلاف اور تفرقہ بازی کا خدشہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان:

«إن القرآن نزل علی سبعة أحرف ، فاقرؤوا ما تیسر منه»

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں گنجائش اور وسعت رکھی ہے اور قرآن مجید کو سات حروف پر نازل فرمایا ہے۔ جن کے الفاظ مختلف اور معانی باہم متقارب ہیں۔ جیسے 'عھن' اور 'الصوف' کا معنی متقارب ہے۔ اسی طرح 'في جیدھا' اور 'في عنقھا' کا معنی متقارب ہے۔ لیکن چونکہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے قرآن مجید کو ایک حرف پر جمع کر دیا ہے، تاکہ نزاع اور اختلاف پیدا نہ ہو، لہٰذا اب مسلمانوں پر بھی واجب ہے کہ وہ بھی اس خدشے کے پیش نظر مصحف پر ہی اعتماد کریں اور اختلاف ونزاع سے بچیں لیکن تفسیر کے باب میں وضاحت معنی کے لیے قراءات بیان کی جاسکتی ہیں۔ قراءات توقیفی ہیں جن کو مصحف کے رسم کے خلاف نہیں پڑھا جاسکتا۔

[فضیلة الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ]

[http://www.alathar.net/home/esound/index.php?op=tadevi&id=5096&coid=61781]

نزولِ قرآن

سوال: محمود عمر نامی ایک شخص نے خط لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید لغت عرب پر نازل فرمایا ہے۔ لیکن ابھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ قرآن مجید کو تلاوت کرنے کی متعدد قراءات ہیں۔ ان قراءات میں سے سب سے اَفضل کون سی قراءت ہے؟ اسی طرح غنہ، مد اور قلقلہ وغیرہ کے بغیر تلاوت کرنے کا کیا حکم ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: جیسا کہ سائل نے ذکر کیا ہے، قرآن مجید لغت عرب میں ہی نازل ہوا ہے۔

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا﴾ [یوسف:۲]

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّا جَعَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا﴾ [زخرف:۳]

ایک اور مقام پر اللہ فرماتا ہے:

﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ، عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ، بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ﴾ [الشعراء:۱۹۳،۱۹۵]

اور اس اَمر میں کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن مجید میں متعدد قراءات ہیں، جن میں سے مشہور قراءات، قراءات سبعہ ہیں۔ جو شخص ان قراءات کا عالم ہو اس کے لیے مسنون یہی ہے کہ وہ باری باری تمام قراءات میں تلاوت کرے۔ کیونکہ قراءاتِ سبعہ سب کی سب متواتر اور نبی کریمﷺ سے ثابت ہیں۔ جب یہ نبی کریمﷺ سے ثابت ہیں تو ان میں بھی یہی مشروع ہے کہ آدمی کبھی کوئی قراءت پڑھے اور کبھی کوئی دوسری قراءت پڑھے۔ جیسا کہ متنوع وجوہ پر مشروع عبادات میں ہم کرتے ہیں کہ کبھی ایک وجہ پر عمل کرلیا اور کبھی دوسری وجہ پر عمل کرلیا تاکہ تمام سنتوں پر عمل ہوجائے۔ لیکن غیر عالم کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ فقط ظن کی بناء پر کوئی قراءت کرے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے پاس موجود مصحف کی قراءت پر ہی اکتفاء کرے۔ باقی رہا سائل کا یہ سوال کہ کیا غنہ، مد اور قلقلہ کے بغیر تلاوت کرنا جائز ہے؟ اس مسئلے میں میرے نزدیک درست رائے یہی ہے کہ قواعد تجوید کے مطابق تلاوت کرنا مستحب اور اکمل اَمر ہے۔ واجب نہیں ہے۔ لیکن تلاوت میں یہ اَمر ضروری اور واجب ہے کہ کوئی حرف زیادہ یا کم نہ ہو۔

[فضیلة الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ]

[http://www.sahab.net/forums/showthread.php?t=339393]

متنوع قراءات کا سبب

سوال: قراءات کے تنوع کا کیا سبب ہے؟ حالانکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کیا تھا؟

جواب: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک حرف پر مصحف لکھا تھا، لیکن اس وقت مصاحف نقطوں، اعراب اور ممدود سے خالی تھے۔ لہٰذا لوگوں نے اپنے اپنے اَساتذہ مقرئین سے مختلف لہجات میں پڑھا جس سے قراءات متنوع ہوگئیں اور جب مصاحف پر اعراب لگائے گئے تو ہر شخص نے اپنے اپنے اُستاد کے پڑھائے ہوئے کے مطابق اعراب لگائے جس سے یہ اختلاف پیدا ہوگیا۔

[فضیلة الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین حفظہ اللہ]

[http://ibn-jebreen.com/ftawa.php?view=vmasal&subid=10209&parent=786]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی بھی رِوایت میں تلاوتِ قرآن

سوال: رِوایت ورش یا قراءاتِ سبعہ میں سے کسی بھی روایت میں قرآن کی تلاوت کرنے کا کیا حکم ہے؟ کیا روایت حفص کے علاوہ دیگر روایات میں تلاوت کرنا جائز ہے یا ہم صرف روایت حفص عن عاصم پر ہی اکتفا کریں؟

جواب: روایتِ ورش یا قراءاتِ سبعہ میں سے کسی بھی روایت میں تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام ورش، مدینہ کے مشہور قاری امام نافع بن ابی نعیم سے روایت کرنے والوں میں سے سب سے معروف راوی ہیں۔ ان کی قراءت طبع ہوچکی ہے اور مغربی ممالک میں مشہور ومتداول ہے، جسے کثیر مالکی پڑھتے ہیں۔ بالکل ویسے ہی جیسے روایت حفص عن عاصم مطبوع ہے اور عرب ممالک میں مشہور و متداول ہے۔ نیز ہمارے لیے ان دو قراءتوں (ورش اور حفص) کے علاوہ قراءِ سبعہ یا قراءِ عشرہ کی قراءات کی تلاوت کرنا بھی جائز ہے۔

[فضيلة الشيخ عبدالله بن عبدالرحمٰن الجبرين حفظہ اللہ]

[http://ibn-jebreen.com/ftawa.php?view=vmasal&subid=4283&parent=786

قراءاتِ شاذہ کی تلاوت کا حکم

سوال: قراءاتِ شاذہ کی تلاوت کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں قراءاتِ شاذہ کی تلاوت کرنا حرام ہے۔ کتب قراءات میں قراءاتِ شاذہ کو نقل کرنے کا مقصد تفسیر اور وضاحت ہے۔ خواہ وہ کسی کلمہ کی زیادتی سے ہو جیسے ابن مسعود وغیرہ کی قراءت ہے۔ ''فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ'' یا کسی کلمہ کی کمی سے ہو جیسے بعض صحابہ کی قراءات ہے۔ ''وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى '' یا مصاحف عثمانیہ کے کسی کلمہ کی تفسیر سے ہو جیسے سیدنا ابن عباس کی قراءت ہے۔ ''وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوِّقُوْنَهٗ'' مگر جو قراءات رسم عثمانی کے موافق ہو اگرچہ موجودہ (روایت حفص میں مطبوعہ مصحف کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اسے قراءتِ شاذہ نہیں کہا جائے گا جیسے ﴿فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ﴾ [الھمزۃ:۹] میں ﴿فِي عُمُدٍ مُّمَدَّدَةٍ﴾ [الھمزۃ:۹] عین اور میم کے ضمہ کے ساتھ پڑھنا۔ واللہ أعلم۔

[فضيلة الشيخ عبدالله بن عبدالرحمٰن الجبرين حفظہ اللہ]

[http://ibn-jebreen.com/ftawa.php?view=vmasal&subid=6615&parent=786]

قرآن کریم کا سات لہجوں میں نزول

سوال: میں نے یہ پڑھا ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تاکہ وہ قرآن مجید اکٹھا کرے، لیکن یہ نص (عثمانی) ایک قراءت پر ہی موحد نہیں، اس لیے کہ پہلے عربی زبان میں حروف علت نہیں تھے، اوراسی طرح کچھ حروف صحیحہ بھی اس شکل میں نہیں تھے، اور مختلف حروف میں فرق کرنے کے لیے کچھ علامات ایجاد کی گئیں، لیکن یہ سب کچھ قرآن مجید کی مختلف قراءات کو نہ روک سکا۔

تو چوتھی صدی کے نصف میں بغداد میں قراءات کے امام ابن مجاہد رحمہ اللہ نے اس مشکل کو حل کرنے کے متعلق کہا کہ کلمہ 'الحرف' قراءت کی جگہ لے سکتا ہے اور اس بات کا اعلان کیا کہ ان کے خیال میں قراءاتِ سبعہ صحیح ہیں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے کہ نبی ﷺ کا یہ قول کہ قرآن مجید سات حرفوں میں نازل ہوا ہے، کا معنی یہ ہے:

قرآن مجید کی قراءت کے سات طریقے ہیں۔

اوران دنوں جو قرآن کریم کی مشہور قراءات چل رہی ہیں وہ ورش، نافع اور حفص عن عاصم ہیں۔

آپ سے میری گزارش ہے کہ ان مختلف قراءات کے متعلق بتائیں کہ کیا اس کے متعلق کوئی صحیح اَحادیث پائی جاتی ہیں؟

جواب: آپ کے سوال کے کئی حصے ہیں میں ایک ایک کر کے ان تمام کا جواب دیتا ہوں:

① اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق سے نوازے آپ کو یہ علم ہونا چاہیئے کہ شروع میں قرآن مجید صرف ایک ہی حرف (لہجہ) میں نازل ہوا لیکن نبی ﷺ جبرئیل علیہ السلام سے زیادہ کا مطالبہ کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے نبی ﷺ کو سات لہجوں میں جو کہ کافی وشافی ہیں قرآن مجید پڑھایا اور اس کی دلیل یہ ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباس علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''جبرئیل علیہ السلام نے مجھے قرآن مجید ایک لہجہ میں پڑھایا تو میں نے ان سے زیادہ کا مطالبہ کیا تو انہوں نے زیادہ کر دیا تو میں مطالبہ کرتا رہا اور وہ زیادہ کرتے رہے حتیٰ کہ سات لہجوں پر جا کر ختم ہوا۔)

[صحیح بخاری: ۳۰۴۷، صحیح مسلم: ۸۱۹]

② الأحرف کا معنی کیا ہے؟

اس کے معنی میں سب سے اچھا اور بہتر قول یہ ہے کہ قراءت کے سات طریقے جو لفظی طور پر مختلف ہیں اور معنی میں متفق اور اگر ان کے معانی میں اختلاف بھی ہے تو وہ اختلاف تنوع اور تغایر ہے نہ کہ اختلاف تعارض اور تضاد۔

اور حرف کا لغوی معنی وجہ کا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، اگر کوئی نفع مل جائے تو دلچسپی لینے لگتے اور اگر کوئی آفت آ پڑے تو اسی وقت منہ پھیر لیتے ہیں، انہوں نے دونوں جہانوں کا نقصان اٹھا لیا یہ واقعی کھلا نقصان ہے۔'' [الحج:۱۱]

③ بعض علماء کا کہنا ہے کہ: الأحرف کا معنی لغات ہے، لیکن یہ معنی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنا پر صحیح نہیں وہ کہتے ہیں:

میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۃ الفرقان اپنی قراءت کے علاوہ کسی اور قراءت میں پڑھتے ہوئے پایا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ سورت مجھے پڑھائی تھی، میں قریب تھا کہ اس پر جلد بازی کرتا لیکن میں نے اسے وقت دیا حتیٰ کہ اس نے وہ سورۃ ختم کر لی، پھر میں نے اسے اس کی چادر سے پکڑا اور نبی ﷺ کے پاس لایا اور کہنے لگا اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں نے اسے سورۃ الفرقان اس طرح پڑھتے ہوئے پایا جو کہ آپ نے مجھے پڑھائی تھی اس کے خلاف ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے پڑھو تو اس نے اسی طرح وہ پڑھی جس طرح میں نے اسے سنا تھا۔ تو نبی اکرم ﷺ فرمانے لگے اسی طرح نازل ہوئی ہے، پھر مجھے کہنے لگے کہ تم پڑھو تو میں نے بھی پڑھی اور آپ ﷺ فرمانے لگے کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے، یقیناً قرآن مجید سات حرفوں (لہجوں) میں نازل کیا گیا ہے تو تم جو بھی اس میں میسر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو پڑھو۔[صحیح بخاری: ۲۲۸۷، صحیح مسلم: ۸۱۸]

اور یہ معلوم ہے کہ سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ قریش میں سے اسدی ہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قریش میں عدوی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، اور دونوں ہی قریشی ہیں اور قریش کی تو ایک ہی زبان و لغت ہے، تو اگر حروف کا اختلاف لغات میں اختلاف ہوتا تو یہ دونوں قریشی صحابی آپس میں اختلاف نہ کرتے۔

اور اس مسئلہ میں علماء کرام نے چالیس کے قریب اَقوال نقل کیے ہیں اور ان میں سے راجح قول شائد وہی ہے جو کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

④ حدیث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حروف متعدد الفاظ میں نازل ہوئے اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ کا اِنکار حروف میں تھا نہ کہ معانی میں اور پھر یہ حروف میں اختلاف، اختلاف تضاد نہیں بلکہ اختلاف تنوع ہے جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

’’یہ اسی طرح ہے کہ جس طرح آپ یہ کہیں کہ هَلُمَّ ، أَقْبِل ، تَعَال) ان کا معنی ایک ہی ہے۔‘‘

⑤ اب رہی قراءتِ سبعہ کی تحدید تو یہ تحدید قرآن وسنت میں سے نہیں کی گئی بلکہ ابن مجاہد رحمہ اللہ کا اپنا اجتہاد ہے، بعض لوگ یہ گمان کرنے لگے ہیں کہ سات حروف سے قراءتِ سبعہ ہی مراد ہیں اس لیے کہ یہ تعداد میں ایک جیسے ہی ہیں۔

یہ عدد یا تو اتفاقی طور پر یا پھر ان سے قصداً سامنے آیا ہے، تاکہ یہ تعداد اَحرفِ سبعہ سے مطابقت اختیار کرلے، اور بعض لوگوں کا جو یہ گمان ہے کہ اَحرف سبعہ سے مراد یہی قراءتِ سبعہ ہے تو یہ ان کی غلطی ہے، اور اہل علم سے یہ بات معروف نہیں ہے۔

بلکہ قراءتِ سبعہ، اَحرفِ سبعہ میں سے ایک حرف ہے اور یہی وہ حرف ہے جس پر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جمع کیا تھا۔

⑥ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جب مصحف نسخ کیا تو اسے ایک ہی حرف پر تیار کیا لیکن انہوں نے اس پر نقطے اور اعراب (زیر، زبر وغیرہ) نہ لگائے تاکہ اس کے رسم میں وسعت رہے اور دوسرے لہجات (حروف) کا بھی احتمال رہے تو جو اس میں رہا اس کی قراءت بن گئی اور جو نہ تھا اس کو نسخ کردیا گیا، اور یہ کام اس لیے ہوا کہ قرائت میں لوگ اختلاف کرنے لگے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک نسخہ پر جمع کردیا تاکہ اختلاف ختم ہو۔

⑦ آپ کا سوال میں یہ کہنا کہ ابن مجاہد رحمہ اللہ کا گمان ہے کہ قراءت حرف کی جگہ میں ہے، تو یہ قول غیر صحیح ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اس کی طرف اِشارہ کیا ہے۔[مجموع فتاویٰ: ۱۳/۲۱۰]

اور قراءِ سبعہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

① نافع المدنی رحمہ اللہ ② ابن کثیر المکی رحمہ اللہ ③ عاصم الکوفی رحمہ اللہ ④ حمزہ زیات الکوفی رحمہ اللہ
⑤ الکسائی الکوفی رحمہ اللہ ⑥ ابوعمرو بن علاء البصری رحمہ اللہ ⑦ عبداللہ بن عامر الشامی رحمہ اللہ

ان سب میں سے قراءات کی سند کے اعتبار سے قوی نافع اور عاصم ہیں۔

اور ان میں سے فصیح ابوعمرو اور کسائی ہیں۔ اور نافع سے ورش اور قالون روایت کرتے ہیں۔ اور عاصم سے حفص اور شعبہ روایت کرتے ہیں۔ واللہ أعلم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(فضیلۃ الشیخ صالح المنجد حفظہ اللہ)

[http://www.islamqa.com/ur/raf/islamqr/5142/print]

قراءاتِ قرآنیہ

سوال: میں نماز کے انتظار میں ایک مسجد میں داخل ہوا، میں نے مسجد میں موجود مصاحف میں سے ایک مصحف کی تلاوت کرنا شروع کردی۔ جب میں سورۃ الروم کی آیت ﴿ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّۃً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّۃٍ ضُعْفًا وَ شَیْبَۃً یَخْلُقُ مَایَشَآءُ وَ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴾[الروم:۵۴] پر پہنچا تو بہت پریشان ہوا؟ کیونکہ اس مصحف میں کلمہ 'ضعف'، ضعفا' کو تینوں مقامات پر ضاد کے ضمہ (پیش) کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔ حالانکہ میں نے مصر میں جو پڑھا اور حفظ کیا تھا وہ ضاد کے فتحہ (زبر) کے ساتھ تھا۔ اور جامعہ اَزہر کی تصدیق کے ساتھ مطبوع مصحف تھا۔ میں نے سوچا کہ شاید یہ طباعت کی غلطی ہے اور ہندوستان میں شاید مصر کی طرح مصاحف کی تصدیق کا کوئی نظام رائج نہیں ہے۔ آپ سے سوال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا یہ طباعت کی غلطی ہے یا کوئی دوسری قراءت ہے یا آپ کے نزدیک اس کی کوئی دوسری تفسیر موجود ہے۔ وضاحت فرما کر مشکور ہوں؟

جواب: میں سب سے پہلے اس نوجوان کا شکرگزار ہوں جو کتاب اللہ پر اتنا غیرت منداور اس کی تلاوت کا اتنا حریص ہے کہ جونہی اسے موقع ملا اس نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کردی اور پھر اس کے اس اَمر پر بھی شکرگزار ہوں کہ جب اس کے دل میں شک اور وسوسہ پیدا ہوا تو اس نے حصول اطمینان کے لیے فوراً سوال کرلیا اور ہر مسلمان پر یہی واجب ہے کہ جس چیز کا اسے علم نہ ہو وہ اہل علم سے پوچھ لے۔ حکم لگانے میں جلدی نہ کرے۔ ”فانما شفاء العي السوال“

اَب میں سائل کے سوال کی طرف آتا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ طباعت کی غلطی نہیں ہے بلکہ ان تینوں کلمات 'ضعف، ضعفا' میں فتحہ اور ضمہ دونوں حرکات ہی صحیح قراءات سے ثابت ہیں۔ امام عاصم اور امام حمزہ کوفی ضاد کے فتحہ کے ساتھ 'ضَعْفٍ، ضَعْفًا' پڑھتے ہیں جبکہ دیگر قراء کرام ضاد کے ضمہ کے ساتھ 'ضُعْفٍ، ضُعْفًا' پڑھتے ہیں۔ قراءِ کرام کا کہنا ہے کہ ضمہ قریش کی لغت ہے جبکہ فتحہ تمیم کی لغت ہے۔[تفسیر القرطبی:۱۴/۴۶،۴۷]

یہ بات معروف ہے کہ ہمارے ہاں مشرق عرب میں روایت حفص عن عاصم مشہور و متداول ہے اور اسی روایت میں ہی مصاحف کی طباعت ہوتی ہے۔ میرے علم کے مطابق ہندوستان و پاکستان میں بھی یہ روایت حفص عن عاصم ہی مشہور و متداول ہے۔ اس کا تقاضا تھا کہ ہندی مصحف میں یہ کلمہ ضاد کے فتحہ کے ساتھ 'ضَعْفٍ، ضَعْفًا' مکتوب ہوتا، کیونکہ امام عاصم کی قراءت بفتح الضاد ہے اور ہم سب (یعنی مصری، ہندوستانی اور پاکستانی) امام عاصم کے شاگرد امام حفص کی روایت پڑھتے ہیں۔ پھر یہ ضمہ کیسے آگیا؟

امام ابوعمرو دانی رحمہ اللہ کی کتاب 'القراءات السبع' امام ابن الجزری رحمہ اللہ کی کتاب 'النشر فی القراءات العشر' اور دیگر کتب قراءات کا مطالعہ کرنے سے یہ راز منکشف ہوتا ہے کہ مصحف ہندی دیگر متداول مصاحف سے مختلف کیوں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام حفص سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن عمر سے منقول مرفوع حدیث کی بنیاد پر اس آیت مبارکہ میں اپنے شیخ امام عاصم کی مخالفت کی ہے، اور ان تینوں کلمات 'ضعف ، ضعفا' کو ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام حفص رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ما خالفت عاصماً فی شيء إلا فی هذا الحرف"

''میں نے اس حرف کے سوا امام عاصم کی کسی شے میں مخالفت نہیں کی۔''

امام ابن الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام حفص رحمہ اللہ سے فتحہ اور ضمہ دونوں ہی صحیح ثابت ہیں۔

امام ابوعمرو دانی رحمہ اللہ سے منقول ہے:

میں روایت میں حفص دونوں وجوہ (ضمہ اور فتحہ) کو ہی اختیار کرتا ہوں۔ امام عاصم رحمہ اللہ کی قراءت کی متابعت کرتے ہوئے فتحہ اور امام حفص رحمہ اللہ کے اختیار کی موافقت کرتے ہوئے ضمہ پڑھتا ہوں۔

امام ابن الجزریؒ فرماتے ہیں:

میرے نزدیک اس میں دو وجوہ ہیں اور میں ان دونوں کو ہی لیتا ہوں۔ [النشر فی القراء ات العشر لابن الجزری، بمراجعة الشيخ علی محمد الضباع: ۲/۲۴۵، ۲۴۶، مصطفیٰ محمد مصر]

اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ ہندی مصحف روایت حفص کے موافق ہی ہے۔ اگرچہ امام حفص رحمہ اللہ نے اس آیت میں اپنے استاد امام عاصم کی مخالفت کی ہے اور شاید میرے ہندوستانی بھائیوں نے ضمہ کو اس بنیاد پر ترجیح دی ہو کہ ضمہ، لغت قریش ہے اور لغت قریش دیگر لغات پر افضل ہے۔ نیز اس ضمہ والی قراءت کے ساتھ مرفوع حدیث وارد ہے۔

جیسے امام احمد رحمہ اللہ، ابوداؤد رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔ عطیہ العوفی سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ پر اس آیت مبارکہ کی قراءت کی اور پڑھا ﴿ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّ شَیْبَةً یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴾[الروم:۵۴] (یعنی ضاد کے فتحہ کے ساتھ پڑھا) تو انہوں نے دوبارہ پڑھا ﴿ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴾[الروم:۵۴] (یعنی ضاد کے ضمہ سے پڑھا) پھر فرمایا: میں نے بھی نبی کریم ﷺ پر ایسے پڑھا تھا۔ جیسے آپ نے مجھ پر پڑھا ہے اور نبی کریم ﷺ نے مجھے ویسے ہی ٹوکا تھا جیسے میں نے آپ کو ٹوکا ہے۔ (اس حدیث کی سند عطیہ العوفی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اگرچہ ترمذی نے اسے حسن کہا ہے) [مسند احمد: ۵۲۲۷، تحقیق الشیخ احمد شاکر: ۷/۱۷۷، ۱۷۸] بہر حال دونوں قراءات (ضمہ اور فتحہ والی) ہی تواتر سے صحیح ثابت ہیں اور ان دونوں میں سے کسی پر بھی اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ کائنات میں قرآن مجید کے علاوہ کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے سر لیا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾[الحجر:۹]

[فضیلۃ الشیخ محمد یوسف قرضاوی حفظہ اللہ]

[http://abeerbeauty.com/showthread.php?t=3010]

مصاحفِ صحابہ

سوال: میں نے (الصدیق ابوبکر) نامی کتاب کے صفحہ: ۳۱۶ پر اس آیت کریمہ ﴿ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ﴾ کے بارے میں پڑھا ہے کہ یہ آیت مبارکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے مصاحف میں 'وصلوۃ العصر' کے الفاظ کی زیادتی کے ساتھ مکتوب تھی۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ کیونکہ ہمارے مصاحف میں یہ آیت مبارکہ ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾[البقرہ:۲۳۸]، 'وصلاۃ العصر' کے الفاظ کے بغیر مکتوب ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ﴿لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ﴾ [فصلت:۴۲]

جواب: بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس اپنے مخصوص مصاحف تھے۔ وہ ان مصاحف میں تفسیرات، تعلیقات اور توضیحات وغیرہ لکھ لیا کرتے تھے۔ جن مصاحف کا آپ نے تذکرہ کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مصاحف میں 'وصلوۃ العصر' کے الفاظ کی زیادتی کے ساتھ مکتوب تھی۔ یہ تفسیری جملے کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور متعدد اَحادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ "صلوۃ الوسطی" سے مراد "صلوۃ العصر" ہے اور یہ روایت اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں اصح ترین ہے۔

عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہی اَہل علم کا اختلاف رہا ہے کہ صلوۃ الوسطیٰ سے کون سی نماز مراد ہے؟ نمازِ فجر ہے، ظہر ہے یا عصر ہے؟ یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ صحیح ترین رائے یہی ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے۔ اسکی صراحت اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مصحف میں 'وصلوۃ العصر' کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

ان دنوں تفسیر کو اصل متن سے جدا لکھنے کا کوئی معروف طریقہ رائج نہ تھا۔ قوسین (بریکٹیں) معروف نہ تھیں کہ تفسیری جملوں کو ان کے درمیان لکھ دیا جاتا یا الگ رنگ سے لکھ دیا جاتا۔ بعض روایات میں واؤ کے ساتھ 'وصلوۃ العصر' اور بعض روایات میں واؤ کے بغیر 'صلوۃ العصر' کے الفاظ ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ اضافہ تفسیر کے قبیل سے ہے، اس کا کلام اللہ (قرآن مجید) کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے اس تفسیری جملے 'وصلوۃ العصر' کو مصحف عثمان اور مصحف امام میں نہیں لکھا گیا کیونکہ مصحف امام میں صرف وہی کلام لکھا گیا ہے جس کا سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرضۂ اَخیرہ میں دور کیا تھا۔ تفسیرات و توضیحات وغیرہ کو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حذف کر دیا تھا اور اس پر صحابہ، تابعین اور تمام مسلمانوں کا طویل زمانے سے اِجماع چلا آ رہا ہے۔ اس وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور ان کے بعد ائمہ، قراءِ سبعہ، قراءِ عشرہ اور مسلمانوں میں سے کسی ایک نے بھی مصحف عائشہ کے مطابق نہیں پڑھا۔

ہمارے ہاں حجت مصحف عثمان ہے۔ جس پر پوری اُمت کا اجماع ہے۔ جسے سلف سے خلف نقل کرتے آ رہے ہیں اور وہ ضروریات دین میں سے ہے۔ مصحف عثمان سے جو کچھ بھی زائد ہے وہ تفسیر کا حکم رکھتا ہے۔ جیسے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں 'فصیام ثلثة أیام متتابعات' مکتوب تھا۔ اہل علم لفظ 'متتابعات' کو تفسیر ہی شمار کرتے ہیں۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قسم کے کفارہ کی وضاحت کر کے ان الفاظ کا اِضافہ کر لیا تھا۔ اگر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ آج ہمارے اس دور میں ہوتے تو ضرور ان کلمات کو بین القوسین، اصل متن سے مختلف رنگ کے ساتھ یا حاشیہ پر لکھتے۔ لیکن اس زمانے میں ایسی کوئی شئ معروف نہ تھی۔ وہ اپنے قدرتی ملکہ سے ہی اصل متن اور تفسیر کو پہچان لیتے تھے۔ اسی لیے اُمت اِسلامیہ نے ان تفسیرات کو کلام اللہ اور اصل متن شمار نہیں کیا۔ اصل مصحف اور اصل متن وہی ہے جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہے جس کے بارے میں اللہ کا وعدہ ہے۔ ﴿لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ﴾ [فصلت:۴۲] کائنات میں کوئی ایسی کتاب موجود نہیں ہے جس کے خادموں کی تعداد کتاب اللہ قرآن مجید کے برابر ہو۔ سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ [الحجر:۹]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[فضیلۃ الشیخ محمد یوسف قرضاوی حفظہ اللہ]

[http://www.burhanukum.com/article83.html]

علم قراءات کا ارتقاء

علم قراءت کی ابتداء پہلی وحی کے ساتھ ہی ہوگئی تھی۔ جب سیدنا جبرئیل علیہ السلام لوح محفوظ سے اللہ کی کلام لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔اس وحی کا پہلا کلمہ [اِقْرَأْ] تھا۔سیدنا جبرئیلؑ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت کی کیفیت و ادائیگی سکھلائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح قرآن مجید نازل ہوا تھا اسی طرح اپنے صحابہ کرام کو سکھلا دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی نمازوں اور اپنے گھروں میں قرآن مجید کی تلاوت فرماتے رہے۔پھر انہوں نے اسے اپنی اولادوں اور ساتھیوں کی طرف منتقل کر دیا اور بعد میں آنے والے تابعین کو سکھلایا۔یہاں تک کہ ہم تک پہنچ گیا۔

لیکن قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تلفظ اور نطق میں عرب قبائل کے لہجات کا خیال رکھتے تھے۔

امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو ایک مصحف میں جمع کر دیا۔پھر عہد عثمانی میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کبار صحابہ کے مشورے سے قرآن مجید کے سات نسخے تیار کیے جن کو مختلف اسلامی علاقوں کی طرف روانہ کر دیا گیا۔

اسلامی لشکر اپنے ساتھ قرآن اٹھائے ہوئے ہوتے تھے اور ہر جگہ اس کی تلاوت کیا کرتے تھے اور حلقۂ اسلام میں داخل ہونے والے نئے قبائل کو سکھلاتے تھے اور ہر گروہ اس کی ویسے ہی تلاوت کرتا تھا جیسے انہوں نے سنا ہوتا یا نقل کیا ہوتا یا وہ رسم عثمانی کے مطابق تلاوت کر لیتے تھے۔چنانچہ مختلف شہروں کی قراءات بھی مختلف ہوگئیں۔جیسا کہ ایک ہی لشکر میں متعدد قراء ات پڑھنے والے ہوتے تھے۔

چنانچہ حفاظ اور قراء کرام اُٹھ کھڑے ہوئے جنھوں نے قراءات کو دقت و تحقیق کے ساتھ ضبط کر دیا،قراءات کے اختلافات کو مدون کیا اور اسے آگے نقل کرنے لگے۔ان قراء کرام میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی ایک قراءت اور اپنا ایک منہج اختیار کر لیا اور اپنے تلامذہ کو اسی کے مطابق پڑھانے لگے۔وہ گویا کہ ایک مذہب اور طریق بن گیا جو قراءت کے نام سے معروف ہوا۔

چنانچہ سات قراءات میں سات قراء کرام مشہور ہوگئے اور ان کے ساتھ ساتھ مزید تین قراءات مشہور ہوگئیں جو پہلی سات سے کچھ کم مشہور ہیں۔وجوہ نادرہ وشاذہ کو شمار کرنے سے مزید چار قراءات سامنے آئیں۔ نتیجے میں مکمل طور پر چودہ قراءات معروف ہوگئیں۔

پس قراءت : سے مراد وہ طریق یا مذہب ہے،جس پر ائمہ قراءات میں سے کوئی امام دیگر کی مخالفت کرتے ہوئے چلتا ہے۔خواہ یہ مخالفت نطق حروف میں ہو یا نطق ہیئت میں ہو۔اب ساری قراءات کسی نہ کسی امام اور مقری کی طرف منسوب ہیں جن کی سند تواتر کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک ثابت ہے۔

[دار الفتوى في جمهور اللبنانية]

[http://www.darfatwa.gov.lb/content.asp+?catid=49&divid=div1000&islam=1]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر قاری محمد مظفر☆

بریلوی مکتبہ فکر کے قراء کرام کی خدمات

ادارۂ رشد کی خواہش تھی کہ ''برصغیر پاک و ہند میں تجوید وقراءات کے آغاز وارتقاء'' کے حوالے سے فرقہ وارانہ تعصّبات سے بالاتر رہ کر تمام مکاتب فکر کی ہمہ جہت کوششوں کا ایک جائزہ پیش کیا جائے۔ قراءات نمبر اول ودوم میں برصغیر میں اہلحدیث اور دیوبندی قراء کرام کی تجوید قراءات میں خدمات کی تفصیل پیش کی گئی تھی۔ اس ضمن میں بریلوی مکتبہ فکر کے قراء ومجودین کی خدمات بھی قابل ستائش ہیں۔ زیرنظر تحریر میں جناب ڈاکٹر قاری محمد مظفر نے بریلوی مکتبہ کے کبار قراء کرام کی تجوید وقراءات میں خدمات کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا ہے۔ جس سے بخوبی علم ہوجاتا ہے کہ برصغیر پاک وہند میں تمام مسالک کی مشترکہ مساعی جمیلہ سے آج یہ علم زندہ وتابندہ ہے۔ [ادارہ]

حضرت قاری محمد طفیل نقشبندی رحمہ اللہ

ولادت اور بچپن

''قاری محمد طفیل نقشبندی رحمہ اللہ ۱۹۶۵ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حاجی عبدالرحمٰن، حیدرآباد سندھ میں اُن کہ وفات ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔''

''اُن کی قبر ہالہ ناکہ حیدرآباد کے احاطے میں ہے۔ قاری صاحب کے دادا کا نام حاجی محمد حسین تھا جو امرتسر کی سبزی منڈی میں بیجوں کی تجارت کیا کرتے تھے اور جن کا گھرانہ دینی اور انسانی خدمت کے حوالے سے امرتسر میں ہمیشہ پیش پیش رہا کرتا تھا۔''

''جد امجد حاجی اللہ رکھا رحمہ اللہ ''جنت المعلّٰی'' مکہ مکرمہ میں مدفون ہیں۔ قاری صاحب بچپن میں ہی حضرت امیر ملت رحمہ اللہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے۔ ڈیڑھ سال کے مختصر عرصے میں قرآن پاک یاد کیا۔ اس وقت قاری صاحب کی عمر دس سال تھی۔ ابتدائی تعلیم قاری کریم بخش شاگرد محمد صدیق شبلی، قاری خدا بخش اور قاری ظفر علی کے شاگرد ہیں، سے حاصل کی روایت حفص عبدالرزاق لکھنوی سے حاصل کی۔

تعلیم وتربیت

''جنگ جرمن (۱۹۳۹ء سے لے کر ۱۹۴۱ء تک) کے عرصے میں قاری صاحب حرمین شریفین میں رہے اور مدینہ منورہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدرس شیخ حسن بن ابراہیم الشاعر سے روایت حفص کی تکمیل کی۔ قاری صاحب اپنے شاگردوں کو روایت امام حفص کی جو سند دیتے تھے وہ انہی کے واسطے سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔

☆ پی ایچ ڈی علومِ عربیہ، پنجاب یونیورسٹی ...... فاضل قراءات عشرہ، صدر مدرّس 'درس حضرت میاں وڈّا صاحب'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قاری صاحب رحمہ اللہ نے قراءات سبعہ، مدرسہ فخریہ عثمانیہ مکہ مکرمہ میں قاری محمد اسحاق سے پڑھیں، قاری مجیب الرحمٰن سے بھی استفادہ کیا۔ بقول قاری محمد سلیمان اعوان، قاری صاحب نے قراءات عشرہ کی تکمیل شیخ حسن بن ابراہیم الشاعر سے کی۔''

قاری صاحب نے اُردو خطاطی منشی فیض محمد امرتسری سے اور عربی خطاطی ''مدرسہ صولتیہ'' مکہ معظّمہ کے قاری امین الدین سے سیکھی۔ فیروزسنز کے کاتب منشی عبدالرشید عادل گڑھی کے پاس بھی خطِ نسخ کی مشق کی۔ حدیث شریف علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ سے پڑھی۔ قاری صاحب اگرچہ کپڑے کی تجارت بھی کرتے رہے، چار پانچ سال آڑھت بھی کی تاہم ان کی توجہ تحصیل علم کی طرف بھی باقاعدہ رہی اور فراغت کے بعد قرآن کریم کی تدریس اور تلاوت میں مصروف رہے اور سینکڑوں حافظ اور قاری تیار کرکے دُنیا سے رخصت ہوئے۔''

تدریس کا آغاز

''قاری صاحب نے ابتدأء امرتسر میں تجوید وقراءت کی تعلیم کے لیے مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ قائم کیا۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۶ء تک جامع مسجد وزیرخان، لاہور میں رہے۔''

''قاری صاحب ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۶ء تک جامع مسجد وزیرخان لاہور میں نائب خطیب اور مدرس کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ اس عرصے میں غازیٔ کشمیر حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمہ اللہ اور مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ سے دینی تعلیم بھی حاصل کرتے رہے۔ اسی دور میں جامع مسجد عیدگاہ، گڑھی شاہو، لاہور (اب جامعہ نعیمیہ) کے خطیب حضرت مولانا سید امانت علی شاہ رحمہ اللہ کے ایک ہونہار بچے محمد یوسف کو قاری صاحب کے پاس لائے۔ قاری صاحب نے انہیں قرآن پاک حفظ کرایا اور ساتھ ہی خطِ نسخ (عربی رسم الخط) کی مشق کرائی۔ یہی بچہ بعد میں حافظ محمد یوسف سدیدی کے نام سے فن کتابت کی دنیا میں بے تاج بادشاہ کے طور پر مشہور ہوا اور کتابت کے فن شریف میں بے مثال شاہکار ثابت ہوا۔ قاری صاحب کے ایک دوسرے شاگرد سردار محمد امرتسری کاتب نے اُردو رسم الخط اور مصوری میں شہرت حاصل کی۔ مولانا عبدالرشید، راولپنڈی کے روزنامہ ''کوہستان'' اور ''تعمیر'' میں ہیڈ کاتب کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔''

تلاوتِ قرآن اور نماز تراویح

''اللہ تعالیٰ نے انہیں (قاری محمد طفیل صاحب کو) سوز وگداز اور لحن داؤدی کی نعمت عطا فرمائی تھی۔ آواز اتنی بلند کہ بڑے سے بڑے اجتماع میں لاؤڈ اسپیکر کے بغیر تمام حاضرین تک پہنچ جاتی تھی۔ انہوں نے بے شمار مذہبی اور سیاسی جلسوں میں قرآن پاک کی تلاوت کی۔ کئی سامعین پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی۔ آریہ سماج پشم والا بازار، امرتسر میں مسلمانوں اور آریوں میں مناظرے ہوتے۔ آریہ اپنے جلسے کا آغاز ہارمونیم اور طبلہ پر آرتی اُتار کر کرتے، مسلمانوں کے جلسے میں قاری صاحب تلاوت کرتے۔ قرآن کریم کی برکت اور قاری صاحب کی سحر انگیز آواز کا یہ اثر ہوتا کہ بہت سے آریہ مسلمان ہوجاتے۔''

''ڈپٹی عزیز الدین کے صاحبزادے شیخ عبدالمجید وکیل کی دعوت پر قاری صاحب امرتسر سے لاہور تشریف لائے اور لاہور ریڈیو کے افتتاح کے موقع پر تلاوت کی۔ ۱۹۴۶ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں مسلم لیگ کا آخری جلسہ سید

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت علی شاہ محدث علی پوری ؒ کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب بھی شریک تھے۔ اس اجلاس میں بھی قاری صاحب نے تلاوت کی۔ خطیب احرار حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر تھی۔ شاہ جی نے تقریر کرتے ہوئے کہا: ''کتنے افسوس کی بات ہے کہ اتنا عظیم قاری، اور کپڑے کی دکان پر بیٹھا ہوا ہے۔'' مختصر یہ کہ ان گنت اجلاسوں میں قاری صاحب نے تلاوت کی اور اپنے لحن داؤدی سے حاضرین کو مسحور کیا اور اُن پر وجد کی کیفیت طاری کردی۔''

''انہیں پاک و ہند کے مختلف شہروں مثلاً دہلی، کلکتہ، مدراس، بمبئی، حیدر آباد دکن، بنگلور، میسور، لاہور، ملتان، حیدرآباد اور کراچی میں تراویح پڑھانے کا موقع ملا۔''

قاری صاحب نے حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مؤلف 'عظمتوں کے پاسباں' کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:

''فقیر کا ایمان ہے حرمین شریفین کے درودیوار فقیر کی تلاوت کی گواہی دیں گے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں نماز فجر کے بعد فقیر کے ساتھ کافی لوگ مقامات مقدسہ کی زیارت کے لیے جاتے تو ہر مقام پر فقیر کی تلاوتیں گونج رہی ہوتیں، لہٰذا اس پاک سرزمین کے درودیوار بھی فقیر کی سفارش فرمادیں گے۔ انشاء اللہ'' [تحریر ۱۴۔ اپریل ۱۹۸۴ء، حوالہ: عظمتوں کے پاسباں'' صفحہ نمبر ۱۳۷]

''قاری صاحب، حضرت مولانا محمد اسماعیل غزنوی امرتسری کے ہمراہ شاہ عبدالعزیز ابن سعود کے محل میں گئے اور تلاوت کی۔ مدینہ منورہ میں معلّم حیدر الحیدری کے ساتھ گورنر مدینہ کے ہاں گئے اور تلاوت کی۔ اسی طرح شاہ فیصل کے سامنے جمعہ کے دن مسجد عباس، طائف میں تلاوت کی۔''

''مکہ معظّمہ کے معلّم، عمر اکبر نے ۱۹۳۰ء میں قاری صاحب کی اقتداء میں امرتسر میں نماز تراویح ادا کی تھی۔ مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوئی تو کہنے لگے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پنجاب کے رہنے والے بھی قرآن پاک پڑھنا جانتے ہیں۔''

قاری صاحب نے حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کے نام مکتوب میں تحریر فرمایا:

''مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قدیم باشندے فقیر کی تلاوت سن کر فخر کیا کرتے تھے کہ فقیر کی تلاوت عرب سن رہے ہیں، جو کہتے تھے کہ پنجابیوں کو قرآن پڑھنا نہیں آتا۔''

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

[حوالہ ''عظمتوں کے پاسباں'' صفحہ نمبر ۱۳۷، ۱۳۸]

دارالعلوم قرآنیہ رحمانیہ کا قیام

''یہ ادارہ قیام پاکستان سے قبل امرتسر اور لاہور مسجد وزیرخان میں ۱۹۴۶ء تک قائم رہا۔ قیام پاکستان کے بعد حیدرآباد میں اس ادارے کا قیام عمل میں آیا اور بے سروسامانی کی حالت میں محض اللہ پر توکل کرتے ہوئے شروع کردیا گیا۔''

''۱۹۵۰ء میں قاری صاحب مسجد مائی خیر، فقیر کا پڑ، حیدرآباد کے متولی مقرر ہوئے تو دارالعلوم اس مسجد میں منتقل کردیا۔ ۱۹۵۴ء میں قاری صاحب ملتان چلے گئے اور کپڑے کے کاروبار کے ساتھ ساتھ جامع مسجد پتراں والی میں تدریس شروع کردی۔ اسی جگہ استاذ القراء قاری عبدالرحمٰن بلوچستانی ؒ نے قاری صاحب کی خدمت میں حاضر ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرفن تجوید وقراءت میں کمال حاصل کیا۔ بعد میں پندرہ سال تک انوار العلوم ملتان میں طلبہ کو تجوید پڑھاتے رہے اور رمضان المبارک میں دورۂ تجوید وقراءت کا اہتمام بھی کرتے رہے۔

''۱۹۵۸ء میں قاری صاحب پھر حیدر آباد تشریف لے گئے۔ مسجد مائی خیری میں قائم دارالعلوم قرآنیہ رحمانیہ باقاعدہ کام کرتا رہا اور قاری صاحب ہی اس کے مہتمم تھے۔ ۱۹۶۰ء میں محکمہ اوقاف قائم ہوا، جس نے مسجد اور مدرسہ اپنی تحویل میں لے لیا۔ قاری صاحب کو اسٹیشن روڈ، حیدر آباد میں ایک وقف بلڈنگ مل گئی۔ ۵ مارچ ۱۹۶۲ء کو اس میں دارالعلوم قرآنیہ رحمانیہ کا آغاز کردیا۔''

''مدرسہ قرآنیہ رحمانیہ اسٹیشن روڈ، حیدر آباد میں دیگر بہت سی مساجد میں فی سبیل اللہ قرآن پاک کی خدمت انجام دیتے رہے جن میں

① مسجد مائی خیری فقیر کا پڑ ② مسجد فتح محمد شاہ بخاری کھائی روڈ سرے گھاٹ

③ مسجد ایک مینار حنفیہ گرونگر تالاب نمبر ۳ اور ④ مسجد ریلوے پولیس لائن خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔''

''قاری صاحب اپنے قائم کردہ مدرسہ میں تدریسی فرائض سرانجام دے رہے تھے، لیکن مولانا مفتی محمد محمود الوری رحمہ اللہ کی فرمائش پر دارالعلوم رکن الاسلام حیدر آباد میں رہائش اختیار کی اور پچیس تیس سال کا عرصہ اپنے مدرسہ کے ساتھ ساتھ دارالعلوم رکن الاسلام میں بھی پڑھاتے رہے۔ ۱۹۸۴ء میں جناح مسجد، کراچی میں تشریف لے گئے اور تدریس کا سلسلہ شروع کردیا۔''

ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان آف سروبہ راوی ہیں:

''استاد گرامی کو خوش نویسی کا ایسا ذوق تھا کہ جب میں ایران کے شہر تہران میں چہارمین دورہ مسابقات بین المللی حفظ وقراءت کریم میں شریک مقابلہ ہونے جارہا تھا تو آپ جناح مسجد، برنس روڈ کراچی میں تجوید وقراءت پڑھاتے تھے، آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ ''ایران میں مشہور خطاط ہیں انہوں نے ''چہل احادیث'' کتابت کی ہیں، جب تم واپس آؤ تو میرے لیے ایک نسخہ پاکستان لیتے آنا۔''

''جب حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ ہالینڈ تشریف لے گئے تو جناح مسجد، برنس روڈ، کراچی میں تراویح کے لیے اپنے استاد بھائی الحاج قاری محمد طفیل نقشبندی رحمہ اللہ کو اپنی جگہ پر مقرر فرمایا۔''

قاری صاحب نے 'مسجد نور' کراچی، 'رحمانیہ مسجد' طارق روڈ کراچی میں بھی اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں نبھائیں۔ وفات سے دو ماہ قبل 'الا نہ مسجد' رام سوامی، نشتر روڈ کراچی میں تدریس شروع کی اور اسی جگہ داعیٔ اجل کو 'لبیک' کہا۔

وصال مبارک

قاری صاحب کے صاحبزادے چوہدری آفتاب احمد آرائیں کا بیان ہے:

''عیدالاضحیٰ کا موقع تھا، ہم لوگ ۸ ذوالحجہ کو والد صاحب کو گھر لانے کے لیے 'الا نہ مسجد' پہنچے تو آپ نے کہا کہ 'کل صبح ۹ بجے مجھے آ کر لے جانا' دوسرے دن آپ نے فجر کی نماز ادا کی، وظائف پڑھے اور کلام پاک کا دور فرمایا۔ اور جب ہم لوگ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ کی رُوح قفس عنصری سے پرواز کرچکی ہے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون.

''استاذ القراء قاری محمد طفیل نقشبندی کی وفات بروز جمعرات بتاریخ ۹ ذوالحجہ ۱۴۰۹ ہجری بمطابق ۱۳ جولائی ۱۹۸۹ء بوقت صبح ۹ بجے ہوئی۔ آپ کی میت بروز جمعہ بتاریخ ۱۴ جولائی ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۰ ذوالحجہ ۱۴۰۹ ہجری یعنی عیدالاضحیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دن دوپہر ایک بجے مسجد بلال نزد پریڈی پولیس اسٹیشن صدر کراچی سے اٹھائی گئی اور نماز جنازہ 'الانہ مسجد' رام سوامی، نشتر روڈ کراچی میں بعد نماز جمعہ ادا کی گئی۔ جس کی امامت قاری محمد علی قصوری صاحب نے فرمائی۔ نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت فرمائی۔ آپ کو حسن اسکوائر، سرشاہ محمد سلیمان روڈ، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۱۲، سکیم نمبر ۲۱ کراچی کے نزد منو گوٹھ قبرستان میں رحمت الٰہیہ کے سپرد کر دیا گیا۔"

اَزواج واَولاد

"قاری صاحب رحمہ اللہ نے اپنی زندگی میں دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی کا نام خورشید بیگم ہے جو بہ عمر ۹۰ سال تا حال لاہور میں حیات ہیں۔ ان کے بطن سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہیں۔

① صاحبزادہ کیپٹن عمر فاروق جو پی آئی اے ٹریننگ کالج کے پرنسپل کے عہدے سے ریٹائرڈ ہیں۔

② صاحبزادی بسم اللہ زوجہ عبدالحمید ہیں۔ یہ صاحبزادی درس و تدریس سے وابستہ ہیں اور ان کے شوہر پنجاب انجینئرنگ کالج کے پرنسپل ہیں۔"

"قاری صاحب کی دوسری زوجہ محترمہ کا نام مہر النساء تھا جنہوں نے ۱۹۵۸ء میں حیدر آباد میں وفات پائی اور ٹنڈو یوسف قبرستان میں مدفون ہیں۔ ان کے بطن سے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی تولد ہوئی۔ جن کی تفصیل یہ ہے:

① الحاج چوہدری محمد نواز (مرحوم) ② چوہدری مختیار احمد (مرحوم) ③ چوہدری آفتاب احمد

④ حاجی چوہدری اعجاز احمد ⑤ حافظ سرفراز احمد ⑥ نجم النساء زوجہ نثار احمد۔"

شاگردان رشید (تلامذہ)

"قاری صاحب رحمہ اللہ کے پڑھانے کے لیے وقت کی کوئی پابندی نہ تھی۔ دن ہو یا رات، جب بھی کوئی طالب علم حاضر ہوتا، اُسے فیض سے محروم نہ کرتے۔ ان کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے چند تلامذہ کے نام یہ ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ان ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے:

① قاری عبدالرحمٰن بلوچستانی ② قاری علی احمد روہتکی ③ حافظ محمد یوسف سدیدی
④ قاری محمد اکرم ⑤ قاری غلام محمد ⑥ علامہ ڈاکٹر ابوالخیر صاحبزادہ محمد زبیر
⑦ قاری محمد سلیمان اعوان ⑧ قاری خیر محمد چشتی ⑨ قاری محمد دین
⑩ قاری محمود الحسن ⑪ قاری محمد اسحاق ⑫ قاری محمد رفیق اشرفی
⑬ قاری بشیر احمد ملتانی ⑭ قاری محمد اَفضل ⑮ قاری محمد بخش ازہری
⑯ قاری نور الحسن چشتی سریالی ⑰ قاری عبدالعزیز نقشبندی ⑱ قاری معین الدین بدایونی
⑲ قاری خدا بخش ⑳ قاری خادم حسین چشتی ㉑ قاری عبدالغنی اولڈھم
㉒ قاری عبدالرحیم ㉓ علامہ قاری محمد شریف ㉔ قاری عبدالرزاق
㉕ قاری محمد اَبرار ㉖ قاری نواز انجم بڈیانہ ㉗ قاری محمد ارشد
㉘ پروفیسر قاری خان گل خان ㉙ قاری غلام جیلانی، بھکر ㉚ قاری شاہ نواز
㉛ قاری غلام حسن ㉜ قاری مقبول احمد نقشبندی ㉝ قاری عبدالرشید اعوان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۴ قاری منیر احمد آرائیں ۳۵ قاری لعل حسین مدنی ۳۶ قاری چراغ دین اعوان

قاری صاحب رحمہ اللہ کے نمایاں طور طریقے

''مولانا قاری محمد طفیل نقشبندی مجددی رحمہ اللہ تواضع اور حسن اخلاق کا پیکر تھے۔ آپ کے شیدائی تلمیذ رشید، ڈاکٹر قاری محمد سلیمان اعوان سروبہ اس ضمن میں اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آپ صوم وصلوٰۃ کے زبردست پابند تھے، سنت کے مطابق پگڑی زیب سر رکھتے، بالوں میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگاتے تھے۔ پوری زندگی فجر کی نماز کے بعد تین پارے دیکھ کر تلاوت فرماتے رہے۔ رمضان شریف میں سوا پارہ 'تدویر' میں پڑھتے اور جامع مسجد، آزاد میدان، ہیرآباد، حیدرآباد میں تین روزہ تراویح میں پورا قرآن پاک ختم فرماتے تھے، رکن الاسلام میں روزانہ صبح ۸ تا ۱۲ بجے 'ترتیل' اور 'تدویر' میں طلباء سے تلاوت کراتے اور کتب تجوید زبانی پڑھاتے تھے۔

''آپ کو دودھ سے خاص رغبت تھی حتیٰ کہ دورۂ تجوید وقراءت میں ہر قاری کے لیے آدھا کلو دودھ مقرر فرماتے تھے اور اس کی یہ توجیہہ فرماتے تھے کہ ''شب معراج میں رسول اکرم ﷺ نے سارے پیالوں میں سے دودھ کے پیالے کو پسند فرمایا، اس کے علاوہ جنت کے نیچے دو نہریں ہیں، ایک ہیجان اور دوسری سیجان، یعنی ایک دودھ کی اور دوسری شہد کی۔''

حضرت علامہ قاری محمد یوسف صدیقی

نام ونسب

آپ کا نام محمد یوسف صدیقی رحمہ اللہ بن مولانا پیر سید محمد حبیب صدیقی رحمہ اللہ ہے۔

ولادت

۱۷ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو ضلع مانسہرہ کے ایک گاؤں موضع 'ہاتھی میرا' میں پیدا ہوئے۔

خاندانی وَجاہت

آپ کے والد گرامی زبردست عالِم دین تھے۔ فقہ وتفسیر میں اُنہیں گہرا شغف تھا۔ آپ کے چچا حضرت مولانا محمد صالحین ہزاروی رحمہ اللہ اور خسر حضرت مولانا محمد ایاز رحمہ اللہ اپنے دَور کے جید علماء میں شمار ہوتے ہیں، اَیسے عظیم اور علمی خاندان میں حضرت قاری محمد یوسف صدیقی رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔

اِبتدائی تعلیم

آپ نے اِبتدائی تعلیم مروجہ اور خاندانی رِوایات کے تحت گھر سے حاصل کی۔ فارسی اور عربی علوم وفنون اپنے بلند پایہ والدِ محترم سے حاصل کی جنھوں نے بڑی توجہ، محنت اور شفقت سے اُنہیں بالخصوص عربی کی تعلیم کے زیور سے آراستہ فرمایا۔ فقہ اور نحو کے اَدق علوم بھی اپنے والدِ گرامی سے حاصل کئے۔

اعلیٰ تعلیم

مزید تعلیم کے حصول کے لیے مولانا صفی اللہ رحمہ اللہ سوسل (اوگی ہزارہ) کی خدمت میں حاضری دی۔ چند برس ان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت میں حاضر رہنے اور یہاں سے علم کے موتی چننے کے بعد آپ لاہور تشریف لے آئے۔ جہاں اس زمانے کی ممتاز علمی، روحانی اور سیاسی شخصیت جناب مولانا سید ابوالبرکات رحمہ اللہ علم وعرفان کی شمع روشن کئے ہوئے تھے۔ مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ کی بلند پایہ شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ قاری محمد یوسف رحمہ اللہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے اس شاہین کی زبردست تربیت کرنے کی ٹھان لی۔ قاری صاحب رحمہ اللہ نے بھی اُن کی خدمت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اُستاذ شاگرد کی باہمی شفقت ومحبت قابل دید تھی۔ مولانا ابوالبرکات رحمہ اللہ ان کی ذہانت وفطانت اور دین سے گہرے شغف اور ان کی درویش صفت شخصیت کے بڑے مداح تھے۔ اُنہیں اپنے اس منفرد شاگرد پر بڑا فخر تھا۔ ان کے بعد مجاہد تحریکِ پاکستان مولانا عبدالغفور ہزاروی رحمہ اللہ سے علمی فیض حاصل کیا۔

علم تجوید کا حصول

علم تجوید کے حصول کے لیے قاری محمد یوسف رحمہ اللہ نے اپنے دور کے ممتاز ترین اَساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ ان کے اَساتذائے گرامی میں جناب اُستاذ القراء جناب قاری اَمیر الدین بجنوری، قاری محمد شاکر انور اور جناب قاری سید حسن شاہ بخاری سرفہرست ہیں۔ قاری محمد یوسف صدیقی رحمہ اللہ فی الحقیقت دَرویش صفت اِنسان تھے۔ خاندان میں وِراثت کے طور پر اُنہیں جو کچھ ملا اور وہ چاہتے تو مالی اعتبار سے بہترین زندگی بسر کرسکتے تھے۔ مگر ان کی قلندرانہ جبلت اس طرف نہ آسکی۔ اُن کی تمنا تھی کہ دین کی خدمت کرتے ہوئے عمر بیت جائے۔ لاہور کی انجینئرنگ یونیورسٹی کی شاندار مسجد ان کی کوششوں کا خوبصورت مرقع ہے۔ آپ نے اُسے تعمیر کیا اور خاصا عرصہ یہاں اِمام وخطیب کے فرائض اَنجام دیئے۔

تدریسی دَور کا آغاز

۱۹۵۶ء میں اُنہوں نے کاچھوپورہ (لاہور) میں 'خدام القرآن' کے نام سے ایک خوبصورت مدرسہ قائم کیا۔ قرب وجوار کے متوسط اور معاشی طور پر تنگدست لوگوں کی خدمت کرنے میں اُنہیں دلی خوشی ہوتی تھی۔ وہ نہ صرف لوگوں کے مذہب کی دولت سے مالا مال کرتے بلکہ اُن کی مالی اِمداد بھی کرتے۔ قاری محمد یوسف صدیقی رحمہ اللہ نے کچھ عرصہ جامع مسجد چوک دالگراں میں خدمات اَنجام دیں اور جامعہ نعیمیہ میں مولانا مفتی محمد حسین نعیمی صاحب کے نائب کے طور پر بھی کام کیا۔ گوالمنڈی کی جامع مسجد تاجے شاہ اور جامع مسجد انجن شیڈ اس کے علاوہ جامعہ غوثیہ وسن پورہ، جامعہ شمسیہ فیض العلوم فیض باغ میں بھی درس قراءت دیتے رہے۔

جامعہ صدیقیہ کا قیام

یکم اپریل ۱۹۶۳ء میں استاذ القراء جناب قاری محمد یوسف رحمہ اللہ نے لاری اڈہ لاہور کے بالمقابل بیرون مستی گیٹ میں ایک شاندار علمی مدرسے کی بنیاد رکھی جس کا نام آپ کے رفیق عزیز جناب علامہ عبدالنبی کوکٹ رحمہ اللہ نے خلیفہ اوّل حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت سے 'جامعہ صدیقیہ سراج العلوم' تجویز کیا۔ جہاں تجوید اور حفظِ قرآن کا کام بھی شروع کردیا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُن کی علمی اور روحانی شخصیت کے ناطے سے لوگ دھڑا دھڑ اپنے بچوں کو اس نابغۂ روزگار کی درس گاہ میں داخل کرانے لگے۔ اِس عظیم مدرسے میں حفظ اور فن تجوید پر خصوصی توجہ دی گئی اور آنے والے وقت میں یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِدارہ فن تجوید کا عظیم کا مرکز بن گیا۔ وہ لوگ جو جامعہ صدیقہ سراج العلوم سے فارغ التحصیل ہوتے تو اس بات کا اظہار بڑے فخر اور محبت سے کرتے کہ ہم جامعہ صدیقیہ کے فارغ التحصیل ہیں۔

جمعیت علمائے پاکستان سے وابستگی

جمعیت علمائے پاکستان سے آپ کی گہری وابستگی تھی۔ آپ کے قریبی دوست مولانا شاہ اَحمد نورانی رحمہ اللہ، مولانا عبدالستار نیازی رحمہ اللہ اور مولانا اکبر ساقی رحمہ اللہ وغیرہ۔ آپ کی اِمداد اور دعائیں حاصل کرنے کے لیے قاری یوسف صدیقی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ جمعیت علمائے پاکستان میں آپ کا کردار نمایاں ہے۔ آپ جمعیت علمائے پاکستان کی کامیابی کے لیے ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

اَئمہ کرام کے کورس میں اوّل پوزیشن

آپ اِمام القراء تو تھے ہی لیکن اپنی علمی قابلیت کی بنا پر ۱۹۶۷ء میں جامعہ اِسلامیہ بہاولپور سے اَئمہ کرام کے کورس میں اَوّل پوزیشن حاصل کی۔

حج بیت اللہ کی سعادت

رب ذوالجلال نے آپ کو ۱۹۷۶ء میں بعد میں ۱۹۸۶ء میں حج بیت اللہ شریف اور روضۂ اَقدس ﷺ کی زیارت کا شرف نصیب فرمایا۔ (دوسری مرتبہ حج بیت اللہ کے موقع پر آپ کی زوجہ محترمہ بھی آپ کے ہمراہ تھیں)

تصانیف

آپ عالم صفت قاری تھے اور اپنے علم میں اِضافے کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے فن تجوید وقراءات کے آپ رحمہ اللہ اچھے استاد تھے۔ آپ کی تصنیف 'مقدمہ التجوید اور ضیاء التجوید' تجوید کے اِسرار و رموز پر بہترین کتابیں سمجھی جاتی ہیں۔

اَولاد

آپ کے صاحبزادگان قرآنِ پاک کے نہ صرف حافظ بلکہ زبردست قاری ہیں جن کے اَسماء یہ ہیں:

① صاحبزادہ قاری غلام مصطفیٰ صاحب صدیقی رحمہ اللہ
② صاحبزادہ قاری جمیل احمد مدنی
③ صاحبزادہ قاری احمد شکیل صدیقی
④ صاحبزادہ قاری احمد عقیل صدیقی
⑤ صاحبزادہ قاری وقاص احمد صدیقی

تلامذہ

آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت کثیر ہے چند مشاہیر درج ذیل ہیں:

① قاری غلام مصطفیٰ صدیقی
② قاری جمیل احمد
③ قاری شکیل احمد صدیقی
④ قاری عقیل احمد صدیقی
⑤ قاری محمد کرامت اللہ
⑥ قاری احمد دین
⑦ قاری محمد بخش کرمی
⑧ قاری محمد ریاض تونسوی
⑨ قاری سید مظفر حسین شاہ بخاری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑩ قاری غلام عباس ⑪ قاری محمد امین ⑫ قاری پیر عابد سیفی
⑬ قاری محمد اسماعیل ⑭ قاری محمد اکرم نظامی ⑮ پاکستان کے معروف قاری سید صداقت علی

شخصی اَحوال

جمعیت علمائے پاکستان میں آپ کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔

اَندازِ تدریس

چونکہ حضرت قاری صاحب کو مسلک اَہل سنت و جماعت حنفی بریلوی میں اِمام القراء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے آپ ماہرفن تھے اور آپ کا شمار نامور اَساتذہ میں ہوتا تھا تو اُسی لحاظ سے آپ کا اَندازِ تدریس بھی بہت اعلیٰ تھا۔ آپ کا تدریس کا اَنداز سادہ اور بہت جامع ہوتا تھا ہر طالب علم آسانی آپ کی بات سمجھ جاتا تھا آپ کے اِدارہ جامعہ صدیقیہ سراج العلوم میں نماز فجر کے بعد سے لے کر رات گئے تک پڑھائی کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آپ مشق، حدر، تدویر، قوانین اور اِجراء وغیرہ ہر چیز پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔

رِحلت

حضرت قاری صاحب رحمہ اللہ نے ۱۹/اپریل ۱۹۹۲ء کو وفات پائی اور آپ اپنے مدرسہ جامعہ صدیقیہ سراج العلوم میں مدفون ہیں۔ قاری غلام رسول صاحب. قاری برخوردار سدیدی صاحب. قاری کرامت اللہ.

شیخ القراء قاری غلام رسول صاحب لاہور

نام ونسب

آپ کا نام غلام رسول بن الحاج محمد حسین صاحب ہے۔

پیدائش

مئی ۱۹۳۱ء کو جی ٹی روڈ سلامت پورہ لاہور میں پیدا ہوئے۔

اِبتدائی تعلیم

ناظرہ اور پرائمری تک ابتدائی تعلیم آپ نے سلامت پورہ لاہور سے حاصل کی۔

مڈل ومیٹرک

مڈل ومیٹرک گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول گنج مغلپورہ لاہور سے کیا۔

علم تجوید وقراءات کی تکمیل

اِبتداء میں آپ نے کچھ عرصہ استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحب سے جامعہ تجوید القرآن کنڈی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گراں لاہور سے پڑھا اور پھر تجوید وقراءات کا مکمل کورس اُستاذ القراء حضرت مولانا قاری عبدالمالک صاحب سے جامعہ اسلامیہ پرانی انارکلی لاہور سے مکمل کیا اور سندِ فراغت حاصل کی۔

درس نظامی کی تکمیل

آپ نے درس نظامی کی تکمیل جامعہ حزب الاحناف سے کی ہے۔ جامعہ حزب الاحناف میں آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں:

اُستاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی صاحب، شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا حافظ محمد عالم صاحب، استاذ العلماء حضرت علامہ منور علی شاہ صاحب، استاذ العلماء حضرت مولانا سید محمود احمد رضوی صاحب، استاذ العلماء شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا سید ابوالبرکات شاہ صاحب۔

فاضل عربی

آپ نے سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ لاہور سے فاضل عربی کیا۔

مقامات تدریس

آپ نے دورۂ حدیث شریف کے دوران کچھ عرصہ جامعہ حزب الاحناف لاہور میں علم تجوید وقراءات پڑھایا۔ اس کے بعد آپ نے مسلسل ۱۳ سال جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں علم تجوید وقراءات کی تدریس کی اور تجوید وقراءات کے خوب جوہر لٹائے اور تجوید وقراءات کے طلباء اور کثیر تعداد میں شائقین نے آپ سے بھرپور استفادہ کیا۔ جامعہ نعیمیہ کے بعد آپ نے کنگ آٹو سٹور میکلوڈ روڈ لاہور کی عمارت کی ایک منزل پر تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور عرصہ ایک سال تک وہاں پڑھایا جہاں کثیر تعداد میں طلباء اور لوگوں نے آپ سے علم تجوید وقراءات سیکھا۔

جامعہ تجوید القران کی صدر بازار لاہور میں تدریس

۱۹۵۹ء میں آپ نے صدر بازار لاہور کینٹ میں اپنا ادارہ جامعہ تجوید القرآن قائم کیا اور عرصہ دراز تک وہاں بڑی محنت شاقہ سے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے ابھی بھی مختلف اوقات میں آپ تدریس فرما رہے ہیں۔ جب آپ وہاں باقاعدہ پڑھاتے تھے تو طلباء کی کثیر تعداد ہوتی تھی اور جامعہ تجوید القرآن تجوید وقراءات کے مثالی مدارس کی صف میں شامل تھا پورے پاکستان سے طلباء حضرت قاری صاحب کا شہرہ سن کر اس ادارہ میں تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔

جامعہ دارالقرآن نیوگارڈن ٹاؤن لاہور میں تدریس

۱۹۶۷ء میں اپنا ایک اور اِدارہ نیوگارڈن ٹاؤن برکت مارکیٹ لاہور میں دار القرآن کے نام سے قائم کیا یہ ادارہ بڑا عظیم الشان ہے اس ادارہ کی جگہ بڑی وسیع وعریض ہے اور مسجد و مدرسہ کی عمارت بہت وسیع، عظیم الشان اور دیدہ زیب ہے۔ یہ ادارہ رقبہ اور عمارت کے لحاظ سے لاہور کے بڑے اداروں میں شمار ہوتا ہے اس ادارہ میں حضرت قاری صاحب نے عرصہ دراز تک باقاعدہ پڑھایا۔ اور اب بھی آپ مختلف اوقات میں ادارہ ہذا میں پڑھا رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطابت

ابتداء میں آپ جامع مسجد گوالمنڈی لاہور میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے اس کے بعد جامع مسجد اشرفیہ چوک سنت نگر لاہور میں پھر اپنے ادارہ کی مسجد، جامع مسجد نورانی ملحقہ تجوید القرآن صدر بازار لاہور کینٹ میں اور پھر اپنے ادارہ دار القرآن برکت مارکیٹ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

مدارس کا قیام

حضرت قاری صاحب کی اَندرون و بیرون ملک بے شمار خدمات ہیں جس طرح اُن کی شخصیت عظیم ہے اسی طرح ان کے کارہائے نمایاں بھی بہت شاندار اور عظیم ہیں۔ انہوں نے عظیم الشان مدارس قائم کئے ہیں جن سے ہزاروں طلباء و طالبات تعلیم حاصل کر چکے ہیں اور ہزاروں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ آپ کے مدارس کی تفصیل یہ ہے۔

① جامعہ تجوید القرآن، نورانی مسجد صدر بازار لاہور چھاؤنی۔ قائم شدہ ۱۹۵۹ء
② دار القرآن جامع مسجد غوثیہ۔ ۷ سوک سنٹر نیو گارڈن ٹاؤن لاہور۔ قائم شدہ۔ ۱۹۶۷ء
③ مدرسہ تعلیم القرآن، سلامت پورہ لاہور۔ قائم شدہ۔۱۹۷۳ء
④ صدر تجوید القرآن بالمقابل نیول ہیڈ کوارٹر اسلام آباد۔ قائم شدہ۔۱۹۷۳ء

تلامذہ

حضرت قاری صاحب کے تلامذہ کی تعداد سینکڑوں میں ہے جن میں نامور قراء، قاریات اور بڑے بڑے علماء شامل ہیں جو اندرون و بیرون ملک دین حنیف کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ جو قراء و قاریات حضرات بیرون ملک خدمت دین میں مصروف ہیں ان کی تعداد دو صد کے قریب ہے چند مشاہیر تلامذہ کے اسماء درج ذیل ہیں:

① ڈاکٹر قاری محمد یونس، اسلام آباد
② علامہ ڈاکٹر قاری محمد سرفراز نعیمی شہید لاہور
③ قاری منظور احمد نعیمی
④ قاری محمد اکرم نعیمی
⑤ قاری عبدالحفیظ اعوان
⑥ قاری اللہ بخش نقشبندی
⑦ قاری محمد مدثر رسول (فرزند)
⑧ قاری محمد مبشر رسول (فرزند)
⑨ قاری محمد مزمل رسول (فرزند)
⑩ قاری عبدالغفار نقشبندی، ملتان
⑪ قاری محمد صادق
⑫ قاری محمد رمضان قادر
⑬ قاری بشیر نسیم اعوان
⑭ قاری احمد خان باروی
⑮ قاری اللہ بخش ورق
⑯ علامہ قاری غافر بخش
⑰ قاری خادم حسین چشتی

اَولاد

آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔

① قاری محمد مبشر رسول۔ صدر دار القرآن کینیڈا
② قاری محمد مدثر رسول۔ ناظم اعلیٰ، دار القرآن برکت مارکیٹ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور
③ قاری محمد مزمل رسول۔ یہ کینیڈا کے شہر کیلگری میں ہیں اور وہاں دینی مدرسہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحبزادیاں

آپ کی سات صاحبزادیاں ہیں جن میں سے تین فوت ہوگئی ہیں اور چار حیات ہیں۔جن میں تین اپنے قائم کردہ مدارس میں شعبہ حفظ وتجوید وقراءت کی تدریس میں مشغول ہیں۔

تصانیف

حضرت قاری صاحب نے اپنی بے پناہ مصروفیات جن میں درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور بیک وقت کئی کئی محافل میں تلاوت ونعت اورخطابات کے باوجود تصنیف وتالیف کی طرف بھی توجہ دی اور اُن کے لئے یادگار اور صدقہ جاری ہیں۔آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں:

① فن تجوید اور اس کی اہمیت۔تصنیف کردہ ۱۹۶۳ء

② علم التجوید۔تصنیف کردہ ۱۹۶۶ء محکمہ تعلیم میں منظور ہے۔

③ حاشیہ المقدمۃ الجزریہ۔تصنیف کردہ ۱۹۶۷ء

④ اسوۂ خلیل۔تصنیف کردہ ۱۹۵۹ء

⑤ ریاض الجنۃ۔تصنیف کردہ ۱۹۶۱ء

⑥ سیروا فی الارض۔تصنیف کردہ ۲۰۰۹ء

آخر الذکر کتاب حضرت قاری صاحب کے بیرون ممالک دوروں پر مشتمل ہے۔قاری صاحب نے جن جن ممالک میں جن جن مقامات پر تلاوت کی،نعت شریف پڑھی یا خطابات فرمائے اُن سب کا تفصیلاً ذکر ہے۔

خاندانی وجاہت

حضرت قاری صاحب کے والد گرامی جناب الحاج محمد حسین صاحب نہایت ہی عابد و زاھد اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور شریعت مطہرہ اور سنت نبوت کے متبع تھے اور وہ حضرت بابا جی محمد قاسم صاحب موہڑوی کے خلیفہ تھے۔الحاج محمد حسین صاحب نے تین مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی۔

① اپنی والدۂ محترمہ کے ساتھ ② اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ

③ اپنے بیٹے محمد طفیل صاحب کے ساتھ ۔سادہ مزاج اور درویش صفت انسان تھے، دینی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے،عبادت و ریاضت اور تقویٰ کی وجہ سے اپنے قرب و جوار کے علاقہ جات اور احباب میں بہت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

شخصی اَحوال

حضرت قاری صاحب کا قد درمیانہ ہے مگر جسم تندرست وتوانا ہے،آپ باوقار اور بارُعب شخصیت کے مالک ہیں، بہت غیور،خوددار،حق گو اور بہادر انسان ہیں بلکہ شجاعت و بہادری تو آپ کو ورثہ میں ملی ہے کہ آپ کے والد گرامی الحاج محمد حسین صاحب دینی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے اور حضرت قاری صاحب کے بڑے بھائی غازی محمد اسحاق شہید رحمہ اللہ نے بھی شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کیا اور جام شہادت نوش فرمایا۔ان کی شہادت کا مختصر تذکرہ یوں ہے کہ مسلمانوں نے مسجد شہید گنج لنڈا بازار لاہور کو سکھوں اور ہندوؤں کے قبضہ سے آزاد کرانے کے لئے بھرپور تحریک شروع کی ادھر مسلمانوں کی تحریک زور پر تھی اور ادھر ہندوؤں اور سکھوں کی تحریک زور پر تھی تو مسلمانوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحریک کے عظیم مجاہد غازی محمد اسحاق شہید رحمہ اللہ نے اسی دوران ایک سکھ پولیس والے کو خنجر گھونپ کر فی النار کیا، پھر جیل میں رہے اور آپ کو پھانسی ہوئی جیل کی کوٹھڑی میں اور بوقت پھانسی اس عظیم مجاہد کے چہرے پر پریشانی نام کی کوئی چیز نہ تھی بلکہ آپ خوش تھے اور آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ مزید تفصیل کے لئے کتاب ''تحریک مسجد شہید گنج کے گمنام مجاہد غازی محمد اسحاق شہید رحمہ اللہ'' کا مطالعہ فرما کر اپنا ایمان تازہ کریں۔

حضرت قاری صاحب سے مل کر سلف صالحین کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ اپنے بزرگوں اور اَساتذہ کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ آپ عالم اسلام کے مایہ ناز قاری، بہترین مدرس اور عالم باعمل ہیں، آپ کا انداز تدریس بہت خوبصورت اور عام فہم ہے۔ آپ تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے شاگردوں کی تربیت پر خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سے اوصاف اور خوبیوں سے نوازا ہے، آپ بہترین خطیب، بہترین مصنف اور بلند پایہ نعت خواں ہیں۔ آپ کی تلاوت کا کیا کہنا اور پھر نعت شریف پڑھ دینا تو سونے پر سہاگہ ہے اللہ کریم نے آپ کو بہت خوبصورت اور رسوز وگداز والی آواز عطا فرمائی ہے، آپ کا شمار قراء کے مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ جہاں تلاوت فرماتے ہیں اور نعت شریف پڑھتے ہیں مجمع عش عش کر اٹھتا ہے۔ راقم نے قراء سے سنا ہے کہ جب حضرت قاری صاحب جوانی کے ایام میں کسی محفل میں تلاوت فرماتے یا اپنے شاگردوں کو مشق کرواتے تو لوگ چلتے ہوئے رک جاتے تھے جب تک حضرت کی تلاوت ختم نہ ہوتی لوگ وہاں سے ہلتے نہ تھے۔ آپ براہ راست اُستاذ القراء حضرت قاری عبدالمالک کے فیض یافتہ ہیں جن کی شاگردی پر قراء ناز کرتے ہیں۔ یہ آپ کیلئے بڑے اعزاز کی بات ہے۔

اور دوسری بڑے اعزاز کی بات یہ ہے کہ حضرت قاری صاحب نے اپنے عالمی تبلیغی اور قرآنی دوروں پر مشتمل ایک کتاب تحریر فرمائی ہے جس کا نام ہے "سیروا فی الارض" اس کتاب میں انہوں نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ انہوں نے مصر کے عظیم شیوخ، الشیخ المقری محمود خلیل الحصری، الشیخ المقری محمد رفعت، الشیخ المقری مصطفیٰ اسماعیل، الشیخ المقری السید متولی عبدالعال، الشیخ المقری محمد صدیق المنشاوی، الشیخ المقری عبدالباسط، عبدالصمد کے ساتھ مختلف محافل میں مصر، پاکستان اور ملائیشیا میں اکٹھے تلاوتیں کیں ہیں یہ اُن کے لئے بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔

حضرت قاری صاحب کے بے شمار اعزازت ہیں۔ جتنے اعزازات اور خدمات ملکی اور غیر ملکی سطح پر آپ کی ہیں۔ بہت ہی کم قراء عظام کی اتنی خدمات واعزازات ہوں گے بڑے سائز کے دس صفحات پر آپ کی ملکی اور غیر ملکی خدمات و اعزازات کا تذکرہ موجود ہے۔ حضرت قاری صاحب کی خود تحریر کردہ کتاب جس کا نام 'سیروا فی الأرض' ہے جو تقریباً ۴۳۲ صفحات پر مشتمل ہے اس میں آپ کے غیر ممالک میں تبلیغی اور قرآنی دوروں اور خدمات کا ذکر ہے جو عنقریب چھپ کر منظر عام پر آرہی ہے۔ آپ کا تعارف کروانا ایسے ہے جیسے سورج کو چراغ دکھانا، اصحاب علم وفضل آپ کو خوب جانتے ہیں، ملک پاکستان کے شہر شہر، قریہ قریہ، بستی بستی اور ریڈیو، ٹی وی پر آپ کی تلاوت، نعت اور خطابات کی آواز گونجتی رہی اور گونج رہی ہے۔ آپ کے فیض یافتہ اندرون و بیرون ممالک دین حنیف کی خدمات میں مصروف ہیں۔ اللہ کریم اس عظیم شخصیت کو صحت وسلامتی عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر قائم فرمائے اور دین حنیف کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ خلق خدا ان کی دینی خدمات سے فیض یاب ہوتی رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فن تجوید وقراءت کے حوالے سے ملکی سطح پر خدمات واعزازات

- ۱۹۶۱ء سے ریڈیو پاکستان پر ۱۹۶۴ء سے ٹیلیویژن پر قومی پروگرام میں تلاوت کے لئے A-1 کلاس قاری کے اعزاز حاصل کئے۔
- ۱۹۶۱ء میں ملتان میں کل مغربی پاکستان حُسن قراءت کے مقابلہ میں اوّل آنے والے تین قاریوں میں شامل ہیں۔
- ۱۹۶۱ء میں ریڈیو پاکستان سے روزانہ صبح تلاوت کلام پاک کرنے کے لئے پاکستان مقابلہ قراءت میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔
- یکم جولائی ۱۹۶۲ء میں دارالقرآن کراچی کے تحت کل پاکستان مقابلہ قراءت میں گولڈ میڈل حاصل کیا اور قرآن پاک کا نسخہ بدست سفیر ملایا حاصل کیا۔
- ۱۹۶۴ء میں کل پاکستان مقابلہ قراءت برائے خواتین منعقد کیا جس سے خواتین میں قراءت کا شوق پیدا ہوا اور آج ہر سکول اور کالج میں مقابلہ قراءات قائم کیا جا رہا ہے۔
- ۱۱ مارچ ۱۹۶۵ء کو ریڈیو پاکستان لاہور کے لئے ٹرانسلیٹر اور ۱۹۔ اگست کو ریڈیو پاکستان لاہور کے نئے براڈ کاسٹنگ ہاؤس کے افتتاح کے موقع پر تلاوت کا شرف حاصل ہوا۔
- ستمبر ۱۹۶۵ء میں پاک بھارت جنگ کے دوران ریڈیو، ٹیلیویژن اور خود محاذوں پر خود جا کر متعدد بار قرآن پاک پڑھ کر مجاہدین کے حوصلے بڑھانے کے علاوہ تحائف دیتے رہے جس پر سرٹیفیکیٹ حاصل کئے۔
- ۱۹۶۵ء میں ایجوکیشن کالج برائے خواتین میں سی ٹی اور بی ایڈ کی طالبات کو فن تجوید کی تربیت دینا شروع کی جو اساتذہ بن کر ملک کے مختلف علاقوں کے سکولوں میں اس فن عزیز کی خدمت کر رہی ہیں۔
- یکم جولائی ۱۹۶۶ء کو تاریخ میں پہلی مرتبہ بادشاہی مسجد لاہور میں کل پاکستان محفل قراءت منعقد ہوئی جس کا مکمل اہتمام ناچیز نے کیا۔
- ۹ر فروری ۱۹۶۷ء متحدہ عرب جمہوریہ کے ممتاز قاری الشیخ محمود خلیل الحصری بندہ کی دعوت پر پاکستان تشریف لائے ان کے ساتھ مصر کے قاری عبدالصمد قاری عبدالباسط کے علاوہ چھ اسلامی ممالک کے معروف قراء مختلف مقامات پر محافل قراءت میں شرکت کی۔
- ۱۹۶۸ء ہر سال مارچ میں جشن خیبر پشاور، جشن دولئی بہاولپور، راولپنڈی، جہلم، گجرات، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، شیخوپورہ، لائلپور، سرگودھا، قصور، بہاولنگر، پاکپتن شریف، بورے والہ، عارف والا، خانیوال، ملتان، ساہیوال، ہارون آباد، خانپور، حیدرآباد اور کراچی میں علاقائی جشن کے موقعوں پر سرکاری سطح پر منعقد ہونے والی محافل قراءت اور مقابلہ میں شرکت کی۔ مذکورہ شہروں اور اس کے علاوہ بھی دوسرے شہروں کے تمام کالجوں میں ہونے والی محافل قراءت اور مقابلہ قراءات میں شرکت وبحثیت جج شرکت کی۔
- جولائی ۱۹۶۷ء میں گورنمنٹ کی طرف سے ناظرہ قرآن کورس منعقد ہوا جس میں ناظرہ قرآن کورس کمیٹی کا ممبر منتخب ہونے کے بعد ۲۶ ہزار معلمین، معلمات کو صحیح قرآن خوانی کی تربیت دینے کا شرف حاصل ہوا۔
- اکتوبر ۱۹۶۸ء میں پنجاب پبلک لائبریری بیت القرآن کا افتتاح میری تلاوت سے ہوا جس کا افتتاح گورنر مغربی پاکستان نے کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* مارچ ۱۹۷۲ء میں صدر پاکستان نے لاہور میں تاریخی جلسہ کیا۔ جس کا اُسی جلسہ اسی میدان کا نام تبدیل کر کے قذافی سٹیڈیم رکھا۔ اس عدیم المثال مجمع کی کارروائی ناچیز کی تلاوت سے ہوئی۔
* ۱۹۷۲ء سے قومی اسمبلی اور سینیٹ میں بحیثیت قاری تقرر ہوا۔
* ۱۹۷۳ء میں نیشنل ہک اَپ کے لئے قراء کے انتخاب کے لئے قومی قراءت کا ممبر نامزد کیا گیا۔
* ۱۹۷۴ء میں اسلامی سربراہی کانفرنس میں افتتاحی تلاوت کی اور بادشاہی مسجد میں کانفرنس کے دن جمعۃ المبارک کے روز ۳۸ ملکوں کے سربراہوں کے روبُرو ایک گھنٹہ تلاوت کی۔ جس سے شاہ فیصل پر وجد کی کیفیت طاری تھی۔
* ۱۹۷۴ء دسمبر قومی اسمبلی کے تاریخی اجلاس میں افتتاحی تلاوت کی، اس اجلاس میں قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا گیا۔
* ۲۴ر دسمبر ۱۹۷۴ء کو علی ہجویری کے مزار کا صدر دروازہ سونے اور چاندی سے تیار کر کے لگایا گیا۔ اس تقریب میں افتتاحی تلاوت کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔
* ۳ر جنوری ۱۹۷۵ء قائداعظم محمد علی جناحؒ سیمینار پنجاب صوبائی اسمبلی صدر پاکستان نے کیا جسکی افتتاحی تلاوت کی۔
* ۱۹۷۶ء میں پاکستان میں پہلی بار عالمی سیرت کانگریس میں افتتاحی تلاوت کی۔
* ۱۹۷۸ء میں اہالیان فیصل آباد نے باسط ثانی کا خطاب اور ایوارڈ دیا۔
* مئی ۱۹۷۸ء میں جمعیت قراء سواد اعظم پاکستان کی سپریم کونسل کا نگران اعلیٰ منتخب ہوا۔
* جون ۱۹۷۸ء میں اکیس دن میں ترتیل سے پورا قرآن پاک شالیمار ریکارڈنگ کمپنی نے میری آواز میں ریکارڈ کیا۔
* ٹیلیویژن لاہور اسٹیشن نے مجھے ۱۹۸۲ء، ۱۹۸۳ء، ۱۹۸۴ء میں ٹی وی ایوارڈ پر نامزد کیا اور تعریفی سند دی۔
* ۱۹۸۴ء درس و تدریس کا پروگرام (آیئے قرآن شریف پڑھئے) ریڈیو پاکستان سے قومی پروگرام میں شروع کیا۔
* ۱۹ر مئی ۱۹۸۵ء کو پاک اصلاحی کمیٹی قصور نے قرآنی خدمات پر بابا بلّھے شاہ ایوارڈ دیا۔
* ۸ر اگست ۱۹۸۵ء پاکستان ٹیلیویژن ایوارڈ (برائے حُسن قراءت)
* ۱۴ر اگست ۱۹۸۵ء کو صدر مملکت نے صدارتی تمغہ حُسن کارکردگی (برائے قراءت) کا اعلان کیا۔
* ۲۳ر مارچ ۱۹۸۶ء صدارتی ایوارڈ۔
* ۲۷ر نومبر ۱۹۸۶ء پاکستان ٹی وی کے پہلے قاری ہونے کے اعزاز میں گولڈ میڈل۔
* جنوری ۱۹۸۸ء ریڈیو، ٹی وی کا بہترین گریجوایٹ ایوارڈ۔ منجانب کلچرل ایسوسی ایشن آف پاکستان گریجوایٹس۔
* ۲۸ر ستمبر ۱۹۹۲ء جماعت اہلسنت پاکستان کی طرف سے نعت کانفرنس جناح ہال گولڈن شیلڈ۔
* ۱۰ر اکتوبر ۱۹۹۲ء گورنمنٹ اسلامیہ کالج لاہور صد سالہ تقریب پر ایوارڈ۔
* ۲۳ر دسمبر ۱۹۹۲ء غریب نواز ایوارڈ خواجہ صاحب کے یوم پر (الحمرا ہال) انجمن سپاہ مصطفیٰ لاہور۔
* ۲۴ر دسمبر ۱۹۹۲ء کلچر ایسوسی ایشن پاکستان گریجوایٹ کی طرف سے دوسرا گریجوایٹس ایوارڈ۔
* ۱۷ر فروری ۱۹۹۳ء نواز شریف کالج حُسن کارکردگی شیلڈ۔
* ۱۹ر فروری ۱۹۹۳ء روزنامہ جنگ، ہمدرد کتب خانہ حسن کارکردگی شیلڈ ایوارڈ۔
* ۱۱ر نومبر ۱۹۹۳ء روزنامہ جنگ کی طرف سے حُسن کارکردگی برائے قراءت ایوارڈ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ۲۹ دسمبر ۱۹۹۳ء گریجویٹ ریڈیو ایوارڈ۔
- جون ۱۹۹۴ء میں سید اقبال گیلانی ایوارڈ کمیٹی کی طرف سے بدست سید نسیم حسن شاہ صاحب، ریٹائرڈ چیف جسٹس پاکستان سے سے ملک اور بیرون ملک قرآنی خدمات پر ایوارڈ وصول کیا۔
- لائف اچیومنٹ ایوارڈ ریڈیو پاکستان ۲۰۰۰ء عطا کیا گیا۔

فن تجوید وقراءت کے حوالے سے عالمی سطح پر خدمات واعزازات

- ۱۹۶۳ء میں ملایا میں منعقدہ عالمی مقابلہ قرأت میں گولڈ میڈل اور سرٹیفیکیٹ حاصل کیا۔
- ۱۹۶۶ء ۲۱ جولائی تا ۹ ستمبر ادارہ اصلاح المسلمین کے نائب صدر کی حیثیت سے افغانستان، ایران، اُردن، فلسطین اور شام کا پاکستان کی طرف سے غیر سرکاری خیر سگالی دورہ کیا، مسئلہ کشمیر میں پاکستان کی حمائت میں حاصل کی اور قرآن کریم سے عرب ممالک میں عربوں سے داد تحسین حاصل کی۔
- ۱۹۶۷ء میں ملایا میں منعقد عالمی مقابلہ قرأت میں قرآن مجید کا عظیم تحفہ اور سند حاصل کی۔
- ۱۹۶۹ء میں کوالالمپور (ملائیشیا) میں منعقدہ انٹرنیشنل مقابلہ قرأت میں گولڈ شیلڈ اور سند حاصل کی۔
- ۱۹۷۶ء دسمبر تا جنوری ۱۹۷۸ء ایک سال کا چودہ ملکوں کا قرآنی دورہ کیا جس کے دوران برطانیہ، لیبیا، کویت، جدہ شریف، مدینہ طیبہ، بحرین اور دوبئی میں قرآن سنٹر کھولے۔
- ۱۹۷۷ء میں ورلڈ اسلامک مشن یو۔کے، کے شعبہ تجوید وقرأت کے صدر نامزد ہوئے۔
- ۸ جولائی ۱۹۷۹ء تا ۳۱۔اکتوبر ۱۹۸۱ء برطانیہ، عراق، ناروے، سعودی عرب اور دوحا، قطر کا قرآنی دورہ کیا۔
- ۹ جولائی ۱۹۷۹ء تا ۲۲ فروری ۱۹۸۰ء ایس آر انٹرنیشنل کی دعوت پر برطانیہ میں مکمل قرآن حکیم مع انگلش ترجمہ ریکارڈنگ کرائی۔
- ۱۵ جولائی ۱۹۷۹ء برمنگھم (برطانیہ) میں نظام مصطفیٰ کانفرنس میں شرکت اور تلاوت کی۔
- ۲۷ نومبر ۱۹۷۹ء تا ۲۹۔اپریل ۱۹۸۰ء زیر اہتمام ورلڈ اسلامک مشن بریڈفورڈ برطانیہ میں علماء کو تجوید وقرأت کی کلاسیں قائم کیں۔
- ۱۴ فروری ۱۹۸۰ء لندن میں یو، ایم، او کے زیر اہتمام میلاد ڈنر میں شرکت اور تلاوت کلام پاک کی۔ جس کی صدارت برطانیہ کے ہوم منسٹر نے کی۔ ۲۶ فروری ۱۹۸۰ء آپ کی آواز میں ریکارڈ شدہ قرآن افتتاحی تقریب میں تلاوت کلام پاک کی۔
- ۹ اپریل ۱۹۸۰ء کو اسلامک کونسل فار یورپ کے زیر اہتمام تھرو ہوٹل لندن میں مسلم اقلیت کے جلسہ میں شرکت اور تلاوت کلام پاک کی۔
- ۱۲ تا ۱۵۔اپریل ۱۹۸۰ء اسلامک کونسل فار یورپ کے زیر اہتمام The Prophet Mohammadﷺ and his Massage عالمی کانفرنس کی افتتاحی تقریب منعقدہ البرٹ ہال لندن میں تلاوت کی اور منعقدہ تمام اجلاس میں شرکت اور تلاوت کی۔
- ۵ مئی تا ۱۳ مئی ۱۹۸۰ء وزیر اوقاف حکومت عراق کی دعوت پر لندن سے عراق کا دورہ کیا جہاں پر وزیر اوقاف سید نور الفیصل صاحب نے میرے لئے عراقی شہریت کا اعلان کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* ۳۰؍مئی تا ۶ جولائی ۱۹۸۰ء ناروے میں مقیم مسلمانوں کی تنظیم جماعت اہل سنت کی دعوت پر تبلیغی دورہ کیا۔
* ۱۳؍جون تا ۱۶ جون ۱۹۸۰ء میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام ایمسٹرڈم میں تیسری عالمی کانفرنس میں تلاوت اور تقریر کے لئے شرکت کی۔
* ۱۷؍جولائی تا ۱۲ ستمبر ۱۹۸۰ء زیارت حرمین شریفین وسعادت حج حاصل کی۔
* ۲۸؍اکتوبر تا ۳۰۔اکتوبر دوہا قطر کا دورہ کیا اور ٹی وی، ریڈیو پر تلاوت کی۔
* ۸؍اگست ۱۹۸۱ء تا ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۸۱ء حکومت عراق کی دعوت پر عراق اور سعودی عرب کا دورہ کیا اس موقع پر اپنی آواز میں ریکارڈ شدہ مکمل قرآن پاک مع انگلش ترجمہ صدر صدام حسین کو پیش کیا۔
* ۲۹؍اکتوبر ۱۹۸۱ء دمشق میں ہونے والے عالمی مقابلۂ قرأت میں بحیثیت جج شرکت کی اس موقع پر اپنی آواز میں ریکارڈ شدہ مکمل قرآن مجید مع انگلش ترجمہ صدر حافظ الاسد کو پیش کیا۔
* ۱۸؍دسمبر ۱۹۸۴ء تا ۱۷ جنوری ۱۹۸۵ء پاکستان سنٹر ابوظبی میں کل یو، بی، آئی مقابلہ قرأت اور نعت خوانی میں بطور چیف جج مقرر کیا گیا اور متحدہ عرب امارت ودوحا قطر کا دورہ قرآن کیا۔ ٹی وی، ریڈیو پر تلاوت ریکارڈ کیں۔
* ۱۹؍اگست ۱۹۸۵ء کو حج پر روانگی۔
* ۳۰؍ستمبر ۱۹۸۵ء متحدہ عرب امارت اور دوحہ وقطر کا قرآنی دورہ۔ عرب امارات، دوحہ اور قطر کے ٹی وی، ریڈیو پر تلاوتین۔ محفل حمد ونعت ابوظبی، شارجہ میں شرکت کی۔
* ۷؍مئی ۱۹۸۶ء تا ۱۲ جون ۱۹۸۶ء متحدہ عرب امارات کا قرآنی دورہ
* ۸؍دسمبر ۱۹۸۶ء تا ۲۷ دسمبر ۱۹۸۶ء متحدہ عرب امارات کا قرآنی دورہ۔
* ۲۸؍دسمبر ۱۹۸۶ء تا ۱۰ جنوری ۱۹۸۶ء عمرہ شریف۔
* ۱۱؍جنوری ۱۹۸۷ء تا ۱۷ جنوری ۱۹۸۷ء متحدہ عرب کا دورہ قرآنی۔
* ۱۸؍جنوری ۱۹۸۷ء تا ۷ دسمبر ۱۹۸۷ء متحدہ عرب امارت کا قرآنی دورہ۔

① عالمی قرآنی دورہ

* ۷ دسمبر ۱۹۸۷ء تا ۱۴ مارچ ۱۹۸۸ء برطانیہ کا قرآنی دورہ کیا اور کل برطانیہ جمعیت قراء کی بنیاد رکھی۔
* ۱۵ مارچ ۱۹۸۸ء تا ۱۷ ستمبر ۱۹۸۸ء امریکہ اور کینیڈا کا قرآنی دورہ اور مکمل قرآن ریکارڈ کیا۔
* ۱۸ ستمبر ۱۹۸۸ء تا ۸ نومبر ۱۹۸۸ء برطانیہ قرآنی دورہ۔

② عالمی قرآنی دورہ

* ۹؍نومبر ۱۹۸۸ء تا ۳ دسمبر ۱۹۸۸ء کویت، سعودی عرب، عمرہ شریف اور متحدہ عرب امارات کا قرآنی دورہ۔
* ۲۷؍مئی ۱۹۸۹ء تا ۱۹ جون ۱۹۸۹ء کینیڈا کا قرآنی دورہ۔
* ۲۰؍جون ۱۹۸۹ء تا ۱۱ جولائی ۱۹۸۹ء امریکہ قرآنی دورہ۔
* ۱۲؍جولائی ۱۹۸۹ء تا ۲۔اگست ۱۹۸۹ء برطانیہ کا قرآنی دورہ۔
* ۲۸؍ستمبر ۱۹۸۹ء تا ۱۲۔اکتوبر ۱۹۸۹ء بغداد شریف حکومت عراق کی طرف سے قرآنی دورہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ عالمی قرآنی دورہ

* ۸؍اپریل ۱۹۹۰ء تا ۱۶۔اپریل ۱۹۹۰ء متحدہ عرب امارت کا مکمل قرآنی دورہ۔
* ۲۱؍اپریل ۱۹۹۰ء تا ۱۱ جون ۱۹۹۰ء امریکہ میں مکمل قرآن ویڈیو کیا
* ۱۲؍جون ۱۹۹۰ء تا ۲۶ جولائی ۱۹۹۰ء برطانیہ کا قرآنی دورہ اور صوت القرآن لائبریری کی بنیاد رکھی۔

④ عالمی قرآنی دورہ

* ۱۵؍ستمبر ۱۹۹۱ء تا یکم اکتوبر ۱۹۹۱ء متحدہ عرب امارت
* ۲۵؍اکتوبر ۱۹۹۱ء تا ۲۱ مئی ۱۹۹۲ء امریکہ، کینیڈا اور برطانیہ کا عالمی قرآنی دورہ۔

⑤ عالمی قرآنی دورہ

* ۱۸؍مارچ ۱۹۹۳ء تا ۷ جون ۱۹۹۳ء کینیڈا، امریکہ کا عالمی قرآنی دورہ۔
* ۸؍جون ۱۹۹۳ء تا ۲۷ جون ۱۹۹۳ء برطانیہ کا قرآنی دورہ۔

⑥ عالمی قرآنی دورہ

* ۵؍اگست ۱۹۹۳ء تا ۵۔اکتوبر ۱۹۹۳ء کینیڈا، امریکہ کا قرآنی دورہ
* ۳؍اکتوبر ۱۹۹۳ء عالمی میلاد النبی ﷺ کمیٹی اور ورلڈ اسلامک مشن کینیڈا، امریکہ کی طرف سے ان ممالک میں قرآنی اور دینی خدمات پر ایوارڈ دیا۔
* ۴؍اکتوبر ۱۹۹۳ء تا ۱۴۔اکتوبر ۱۹۹۳ء مصر اور سعودی عرب کا قرآنی دورہ اور عمرہ شریف وزیارت حرمین شریفین۔

⑦ عالمی قرآنی دورہ

* ۲۵؍جنوری تا ۲۸ مئی ۱۹۹۴ء عالمی قرآنی دورہ متحدہ عرب امارات کینیڈا، شمالی امریکہ وغیرہ اور دارالقرآن کینیڈا INL کا قیام اور مورخہ ۷ مئی ۱۹۹۴ء کو ٹورانٹو کینیڈا میں دارالقرآن کینیڈا کی تعارفی تقریب کے موقعہ پر انٹرنیشنل قرآن کانفرنس منعقد کی اور ۲۹ جنوری ۱۹۹۴ء کو ٹورانٹو کینیڈا میں انٹرنیشنل محفل میں شرکت کی۔

⑧ عالمی قرآنی دورہ

* ۶؍ستمبر ۱۹۹۴ء تا ۲۲۔اکتوبر ۱۹۹۴ء متحدہ عرب امارات، کینیڈا اور برطانیہ کا آٹھواں عالمی قرآنی دورہ کیا۔

اُستاذ القراء قاری محمد برخوردار اَحمد سدیدی صاحب

نام ونسب

اُستاذ القراء قاری محمد برخوردار احمد بن میاں اللہ داد صاحب رحمہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وِلادت

آپ ۱۹۵۰ء کو ضلع سرگودھا تحصیل بھلوال کے ایک گاؤں عالم والا میں پیدا ہوئے۔

اِبتدائی تعلیم

آپ نے اِبتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں عالم والا میں حاصل کی۔ اس کے بعد قرآن کریم حفظ کرنے کا شوق پیدا ہوا تو مرولہ میں داخلہ لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تقریباً اَڑھائی سال کے عرصہ میں قاری محمد متاع صاحب سے قرآن پاک حفظ کرلیا۔ تکمیل حفظ قرآن کے پروگرام میں آپ کے والد محترم میاں اللہ داد صاحب تشریف لائے۔ انتہائی خوشی ومسرت کا اِظہار کرتے ہوئے حسب توفیق طلباء کی دعوت کی اور اَساتذہ کرام کی مالی خدمت کی۔

علم تجوید کی تکمیل

۲۱/اپریل ۱۹۷۱ء میں جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو سے اُستاذ القراء قاری محمد اَمیر صاحب سے علم تجوید کی تکمیل کی اور سندِ فراغت حاصل کی اس کے بعد اُستاذ القراء قاری عبدالقیوم صدیقی صاحب اور استاذ القراء قاری عبدالوھاب مکی صاحب سے اس فن میں اِستفادہ کیا۔

تدریس کا آغاز

آپ نے قاری محمد حیات صاحب کی معرفت رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور میں تدریس کا آغاز کیا۔

قراءاتِ سبعہ کی تکمیل

آپ نے شیخ القراء والمجودین قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ کے پاس قراءاتِ سبعہ میں داخلہ لے لیا۔ اس طرح درسِ نظامی اور قراءاتِ سبعہ کے اَسباق ساتھ ساتھ چلتے رہے۔

اِمامت وخطابت

اسی دوران ۱۹۷۶ء میں جامع مسجد کریمیہ حسن پارک بلال گنج لاہور میں حضرت حاجی محمد علی صاحب کے فرمان کے مطابق اِمامت وخطابت کی خدمات سراَنجام دینا شروع کردیں۔ ۷/نومبر ۱۹۷۶ء میں قراءاتِ سبعہ کی تکمیل کی۔

درسِ نظامی کی تکمیل

آپ نے اپنے استاذ محترم حضرت حاجی محمد علی صاحب کی معرفت جامعہ رضویہ فیصل آباد میں شیخ الحدیث حضرت غلام رسول رضوی صاحب رحمہ اللہ کے پاس دورہ حدیث شریف میں داخلہ لیا اور ۲۷/جنوری ۱۹۸۰ء میں دورہ حدیث شریف مکمل کرکے جامعہ رضویہ فیصل آباد سے سند فراغت حاصل کی۔ اسی طرح آپ نے چوٹی کے علماء اہل سنت وجماعت سے علوم دینیہ حاصل کئے۔

دوبارہ تدریس کا آغاز

قراءاتِ عشرہ اور درسِ نظامی پڑھنے کے بعد اپنے اُستاذ حضرت مولانا محمد علی صاحب کے حکم پر جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج میں شعبہ تجوید وقراءات کی تدریس شروع کی اور تقریباً تین سال تک تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ کریمیہ سدیدیہ کا آغاز

۱۹۸۴ء میں انجمن جامع مسجد کریمیہ نے اِصرار کیا کہ آپ جامعہ رسولیہ شیرازیہ کی بجائے یہاں پر مدرسہ قائم کریں ہم ہرطرح آپ کے ساتھ تعاون کریں گے تو اُن کے مسلسل اصرار پر آپ نے اپنے اُستاذ محترم حضرت حاجی محمد علی صاحب سے اِجازت طلب کی تو اُنہوں نے آپ کو بخوشی اِجازت عنایت فرمادی اس طرح ۱۹۸۴ء میں جامعہ کریمیہ سدیدیہ کا باقاعدہ آغاز کیا اور اُسی سال مقامی طلباء کے علاوہ ۳۰ مسافر طلباء نے داخلہ لیا اور حُسن اتفاق سے پہلے سال ہی خواجہ غلام سدید الدین صاحب رحمہ اللہ تشریف لائے اور اپنے دو پوتے صاحبزادہ حافظ معظم الحق صاحب اور صاحبزادہ حافظ شمس الحق صاحب کو سبعہ تجوید وقراء ات میں داخل کروایا۔ حضرت خواجہ صاحب نے پہلے دو رکعت نفل اَدا کئے۔ اُس کے بعد مدرسہ ہذا کی کامیابی وکامرانی اور ترقی کے لیے خصوصی دعا فرمائی، جامعہ کریمیہ کے ساتھ سدیدیہ کا لفظ آپ ہی کی نسبت کی وجہ سے ہے۔ جامعہ ہذا میں شعبہ حفظ وناظرہ کے علاوہ تجوید وقراء ت، قراء اتِ عشرہ اور اِبتدائی درسِ نظامی کے شعبہ جات قائم ہیں۔ جامعہ ہذا علمی میدان میں ترقی کی منازل طے کررہا ہے۔

جامعہ معظمیہ للبنات کا قیام

حضرت قاری صاحب نے جامعہ کریمیہ سدیدیہ للبنات حال ہی میں قائم کیا ہے جو آپ کی سرپرستی میں چل رہا ہے۔ اس اِدارہ میں شعبہ حفظ وناظرہ تجوید وقراء ات اور درسِ نظامی کے شعبہ جات قائم ہیں۔

اَولاد

آپ کے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔

صاحبزادگان کے اسماء:

① حضرت قاری محمد عبداللہ ثاقب ② محمد عبدالرحمن
③ حافظ محمد طاہر ④ حافظ محمد طیب

تلامذہ

آپ کے تلامذہ کی تعداد سینکڑوں میں ہے چند مشہور درج ذیل ہیں:

① حضرت قاری محمد طیب ② حضرت قاری محمد عبداللہ ثاقب
③ ڈاکٹر قاری محمد مظفر ④ قاری محمد سلیم چشتی
⑤ قاری خدا بخش بصری ⑥ قاری اعجاز حسین قادری
⑦ قاری امجد اقبال مظہری ⑧ قاری محمد سیف اللہ سیفی
⑨ قاری محمد عثمان ⑩ قاری محمد یعقوب

تصانیف

آپ نے ایک کتاب 'القول السدید فی علم التجوید' تحریر کی ہے، جو اگرچہ ابتدائی ہے مگر بہت جامع،

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام فہم اور ترتیب کے لحاظ سے بہت عمدہ ہے، تجوید کے طلباء اور شائقین کے لیے بہترین تحفہ ہے۔

اُستاذ القراء قاری محمد کرامت اللہ نقشبندی

نام ونسب

آپ کا نام محمد کرامت اللہ اور والد کا نام حاجی عطا محمد ہے۔ آپ کا تعلق اعوان قبیلہ سے ہے۔

وِلادت

۱۹۶۱ء کو چک ۲۱/شمالی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔

حصول تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سے حاصل کی، ناظرہ قرآن مجید سے فراغت پائی اور کئی بزرگوں سے کسب فیض کیا ہے۔

تکمیل حفظ القرآن

اُستاذ الحفاظ قاری محمد یوسف صاحب سے جامعہ مقبولیہ نقشبندیہ گاؤں للہ شریف تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم میں حفظ قرآن مکمل کیا۔

تجوید وقراءت کی تکمیل

آپ نے تجوید وقراءت کا علم شیخ القراء والمجودین قاری محمد یوسف صدیقی صاحب رحمہ اللہ سے جامعہ صدیقیہ سراج العلوم بیرون مستی گیٹ لاہور سے حاصل کیا۔

قراءاتِ سبعہ کی تکمیل

قراءاتِ سبعہ کی تکمیل استاذ القراء والمجودین قاری مظفر حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ سے جامعہ صدیقیہ سراج العلوم بیرون مستی گیٹ لاہور سے کی۔

قراءاتِ ثلاثہ کی تکمیل

قراءاتِ ثلاثہ کی تکمیل استاذ القراء والمجودین قاری حسن شاہ بخاری صاحب رحمہ اللہ سے جامعہ رحیمیہ نیلا گنبد لاہور سے کی۔

درس نظامی

آپ نے درس نظامی کی تعلیم جامعہ نعمانیہ اندرون ٹیکسالی گیٹ لاہور میں درج ذیل اساتذہ کی زیر نگرانی حاصل کی۔

① شیخ الحدیث علامہ قاضی ارشاد الٰہی عصامی صاحب رحمہ اللہ ② علامہ مولانا محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ علامہ مفتی عبداللطیف جلالی صاحب رحمہ اللہ

تدریسی خدمات

آپ نے فراغت کے بعد ۱۹۸۰ء سے لے کر ۱۹۹۶ء تک عرصہ ۱۶ سال تک جامعہ صدیقیہ سراج العلوم بیرون مستی گیٹ لاہور میں اپنے استاذ محترم شیخ القراء والمجودین قاری محمد یوسف صدیقی صاحب رحمہ اللہ کی موجودگی میں اُن کے زِیر سایہ تدریسی خدمات سرانجام دیں۔فرسٹ ٹائم آپ جامعہ صدیقیہ سراج العلوم میں پڑھانے اور سیکنڈ ٹائم جامعہ جماعتیہ حیات القرآن پاپڑ منڈی لاہور میں پڑھاتے۔۱۹۸۲ء سے لے کرتا حال آپ اسی مدرسہ میں سیکنڈ ٹائم پڑھا رہے ہیں اور آج کل فرسٹ ٹائم آپ جامعہ خورشیدیہ قادریہ اقبال پارک بالمقابل گیٹ نمبر۳ متصل لاری اڈا لاہور میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

مدرسہ کا قیام

آپ نے ایک مدرسہ بھی قائم کیا ہے جس کا نام جامعہ عربیہ اسلامیہ کرامت العلوم (برائے طالبات) شاہدرہ لاہور میں واقع ہے جس کی آپ سرپرستی فرمارہے ہیں۔

امامت وخطابت

کوتوالی پولیس لائن نزد لنڈا بازار کی جامع مسجد میں سرکاری طور پر امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

شخصی اَحوال

آپ کا قد درمیانہ ہے اور آپ باوقار شخصیت کے مالک ہیں۔مضبوط حافظ، بہترین قاری اور بہترین مدرس ہیں اورحق گو انسان ہیں۔آپ بہت غیور ہیں، سادگی اور عاجزی آپ کا شیوہ ہے۔آپ ہمیشہ اپنے شاگردوں میں تعلیم کا شوق پیدا کرتے ہیں اور اہل علم احباب کی بہت قدر کرتے ہیں۔ جہاندیدہ اور خوش طبع انسان ہیں آپ کا شمار مسلک اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی کے تجوید وقراءات کے ماہر اور نامور اساتذہ میں ہوتا ہے۔

اَندازِ تدریس

حضرت قاری صاحب کا انداز تدریس بہت خوبصورت ہے۔کتب پڑھانے کا انداز بہت جامع اور عام فہم ہوتا ہے کہ کم صلاحیت رکھنے والے طلباء بھی بہت جلد اور آسانی سے سبق کو سمجھ جاتے ہیں۔طلباء کی مشق پر توجہ فرماتے ہیں مگر بالخصوص حدر پر خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔جتنی توجہ حضرت قاری صاحب طلباء کی حدر پر دیتے ہیں۔ بہت کم اساتذہ اتنی توجہ دیتے ہیں۔ حدر کے دوران طلباء کی ہر ادا پر توجہ رکھتے ہیں۔طلباء کو تجوید کے مطابق قرآن پاک پڑھنے کی بہت سختی کے ساتھ تاکید فرماتے ہیں۔ بے شمار مساجد و مدارس میں آپ کے شاگرد دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔جن کے پڑھنے پڑھانے میں ان کے استاذ محترم کے فن کی جھلک نظر آتی ہے۔

اَولاد

آپ کے دو صاحبزادے محمد احسان اللہ اور محمد کلیم اللہ ہیں اور سات صاحبزادیاں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلامذہ

آپ کے تلامذہ کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔مگر چند ایک درج ذیل ہیں:

① قاری فقیر احمد چشتی لاہور
② قاری خدا بخش بصری لاہور
③ قاری غلام مصطفیٰ
④ قاری محمد اعجاز سیالوی
⑤ قاری محمد عادل نقشبندی
⑥ قاری محمد رمضان نقشبندی
⑦ قاری محمد یاسر انگلینڈ
⑧ قاری محمد عامر خان انگلینڈ
⑨ قاری محمد اکبر لاہور
⑩ قاری محمد زبیر
⑪ قاری محمد اعظم وٹو

تصنیفی خدمات

آپ کی ایک تصنیف ’برکاتِ حرمین فی احکام التجوید‘ زیرِ طبع ہے۔

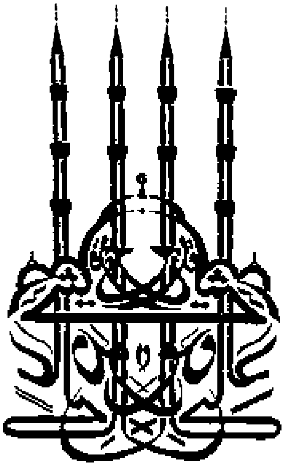

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ